خطباتِ صدیقیہ

جلد چہارم

خطیب پاکستان

مولانا محمد صدیق ملتانی مدظلہ العالی

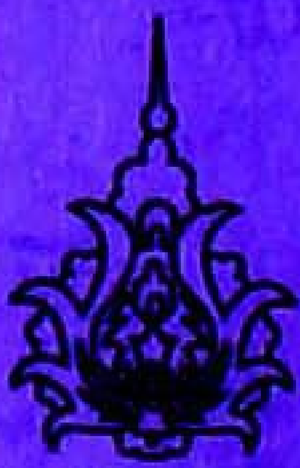
خطیب مرکزی سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار فیصل آباد

مکتبہ نوریہ رضویہ

خطباتِ صدیقیہ

جلد چہارم

خطیبِ پاکستان مولانا محمد صدیق ملتانی مدظلہ العالی



مکتبہ نوریہ رضویہ
گلبرگ اے، فیصل آباد

نام کتاب	______	خطباتِ صدیقیہ (جلد چہارم)
مؤلف	______	مولانا محمد صدیق صاحب ملتانی
تزئین واہتمام	______	سید حمایت رسول قادری
پروف ریڈنگ	______	حافظ رب نواز سیالوی
		(فاضل دار العلوم نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد)
صفحات	______	496
اشاعت	______	باراوّل نومبر 2007ء
تعداد	______	1100
کمپوزنگ	______	غلام محمد یٰسین خاں
مطبع	______	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	______	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
قیمت	______	-/150 روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 گنج بخش روڈ لاہور فون 7313885

مولانا محمد صدیق ملتانی فیصل آباد

موبائل: 0300-6608706

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
شانِ ولایت	8
(الف) تصرف وجدانی	13
(ب) تصرف نفسی	14
(ج) تصرف القائی	15
(د) تصرف حالی	16
(ن) تصرف بیثاتی	17
درجات ولایت	34
ولایت فطری	34
ولایت وہبی	34
ولایت کسبی	36
پہلا انعام	36
دور سے سننا	38
دور سے دیکھنا	38
دور سے پکڑنا	39
دوسرا انعام	40
تیسرا انعام	44
چوتھا انعام	47
آنکھ کی کرامت	47
کان کی کرامت	49
زبان کی کرامت	50
ہاتھ کی کرامت	51

عنوان	صفحہ نمبر
پاؤں کی کرامت	51
حسن رفاقت	53
النبیین	59
والصدیقین	64
والشہدا	69
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	69
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	70
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	71
حضرت حنظلہ	74
عبداللہ بن جحش	75
حضرت عبداللہ بن حرام	75
حضرت عمرو بن الجموح	76
حضرت خثیمہ	77
مہاجرین اور انصار	86
مہاجرین	87
انصار	88
حضرت عمرو بن قیس	88
حضرت بشر حافی	89
حضرت یزید بن ہارون	89
حضرت خواجہ عثمان ہارونی	90
حضرت عبدالواحد بن زید	90

عنوان	صفحہ نمبر
علامات محبت	93
علامت نمبر 1. اطاعت۔ آیات قرآن	95
احادیث	96
علامت نمبر 2. اتباع	103
علامت نمبر 3. دیدار کا شوق	109
علامت نمبر 4. کثرت سے ذکر کرنا	112
علامت نمبر 5. حضور اکرم ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا	116
علامت نمبر 6. صحابہ سے محبت کرنا	120
علامت نمبر 7. اہلبیت سے محبت	122
علامت نمبر 8. آپ کی امت سے محبت	126
علامت نمبر 9.	129
علامت نمبر 10. رسول خدا کی تعظیم وتوقیر کرنا	134
علامت نمبر 11. تبرکات کا ادب واحترام	138
بے مثل رسول (حصہ اول)	142
ملائکہ	142
شیاطین	142
جن	143
انسان	143
انبیاء فرشتوں سے افضل ہیں	144
دلیل اول	144
دلیل دوم	144

عنوان	صفحہ نمبر
دلیل سوم	144
دلیل چہارم	145
انبیاء تمام انسانوں سے افضل ہیں	145
قوت باصرہ	145
قوت سامعہ	146
قوت شامہ	146
قوت ذائقہ	146
قوت لامسہ	147
باطنی حواس	147
عقل	148
روح	149
قلب	149
قوت متحرکہ	145
قوت روحانیہ	150
افضل الانبیاء	152
دلیل اول	152
دلیل دوم	152
بے مثل رسول	153
عقلی دلائل	160
عجیب استدلال	169
(حصہ دوم) بے مثل رسول	174
ذات بے مثل	174
صفات بے مثل	178
قوت باصرہ	178

عنوان	صفحہ نمبر
پہلی وجہ	179
دوسری وجہ	179
تیسری وجہ	179
چوتھی وجہ	180
قوت سامع	181
رسالت بے مثل	182
دلیل اول	183
دلیل دوم	183
دلیل سوم	184
دلیل چہارم	184
دلیل اول	185
دلیل دوم	185
ازواج بے مثل	185
حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	186
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	187
آل رسول بے مثل	188
صحابہ بے مثل	191
چند بے مثل صحابہ	193
حضرت مصعب بن عمیر	193
حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ	193
حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ	194
حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ	195
اوس اور خزرج کا باہمی تفاخر	196
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	196
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	197
اولیاء بے مثل	197
خواجہ ناصر الدین ابو محمد چشتی	197
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ	198
حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ	199
محمد بن علی حکیم ترمذی	200
امت بے مثل	201
معراج بے مثل	206
خدا تعالیٰ کے دیدار کے اسرار	207
فضائل حرمین شریفین	210
مسجد الاجابت	213
مسجد فتح	214
روضہء انور	214
کعبہ کی بنیاد	217
کعبہ کا دیدار	218
کعبہ کا طواف	219
کعبہ کی نشانیاں	222
کعبہ کے اندر	222
کعبہ کی حفاظت	227
مدینہ میں روضہء انور کی حفاظت	229
دو جنتی پتھر	231
حجر اسود	231
مقام ابراہیم	234
آب زم زم	236

عنوان	صفحہ نمبر
فضائل مدینہ منورہ	245
حضور اکرم ﷺ نے دعا مانگی	246
افضلیت مدینہ	248
حکمت کی تشریح	252
نمبر 1. الحکمۃ	252
نمبر 2. الحکمۃ	254
مقام سنت حضور ﷺ کی نظر میں	254
مقام سنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نظر میں	255
نمبر 3. الحکمۃ۔ عقل اور علم کے ذریعے حق بات تک پہنچنا	257
(ا) سلام	257
(ب) رشتہ دار سے حسن سلوک	258
(ج) کھانا کھلانا	258
(د) نماز تہجد	259
نمبر 4. الحکمۃ۔ علم الاسرار	260
فلسفہ ارکان اسلام۔ وضو کا فلسفہ	261
فلسفہ اذان	261
زکوۃ کا فلسفہ	262
روزہ کا فلسفہ	263
نماز کا فلسفہ	263
حج کا فلسفہ	264
نمبر 5. الحکمۃ۔ العلم اللدنی	264
امام الانبیاء کا علم لدنی	267
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء علیہم الرحمۃ کا علم لدنی	270
حارث بن مالک کا علم لدنی	270

عنوان	صفحہ نمبر
ایک ولی کا علم لدنی	271
حضرت علی الخواص کا علم لدنی	271
امام اعظم کا علم لدنی	272
نمبر 6. الحکمۃ۔ فہم القرآن	272
نمبر 7. الحکمۃ۔ الفقہ	279
حضرت کعب بن اسود کی فقاہت	279
امام اعظم کی فقاہت	281
غوث اعظم کی فقاہت	283
نمبر 8. الحکمۃ۔ دانائی کی باتیں	284
لقمان کی دانائی سے لبریز باتیں	285
تلک عشرۃ کاملۃ	286
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکمت آمیز باتیں	287
نمبر 9. الحکمۃ۔ عدل	288
عدل وانصاف کی فضیلت	287
نبی کریم ﷺ کا عدل	289
عدل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	290
عدل فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	291
عدل حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	292
نمبر 10. الحکمۃ۔ نور قلب	293
کرامت حضرت مجدد الف ثانی	296
خلیفہ اعظم نائب مطلق	298
اعتراض	303
جواب	303

عنوان	صفحہ نمبر
مشکل کشا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	313
اہل قبور کے لئے مشکل کشا	316
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کے بھی رسول ہیں	318
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حاجت روا ہیں	327
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مددگار ہیں	333
خلق عظیم	337
عفو و درگذر	339
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم	343
امت پر شفقت	346
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد	349
زہد کا انجام	353
عورتوں پر شفقت	353
لڑکیوں پر شفقت	355
بچوں پر شفقت	357
یتیموں پر شفقت	360
غلاموں پر شفقت	362
چوپاؤں پر شفقت	365
تواضع	368
مزاح	371
سخاوت و ایثار	373
صداقت	377
عدل و انصاف	379

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شانِ ولایت

اِنْ اَوْلِیَاءُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔ نہیں ہیں اس کے دوست مگر متقی لوگ۔

اولیاء جمع ہے ولی کی اور ولی کے کئی معنی ہیں کچھ معنی وہ ہیں جو ازروئے لغت ثابت ہیں اور کچھ معنی ازروئے قرآن ثابت ہیں کیونکہ اَلْقُرْاٰنُ یُفَسِّرُ بَعْضُہٗ بَعْضًا قرآن اپنے بعض حصوں کی خود تفسیر بیان کرتا ہے پہلے وہ معنی بیان ہوں گے جو ازروئے لغت ثابت ہیں بعد میں وہ معنی بیان ہونگے جو ازروئے قرآن ثابت ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر 1.

اَللّٰہُ وَلِیُّکَ اللہ تیرا نگہبان ہے یہاں ولی کے معنی ہیں نگرانی کرنے والا چنانچہ لغت کی مشہور کتاب ''المنجد'' میں یہی لکھا ہے۔

اللہ کا کامل ولی اپنے مرید کی نگرانی کرتا ہے اس کو بے راہ روی کا شکار نہیں ہونے دیتا یہ بات ذہن نشین رہے کہ بات کامل ولی کی ہو رہی ہے اور کامل کی تعریف یہ ہے سید علی الخواص فرماتے ہیں۔

لَایَکْمِلُ الرَّجُلُ عِنْدَنَا حَتّٰی یَعْلَمُ حَرَکَاتِ مُرِیْدِہٖ فِیْ اِنْتِقَالِہٖ فِی الْاَصْلَابِ وَھُوَ نُطْفَۃٌ مِنْ یَوْمِ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ اَیْ اِسْتِقْرَارُہٗ فِی الْجَنَّۃِ اَوْفِی النَّارِ۔
(کبریت رحمٰن، ص ۱۴۵)

ہمارے نزدیک تو آدمی تب تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس کو اپنی مرید کی حرکتیں اس کے آباء کی پیٹھ میں معلوم نہ ہوں یعنی جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ

یوم الست سے کس کس کی پیٹھ میں رہا اور اس نے کس وقت حرکت کی یہاں تک کہ اس کے جنت یا دوزخ میں قرار پکڑنے تک کے حالات جانے۔

اور شیخ تاج العارفین ابوالوفا فرماتے ہیں۔

لَایَکُوْنَ الشَّیْخُ شَیْخًا حَتّٰی یَعْرِفُ مِنْ کَافٍ اِلٰی قَافٍ فَقِیْلَ لَہٗ مَاکَانَ وَمَاقَافٌ فَقَالَ یُطْلِعَہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی جَمِیْعِ مَافِی الْکَوْنَیْنِ مِنْ اِبْتِدَاءِ خَلْقِہٖ بِکُنْ اِلٰی مَقَامِ وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ۔ (بہجۃ الاسرار، ص۱۴۳)

کوئی شخص اس وقت تک کامل شیخ نہیں ہوسکتا جب تک کہ کاف سے قاف تک کی معرفت حاصل نہ کرے پوچھا گیا کاف سے قاف کیا ہوتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کامل کو دونوں جہانوں کی تمام مخلوق کی خبر دیتا ہے یعنی کلمہ کن سے پیدائش کی ابتداء سے لے کر دوزخ کے اس مقام تک کی اطلاع جہاں دوزخیوں کو کھڑا کر کے ان سے سوال کیا جائیگا۔

یہ کامل لوگ اپنے متوسلین اور مریدین کی نگرانی کرتے ہیں چنانچہ امام عبدالوہاب شعرانی نے میزان الشریعت میں لکھا ہے۔

اَئِمَّۃُ الْفُقَھَاءِ وَالصُّوْفِیَۃُ کُلُّھُمْ یَشْفَعُوْنَ فِی مُقَلِّدِیْھِمْ وَیُلَاحِظُوْنَ اَحَدُھُمْ عِنْدَ طُلُوْعِ رُوْحِہٖ وَعِنْدَ سُوَالِ مُنْکَرٍ وَّنَکِیْرٍ لَہٗ وَعِنْدَ النَّشْرِ وَالْحَشْرِ وَالْحِسَابِ وَالْمِیْزَانِ وَالصِّرَاطِ وَلَایَخْلِفُوْنَ عَنْھُمْ فِی مَوْقِفٍ مِّنَ الْمَوَاقِفِ۔

بے شک سب پیشوا اولیاء وعلماء اپنے متبعین کی شفاعت کرتے ہیں اور جب اسکی روح نکلتی ہے جب منکر نکیر اس سے سوالات کرتے ہیں جب اس کا حشر ہوگا جب اس کا نامہ اعمال کھلے گا جب اس کا حساب لیا جائے گا جب اس کے عمل تولے جائیں گے جب وہ پل صراط سے گزرے گا ہر وقت ہر حال میں

اسکی نگرانی کرتے ہیں اصلاً کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔

علامہ عبد الوہاب شعرانی نے لکھا ہے کہ حضرت جنید بغدادی کے ایک شاگرد نے ایک حسین وجمیل لڑکے کو بری نظر سے دیکھا تو اس کا چہرہ نہایت سیاہ ہوگیا جنید بغدادی نے اس کے لیے تین دن تک استغفار کیا خدا نے اس کی رنگت بدل کر پہلی حالت میں کردی۔ (الیواقیت والجواہر)

کامل مرشد ایسا ہووے جہڑا دھوبی وانگوں چھٹے ہو
نال نگاہ دے پاک کرے چاوچہ بجی میون نہ گھتے ہو
میلیاں تھیں کردیوے چٹاوچہ ذرہ میل نہ رکھے ہو
سیاں کوہاں تے مرشد وسدا پروچہ نگاہ دے رکھے ہو

نمبر 2.

اَلْمُؤْمِنُ وَلِیُّ اللّٰہِ مومن اللہ کی اطاعت کرنے والا ہے یہاں ولی کا معنیٰ ہے اطاعت کرنے والا (المنجد) ولی کو ولی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ہر وقت خدا کی اطاعت میں لگا رہتا ہے ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی وہ خدا کی نافرمانی کا تصور بھی ذہن میں نہیں آنے دیتا جو لوگ خدا کی اطاعت کرتے ہیں ان کے لیے مندرجہ ذیل انعامات ہیں۔

(الف) نبی کریم ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ

اِنَّ اَحَبَّ الْخَلَائِقِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ شَابٌّ حَدِیْثُ السِّنِّ فِیْ صُوْرَۃٍ حَسَنَۃٍ جَعَلَ شَبَابَہٗ وَجَمَالَہٗ لِلّٰہِ وَفِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ ذَالِکَ الَّذِیْ یُبَاھِیْ بِہِ الرَّحْمٰنُ مَلَائِکَتَہٗ یَقُوْلُ ھٰذَا عَبْدِیْ حَقًّا۔ (ابن عساکر، ج۱، ص۳۴۹)

ساری مخلوق میں خدا کے نزدیک زیادہ وہ محبوب ہے جو نوجوان حسین و

جمیل ہے اور اس نے اپنی جوانی اور حسن و جمال خدا کے لیے اور خدا کی اطاعت میں خرچ کیا ہے اللہ تعالیٰ اس پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ حقیقت میں میرا بندہ تو یہ ہے۔

(ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ ان لوگوں کے نقش قدم پر چلو جن کو قیامت کے دن کوئی گھبراہٹ نہ ہوگی اور نہ ان کو کوئی خوف ہوگا جب لوگ ان کو دیکھیں گے تو خیال کریں گے یہ نبی ہیں لیکن میں ان کو پہچان کر کہوں گا کہ یہ تو میرے امتی ہیں یہ نبی نہیں ہیں وہ پل صراط سے بجلی اور ہوا کی طرح گزر جائیں گے ان کے نور سے اہل محشر کی نگاہیں چکاچوند ہوں گی ابو ہریرہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ان کے اعمال سے آگاہ فرمائیں شاید میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں فرمایا انہوں نے انبیاء کی طرح سختیاں برداشت کیں سیر ہونے کے بعد انہوں نے بھوک کو تلاش کیا لباس ملنے کے بعد انہوں نے ننگے بدن رہنا پسند کیا سیراب ہونے کے بعد انہوں نے پیاس کی طلب کی اور ان چیزوں کو خدا کی امید پر ترک کر دیا انہوں نے حساب کے خوف سے حلال کو ترک کر دیا انہوں نے دنیا میں رہ کر دنیا سے منہ موڑ لیا انکی اس اطاعت الٰہی کو دیکھ کر فرشتے حیران ہو جاتے تھے ان کے لیے خوشخبری ہے کاش مجھے اللہ ان سے ملائے پھر رسول اللہ ان کے شوق میں روئے پھر فرمایا اے ابو ہریرہ جب اللہ تعالیٰ اہل زمین پر عذاب نازل فرمانا چاہتا ہے تو ان لوگوں کی بھوک اور پیاس کو دیکھ کر آنے والا عذاب ٹال دیتا ہے۔اے ابو ہریرہ ان کے طریقے کو اپنے اوپر لازم کر لو جو ان کے طریقے کی مخالفت کریگا وہ شدت حساب میں مبتلا ہوگا۔حضرت مکحول فرماتے ہیں میں نے بڑھاپے میں ابو ہریرہ کو سخت بھوک اور پیاس میں دیکھا کہا اپنے بڑھاپے پر رحم کرو انہوں نے کہا میں ان

لوگوں کی مخالفت کر کے شدت عذاب میں گرفتار نہیں ہونا چاہتا۔

(کنزالعمال، ج ۳، ص ۲۸۷)

(ج) سرور کائنات ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والا پکارے گا میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے میری اطاعت کی اور غیب سے میرے عہد کی حفاظت کی پس ایسے لوگ کھڑے ہوجائیں گے جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند اور چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح ہونگے وہ نور کی اونٹنیوں پر سوار ہونگے جن کی نکیلیں یاقوت کی ہونگی اور سب کے سامنے وہ ان کو لے کر اڑ جائیں گی یہاں تک کہ وہ عرش کے سامنے کھڑے ہوجائیں گے خدا تعالیٰ ان سے فرمائے گا میرے ان بندوں پر ہر اسلام ہو جنہوں نے میری اطاعت کی اور غیب سے میرے عہد کی حفاظت کی میں نے تمہیں چن لیا تمہیں برگزیدہ کیا جاؤ بغیر حساب جنت میں داخل ہوجاؤ آج تم پر کوئی خوف اور غم نہیں اور اچک لے جانے والی بجلی کی طرح پل صراط کو پار کر لیں گے ان کے لیے جنت کے دروازے کھولے جائیں گے میدان محشر کے کچھ لوگ ایک دوسرے سے پوچھیں گے فلاں لوگ کہاں چلے گئے ایک آواز دینے والا کہے گا۔

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ فٰکِهُوْنَ ۔

آج اہل جنت بہشت میں مسرور ہیں۔ (تفسیر قرطبی، ص ۴۳)

(د) اگر کوئی انسان خدا تعالیٰ کی کامل اطاعت کرے اور اس کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرے اور اس کے احکام کے مطابق شب و روز گزارے تو اسے خدا کے ہاں سے یہ اجر ملتا ہے کہ پوری کائنات اس کے تابع کر دی جاتی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ ۔

ترجمہ: اور جو کچھ آسمانوں میں جو کچھ زمین میں ہے سب کو اس نے اپنے حکم سے تمہارے تابع کردیا۔

نیز اطاعت شعار بندہ خدا کا محبوب بن جاتا ہے پھر اس کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ تقدیر الٰہی بن جاتے ہیں۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

ارشاد نبوی ﷺ ہے مَنْ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ جو خدا کا ہو جاتا ہے تو خدا اسکا ہو جاتا ہے اور جس کا خدا ہو جائے خدا کی سب مخلوق اسی کی ہو جاتی ہے اللہ اس بندے کو اپنی اطاعت کی وجہ سے مقام قرب پر فائز فرما دیتا ہے۔

نمبر 3.

المنجد میں لکھا ہوا ہے کہ ولی کا ایک معنی متصرف بھی ہے یعنی تصرف کرنے والا اور تصرف کی چند اقسام ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(الف) تصرف وجدانی:

یہ وہ تصرف ہوتا ہے جس میں جذب و سکر کی کیفیت پائی جائے مثلاً ایک مرتبہ حضرت باقی باللہ کے ہاں چند مہمان آگئے کھانا موجود نہ تھا اس لئے آپ کو مہمانوں کا فکر ہوا کھانے کی تلاش ہوئی اتفاق کی بات کہ آپ کے گھر کے قریب ایک نانبائی رہتا تھا وہ آپکی اس تشویش پر مطلع ہوا اور روٹی اور سالن حاضر خدمت کردیا حضرت باقی باللہ اس کے اس حسن سلوک سے بڑے خوش ہوئے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے اس نے عرض کی مجھے آپ اپنی مثل بنادیں آپ نے فرمایا تو اس کیفیت کو برداشت نہ کرسکے گا کچھ اور مانگ لے اس نے اسی پر اصرار کیا

خواجہ اس سے پہلو تہی کرتے رہے جب اس کا اصرار حد سے بڑھا تو آپ اسے اپنے حجرے میں لے گئے اور اس نانبائی پر توجہ ڈالی جب حجرہ سے باہر نکلے تو خواجہ باقی کی قوت تصرف کا یہ اثر ہوا کہ نانبائی کی شکل وصورت بالکل حضرت باقی باللہ جیسی ہوگئی لوگوں کے لئے دونوں میں امتیاز کرنا مشکل ہوگیا فرق صرف اتنا تھا کہ خواجہ باقی باللہ ہوش میں تھے اور نانبائی مدہوش تھا تین دن تک اسی جذب وسکر میں رہ کر انتقال کرگیا۔ (تفسیر عزیزی، ج ۳، ص ۲۲۵)

(ب) تصرف نفسی:

کسی کی فطرت بدل دینا مثلاً حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک کے دروازے پر لکھا ہوا تھا "یا شیخ عبد القادر جیلانی" ایک مرتبہ ایک نام نہاد اہل حدیث میاں صاحب کی شہرت سن کر آپکی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا ان سے مل کر بہت خوش ہوا مگر جب دروازے پر نظر پڑی تو دل میں کہا یہ ٹھیک نہیں ہے حضرت قبلہ اس قلبی خطرے سے آگاہ ہوکر نیچے تشریف لائے اور بلند آواز سے پڑھنے لگے یا شیخ عبد القادر جیلانی حضرت قبلہ کا یوں فرمانا تھا کہ حضرت غوث اعظم تشریف لے آئے اور اس شخص پر وجد طاری ہوگیا ناک اور منہ سے غلاظت بہنے لگی کچھ دیر کے بعد جب ہوش آیا تو غلاظت وغیرہ صاف کی حاضرین مجلس نے اس وارفتگی کا سبب دریافت کیا اس نے حضور غوث اعظم کی آمد کا ذکر کیا نیز بتایا کہ غوث اعظم نے فرمایا کہ جسکا عقیدہ درست ہو اور وہ ہمیں پکارے تو ہم وہاں پہنچ جاتے ہیں۔

ذرا صدق دل سے پکارو تو ان کو
ابھی جلوہ گر ہوں یہاں غوث اعظم

(ج) تصرف القائی:

یہ وہ تصرف ہے جس سے اپنی کیفیت دوسرے پر واضح کی جائے۔ مثلاً حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ملتان کے قریب جہاں رب شیر شاہ بستی موجود ہے تشریف لے گئے۔ بابا شیر شاہ ولی کے تین مرید لنگر خانے کے لیے لکڑیاں چن رہے تھے حضرت سلطان صاحب نے ان پر نگاہ ڈالی ان میں دو آدمی آپ کے قدموں میں گر کر رونے لگے اور تیسرے نے بابا شیر شاہ ولی کو سارا حال جا سنایا بابا شیر شاہ ولی آیا اور سلطان صاحب سے فرمایا بابا معلوم ہوتا ہے تیرے پاس کوئی سفلی علم ہے بہتر یہ ہے کہ میرے علاقے سے چلے جاؤ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں حاضری دینے والا ہوں میں نے تمہیں کبھی وہاں دیکھا نہیں سلطان صاحب نے فرمایا شاہ صاحب آج رات کو آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں تشریف لے چلیں میں بھی وہاں حاضری کی کوشش کرونگا پھر صبح اسی جگہ فیصلہ ہوجائیگا انہوں نے کہا ٹھیک ہے رات ہوئی تو بابا شیر شاہ ولی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں تشریف لے گئے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صدیق اکبر فاروق اعظم عثمان غنی اور حیدر کرار کے علاوہ امامین کریمین حضرت فاطمہ اور حضور غوث اعظم موجود ہیں لیکن وہاں سلطان صاحب نظر نہ آئے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین سے ایک بچہ نکلا اور حضور کی آغوش میں کھیلنے لگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بچہ صدیق اکبر کی آغوش میں دے دیا کچھ دیر وہاں کھیلتا رہا انہوں نے فاروق اعظم انہوں نے عثمان غنی انہوں نے حیدر کرار انہوں نے امام حسن انہوں نے امام حسین اور انہوں نے حضرت فاطمہ اور انہوں نے غوث اعظم اور انہوں نے بابا شیر شاہ ولی کی آغوش میں دے دیا۔ یہاں آخر بچہ بابا شیر شاہ کی

داڑھی سے کھیلنے لگا اور اس دو دن کے بچے نے بابا شیر شاہ کی داڑھی کے دو بال نوچ لئے اور اپنے پاس رکھ لئے باب شیر شاہ ولی کو تکلیف تو ہوئی لیکن مجلس کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے خاموش رہے پھر وہ بچہ واپس جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین میں گم ہو گیا جب صبح ہوئی تو بابا شیر شاہ ولی حضرت سلطان باہو کے پاس آ کر کہنے لگے رات میں نے بنظر غور دیکھا آپ نبی کریم کی مجلس میں موجود نہ تھے سلطان صاحب نے فرمایا شاہ جی کسی امر واقعہ کے لیے شریعت میں کتنے گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے انہوں نے جواب دیا شریعت نے دو گواہ مانگے ہیں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بابا شیر شاہ ولی کی داڑھی کے دو بال نکال کر پیش کر دیئے اور فرمایا یہ دونوں بال اس بات کے گواہ ہیں کہ ہم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں موجود تھے۔ (سلطان باہو، ص ۸۱)

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

(د) تصرف حالی:

یہ وہ تصرف ہے جس میں حالت بدل دی جاتی ہے۔ مثلاً حضرت شیر ربانی کے ایک خادم تھے جنکا نام کرم دین تھا انکے ہاں اولاد نہ تھی حضرت قبلہ سے فرزند کی خواہش کی آپ نے فرمایا اللہ دے گا چنانچہ ان کے ہاں فرزند پیدا ہوا جب ذرا سیانا ہوا تو پتہ چلا کہ آنکھوں سے نابینا ہے اور گونگا بھی ہے حالانکہ بظاہر آنکھیں بھی تھیں حضرت قبلہ سے عرض کی بیٹا تو ہوا مگر کس کام کا نہ دیکھتا ہے اور نہ بولتا ہے حضرت خاموش رہے کچھ عرصہ کے بعد قبرستان میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کرم دین اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہوا معاملہ دوبارہ پیش کیا حضرت قبلہ

نے فرمایا اے لڑکے ان کو کیوں ڈرا رہا ہے دیکھتا اور بات کیوں نہیں کرتا آپکی زبان مبارک سے ان کلمات کا نکلنا تھا کہ وہ لڑکا بولنے بھی لگا اور دیکھنے بھی لگا۔

(اولیائے نقشبند، ص ۳۷۵)

(ن) تصرف ہیئتی:

یہ وہ تصرف ہے جس میں وضع قطع بدل جائے مثلاً حضرت شیر ربانی اپنے معتقدین کو بذریعہ کشف بھی ہدایت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ جمعہ کے روز منبر پر وعظ فرما رہے تھے اچانک ایک شخص پر نظر پڑی دوران تقریر فرمانے لگے مجھے سکھ بننا نہیں آتا دو ایک بار جو یہ فقرہ دہرایا تو شخص مذکور پھوٹ کر رونے لگا اس آدمی کو روتا دیکھ کر لوگ متوجہ ہوئے بعد نماز لوگوں نے اس سے گریہ وزاری کا سبب دریافت کیا وہ گلوگیر آواز سے بولا اس وقت دراصل قبلہ کا اشارہ میری طرف تھا واقعہ یہ ہے کہ میری ایک سکھ عورت سے آشنائی تھی بعض اوقات وہ مجھے ملاقات کے لیے اپنے گھر پر بلاتی میں جاتا تو اس کا سکھ شوہر وہاں موجود ہوتا اور میں اسے دیکھ کر بدنامی کے خوف سے پلٹ کر آجاتا حالانکہ عورت کہتی کہ اس کا شوہر باہر پردیس گیا ہوا ہے اور حقیقت بھی یہی تھی کہ وہ پردیس گیا ہوا تھا مگر جب ملاقات کے ارادے سے عورت کے پاس جاتا تو مجھے اسکا خاوند دکھائی دیتا پھر روتے ہوئے بولا اب پتہ چلا کہ اس روپ میں حضرت میاں شیر ربانی تھے۔

(اولیائے نقشبند، ص ۳۱۸)

نمبر 4.

ولی بمعنی محب از روئے لغت کی کتاب قاموس ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔

اور وہ جو ایمان والے ہیں اللہ سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں۔

اولیائے کاملین کے نزدیک سچا محب کون ہے اس کے لیے حضرت سقطی کا یہ واقعہ سنئے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک رات میں نے اپنے پیرومرشد حضرت سری سقطی کے ہاں قیام کیا جب رات کا کچھ حصہ گزارا تو سری سقطی نے کہا اے جنید کیا تم سوئے ہوئے ہو عرض کی نہیں فرمایا اس وقت خدا نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا اے سری کیا تو جانتا ہے کہ میں نے مخلوق کو کیوں پیدا کیا میں نے عرض کی میں نہیں جانتا فرمایا میں نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو سب نے میری محبت کا دعویٰ کیا میں نے دنیا کو پیدا کیا تو دس ہزار میں سے نو ہزار دنیا کی طرف راغب ہو گئے اور ایک ہزار باقی رہ گئے پھر میں نے جنت کو پیدا کیا تو ہزار میں سے نو سو جنت کی طرف راغب ہو گئے اور ایک سو باقی رہ گئے ان پر میں نے بلائیں نازل کیں سو میں سے نوے مصائب کی طرف مشغول ہو گئے باقی دس رہ گئے میں نے ان سے کہا تم کیا چاہتے ہو نہ تم دنیا کی طرف راغب ہوئے نہ جنت کی طرف اور نہ تم دوزخ سے خوفزدہ ہوئے انہوں نے عرض کی تو بہتر جانتا ہے جو ہم چاہتے ہیں خدا تعالیٰ نے فرمایا میں تم پر ایسے مصائب نازل کرونگا جنکی طاقت برداشت پہاڑوں میں نہ ہوگی کیا تم ان میں ثابت قدم رہو گے انہوں نے جواب دیا اے اللہ جب تو ہمارے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہتا ہے تو ہم اس پر راضی ہیں خدا نے فرمایا تم میرے حقیقی بندے ہو۔

(ابن عساکر، ج ۶، ص ۷۸)

نمبر 5.

ولی بمعنی صدیق از روئے لغت کی کتاب لسان العرب۔

صدیق کے معنی سچ بولنے والا اور صادق کے معنی بھی سچ بولنے والا لیکن بعض باریک بین علماء نے صادق اور صدیق میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ صادق وہ جو جھوٹ نہ بولے صدیق وہ جو جھوٹ بول نہ سکے صادق وہ جو مخلوق سے سچ بولے صدیق وہ جو خالق سے سچ بولے صادق وہ جو نفسانیت سے پاک ہو صدیق وہ جو انانیت سے پاک ہو صادق وہ جو جیسا واقعہ دیکھے ویسا بیان کردے اور صدیق وہ کہ جس طرح وہ کہہ دے واقعہ اسی طرح ہو جائے۔ آیئے اسے قرآن و حدیث سے واضح کرتے ہیں۔

جب بادشاہ کے ساقی اور باورچی نے جیل خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں دو بناوٹی خواب بیان کئے آپ نے تعبیر دی کہ باورچی کو سولی دی جائیگی اور ساقی اپنے عہدے پر بحال ہوگا پھر یہ دونوں بولے ہم نے تو جھوٹ کہا تھا خواب وغیرہ کچھ نہیں دیکھا تو آپ نے فرمایا تم نے خواب دیکھا ہے یا نہیں مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں اب جو کچھ میں نے کہہ دیا ہے واقعہ اسی طرح ہو کر رہے گا اس کا فیصلہ ہو چکا اس میں تبدیلی نہ ہوگی۔ چنانچہ ساقی اپنے عہدے پر بحال کردیا گیا اور باورچی کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا پھر کچھ عرصہ بعد بادشاہ کے پریشان کن خواب کی تعبیر پوچھنے کے لیے ساقی جیل خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس گیا تو اس نے کہا یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا اے یوسف اے صدیق ہمیں خواب کی تعبیر بتاؤ اس نے حضرت یوسف کو صدیق کہا کیونکہ وہ جان گیا تھا کہ یہ جس طرح کہہ دیتے ہیں واقعہ اسی طرح ہو جاتا ہے ثابت ہوا کہ قرآن سے واضح ثبوت ملتا ہے کہ صدیق ہوتا ہی وہ ہے کہ جس طرح وہ کہہ دے واقعہ اسی طرح ہو جائے۔

جنگ احد میں حضرت مالک بن سنان شہید ہوگئے لیکن حضرت ابوبکر

صدیق کی زبان فیض ترجمان سے نکل گیا کہ مالک پیچھے آرہے ہیں خدا تعالیٰ نے ان کو زندہ کردیا اور وہ واپس مدینہ منورہ تشریف لائے یعنی جس طرح صدیق نے کہا واقعہ اسی طرح ہوگیا۔ (تفسیر نعیمی، ج ۵، ص ۲۲۴)

اب اس دعوے کا ثبوت ایک اور حدیث سے سنئے۔

حضرت عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن زید اور اروی بنت اوس کے درمیان ایک زمین پر جھگڑا ہوگیا اروی حضرت سعید کو مروان بن حکم کے پاس لے گئی جو مدینے کا حاکم تھا اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ سعید نے میری زمین کا کچھ حصہ دبالیا ہے سعید نے اس دعویٰ کو سن کر کہا کہ میں اس کی زمین کا کوئی ٹکڑا کیسے لے سکتا ہوں جب کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ جو شخص کسی کی ایک بالشت زمین زبردستی لے گا تو اس زمین کے ساتوں طبقات اس کے گلے میں طوق کی مانند ڈالے جائیں گے مروان نے کہا اس دلیل کے بعد میں تجھ سے کوئی گواہ طلب نہیں کرتا سعید نے یہ سن کر کہا اے اللہ اگر یہ جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کردے اور اس کو اسی زمین میں موت دے جس کا یہ دعویٰ کرتی ہے عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ مرنے سے پہلے وہ عورت اندھی ہوگئی اور ایک روز اسی متنازعہ زمین میں جارہی تھی کہ ایک گہرے غار میں گر کر مر گئی۔ (مشکوۃ، ج ۳، ص ۲۱۴)

ہر صحابی ولی ضرور ہوتا ہے اور حضرت سعید بن زید رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں انہوں نے جیسا کہا ویسا ہی ہوگیا معلوم ہوا کہ اللہ کا ولی وہ ہوتا ہے کہ جیسا وہ کہدے واقعہ اسی طرح ہوجائے ولی ساری عمر خدا کی مانتا ہے اس کے ارشادات اور فرامین پر عمل پیرا ہوتا ہے تو پھر خدا اس کو یہ مقام دیتا ہے کہ جو یہ کہدے خدا تعالیٰ وہی کردیتا ہے۔

اب ولی کے کچھ معنی از روئے قرآن بیان کیے جاتے ہیں۔

نمبر 5.

ولی بمعنی دوست خدا فرماتا ہے۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔

حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک نبی کی طرف خدا نے وحی کی کہ میرے بعض بندے ایسے ہوتے ہیں میں انہیں دوست رکھتا ہوں وہ مجھے دوست رکھتے ہیں وہ میرے مشتاق ہوتے ہیں میں انکا مشتاق ہوتا ہوں وہ میرا ذکر کرتے ہیں میں انکا ذکر کرتا ہوں وہ میری طرف دیکھتے ہیں میں انکی طرف دیکھتا ہوں نبی نے عرض کی انکی نشانیاں کیا ہیں فرمایا جس طرح پرندے تھکے ماندے اپنے گھونسلوں کے خواہش مند ہوتے ہیں جب رات آجاتی ہے اندھیرا چھا جاتا ہے فرش وفروش بچھ جاتے ہیں دوست اپنے دوست سے وصل کی چاشنی حاصل کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں تو یہ لوگ تمام خواہشات کو چھوڑ کر اور تمام آسائشوں سے منہ موڑ کر میرے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اپنے سر جھکا لیتے ہیں چہرے پھیلا دیتے ہیں مجھے دردمندانہ یاد کرتے ہیں بعض روتے ہیں، بعض مشاہدہ کرتے ہیں بعض شکایات کرتے ہیں بعض رکوع کرتے ہیں بعض سجدہ کرتے ہیں جو وہ میرے لئے تکالیف اٹھاتے ہیں میں دیکھتا ہوں میں ان کے دل نور تجلی سے بھر دیتا ہوں پھر وہ میری خبریں دینے لگ جاتے ہیں میں ان کو ایسا علم عطا کرتا ہوں جو ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔ (نزہۃ الناظر ص ۱۰۹)

مشائخ میں سے ایک شیخ سے روایت ہے کہ جب میں فرات کے کنارے سے گزرا ابو حبیب بن سلیم کو نماز پڑھتے دیکھا اور آپکی بکریوں کی نگرانی

بھیڑیا کر رہا تھا میں نے کہا اس بزرگ کی زیارت کرنی چاہیے اس میں علامات ولایت پائے جاتے ہیں میں ٹھہر گیا جب وہ نماز سے فارغ ہوئے میں نے سلام عرض کیا آپ نے فرمایا صاجزادے کس کام سے اس طرف آئے ہو میں نے عرض کی حضور کی زیارت کے لیے حاضر ہوا ہوں فرمایا جزاک اللہ میں نے کہا حضرت یہ کیا بات ہے کہ بھیڑیے اور بکریوں کو ایک جگہ دیکھ رہا ہوں فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ بکریوں کا چرواہا اپنے رب کے ساتھ موافق ہو گیا ہے یعنی میری خدا کے ساتھ جب سے دوستی ہو گئی ہے بھیڑیے کی بکریوں کے ساتھ دوستی ہو گئی ہے اس کے بعد انہوں نے اپنا لکڑی کا پیالہ ایک پتھر کے نیچے رکھ دیا اس پتھر سے دو چشمے جاری ہو گئے ایک دودھ کا اور دوسرا شہد کا میں نے یہ دیکھ کر عرض کیا حضور یہ درجہ کس عمل کے بدلے حاصل ہوا فرمایا رسول اکرم ﷺ کی اتباع سے پھر فرمایا صاجزادے حضرت موسیٰ کی قوم انکی مخالف تھی تو پتھر نے ان کو پانی دیا تھا حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیارے مصطفیٰ کے مرتبہ کے نہ تھے پھر میں جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا پیروکار ہوں تو پتھر مجھے دودھ اور شہد کیوں نہ دے۔

(کشف المحجوب، ص ۲۰۹)

دونوں عالم میں تمہیں مقصود گر آرام ہے
ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے

نمبر 6.

ولی بمعنی مددگار خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا ○

اللہ اور اسکا رسول اور ایمان والے تمہارے مددگار ہیں۔

.11345

حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں میں حج کے لیے پیدل جارہا تھا کہ دوران سفر راستہ بھول گیا میں نے یہ کہنا شروع کر دیا یاعباد اللّٰہ دلونی علی الطریق اے اللہ کے بندوں مجھے راستہ دکھاؤ میں متواتر یہ کہتا رہا حتی کہ مجھے صحیح راستہ نظر آ گیا۔ (شعب الایمان، ج ٦، ص ١٢٨)

حضرت شیخ جاکیر رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد شیخ جاکیر کی خدمت میں اہل واسط میں سے ایک تاجر آیا اس تاجر کو آپ سے عقیدت و محبت تھی اس نے عرض کی مجھے اجازت دیں میں بحر ہند کے سفر کے ذریعے تجارت کی غرض سے جانا چاہتا ہوں آپ نے اس تاجر سے فرمایا راستے میں اگر کوئی شدید واقعہ پیش آئے جس کے ٹالنے کی تمہیں قدرت نہ ہو تو میرا نام لے کر پکارنا اس تاجر نے سفر شروع کیا چھ مہینے کے بعد حضرت جاکیر اچانک کھڑے ہوئے اور لوگ آپ کے چاروں طرف بیٹھے تھے آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی اور فرمایا۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔

بعدازاں آپ شمالاً جنوباً چند قدم چلے اور ہم آپکی یہ کاروائی مشاہدہ کررہے تھے پھر آپ تشریف فرما ہوئے ہم نے اس کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا وہ تاجر ڈوبنے لگا تھا خدا نے اس کو بچالیا ہم نے وہ دن تاریخ نوٹ کرلی سات مہینے کے بعد وہ تاجر آیا اور آپ کے قدموں پر گر کر کہنے لگا یَاسَیِّدِیْ لَوْلَا اَنْتَ لَهَلَكْنَا فِیْ ذٰلِكَ الْیَوْمِ اگر اس دن آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے اس پر میرے والد نے تبسم فرمایا پھر جب وہ تاجر علیحدگی میں ہم سے ملا تو ہم نے اس سے سارا واقعہ سنا اس نے کہا ہم گہرے سمندر میں سفر کررہے تھے کہ سمندر میں طوفانی موجیں اٹھیں ہم میں سے ہر ایک کو اپنی ہلاکت کا گمان ہو گیا ایسی

حالت میں میں نے حضرت شیخ جاگیر کا نام لے کر ان کو پکارا ہم نے دیکھا کہ وہ کشتی میں ہمارے ساتھ تشریف فرما ہیں اور انہوں نے اپنی آستین سے جانب شمال اشارہ کیا ہوا کا طوفان ختم ہو گیا پھر آپ کشتی سے اتر کر پانی کی سطح پر چلنے لگے اور تالی بجائی اور قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔

اور شمالاً جنوباً چلے سمندر کا طوفان فرد ہوا آپ برابر پانی کی سطح پر چلتے رہے یہاں تک کہ ہم نے طوفان سے مکمل نجات حاصل کر لی ہم نے قسم کھائی کہ اس وقت اس تاریخ کو آپ ہمارے پاس ہی موجود رہے کہیں گئے نہیں۔

(بہجۃ الاسرار، ص ۱۴۹)

سہارا دیا جب میرے ناخدا نے ہوئی ناؤ سیدھی پھرا رخ ہوا

مالی باغ دی راکھی کردا پھل ہون پکے یا کچے

پیر مریداں دے سر تے رہندے نیتوں ہون جے سچے

نمبر 7.

ولی بمعنی قریب خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کے قریب ہے حدیث میں آتا ہے۔

اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَیْسُوْا بِاَنْبِیَاءٍ وَلَا شُهَدَاءَ یَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّهَدَاءُ بِقُرْبِهِمْ مِنَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ (شعب الایمان، ج ۶، ص ۴۸۷)

ترجمہ: بے شک اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو نہ تو نبی ہیں نہ ہی شہید بلکہ نبی اور شہید قیامت کے روز ان پر رشک کر رہے ہوں گے کہ ان کو خدا کی بارگاہ کا کتنا بڑا قرب حاصل ہے۔ سیدنا غوث اعظم کا ارشاد ہے۔

اَنَــا الْحَسَنِــیْ وَالْــمَخْدَعُ مَقَــامِیْ

وَاَقْـدَامِــیْ عَـلٰــی عِـنُـقِ الـرِّجَــالِ

میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد ہوں میرا مقام مخدع ہے اور اولیاء کی گردنوں پر میرا قدم ہے۔ مخدع قرب خاص کی وہ اعلیٰ و ارفع منزل ہے کہ اکابر مشائخ اسکی جھلک بھی نہیں دیکھ پاتے غوث اعظم خدا کی بارگاہ میں کمال قرب کے مرتبے پر فائز ہیں اس کے لئے شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کا یہ واقعہ قابل ذکر ہے۔

ایک مرتبہ آپ اپنے شہر طفسونج میں وعظ فرما رہے تھے دوران وعظ آپ نے فرمایا جس طرح بگلا اپنی گردن کے اعتبار سے تمام پرندوں سے بلند ہے میں اسی طرح اولیاء کرام سے بلند مرتبہ ہوں اس مجلس میں غوث اعظم کے ایک مرید موجود تھے جنکا نام ابوالحسن تھا اس نے اپنی گدڑی اتار پھینکی اور کہا آؤ میرے ساتھ مقابلہ کرو اس پر شیخ عبدالرحمٰن خاموش ہو گئے اور اپنے مریدوں سے کہا اس شخص کا ہر ہر بال عنائت الہیہ سے معمور ہے پھر ان سے پوچھا تمہارا شیخ کون ہے آپ نے جواب دیا شیخ عبدالقادر جیلانی اس پر شیخ عبدالرحمٰن نے کہا زمین پر تو ان کا ذکر سنا ہے مگر درکات قدرت میں جو چالیس سال سے میرا مقام ہے شیخ عبد القادر جیلانی کو کبھی نہیں دیکھا پھر آپ نے اپنے چند مریدوں کو حکم دیا کہ بغداد جا کر شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں عرض کرنا عبدالرحمٰن آپ کو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ چالیس سال سے میں درکات قدرت کے مقام میں ہوں مگر وہاں آپ کو کبھی نہیں دیکھا ادھر غوث پاک نے اپنے مریدوں سے فرمایا طفسونج جاؤ راستے میں تمہیں شیخ عبدالرحمٰن کے مرید ملیں گے انہیں واپس لے جانا اور شیخ کو میرا سلام کہنا اور بعدازاں یہ کہنا کہ آپ درکات قدرت کے مقام میں ہیں جو اس مقام میں ہو وہ مقام حضرت والے کو نہیں دیکھ سکتا اور جو مقام حضرت میں ہو

وہ مقام مخدع والے کو نہیں دیکھ سکتا۔

وَاَنَا فِی الْمَخْدَعِ اَدْخُلُ وَاَخْرُجُ مِنْ بَابِ السِّرِّ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَانِی ○

اور میرا مقام مخدع ہے جہاں پوشیدہ دروازے سے میرا آنا جانا ہے بھلا آپ مجھے وہاں کیسے دیکھ سکتے ہیں۔

مزید تسلی کے لیے ایک نشانی بتاتا ہوں جس سے آپ کو میرے مرتبہ کا اندازہ ہو جائیگا آپ کو فلاں رات خلعت رضا عطا ہوئی اور فلاں رات تشریف فتح سے نوازے گئے اور فلاں رات بارہ اولیاء کرام کی موجودگی میں سبز رنگ کی منقش خلعت ولایت دی گئی یہ خلعتیں میرے ہاتھ سے آپ تک پہنچی تھیں شیخ عبدالرحمن نے یہ سب کچھ سنا اور فرمایا۔

صَدَقَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ سُلْطَانُ الْوَقْتِ۔ (بہجۃ الاسرار ص ۲۷)

وقت کے بادشاہ شیخ عبدالقادر نے سچ فرمایا ہے۔

غوث قطب ارے اریرے عاشق جان اگیرے ہو
جہڑی منزل عاشق پہنچے اوتھے غوث نہ پوندے پھیرے ہو
عاشق وچہ وصال دے جناں لامکانی ڈھیرے ہو
میں قربان تناں توں حضرت باہو جناں ذاتو ذات بسیرے ہو

نمبر 8.

ولی بمعنی ہادی خداتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔

اللہ مومنوں کا ہادی ہے ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔

ہمارے نبی کریم پر سلسلہ نبوت ختم ہوگیا آپ کے بعد خدا تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے دو گروہ پیدا فرمائے ظاہری اصلاح کے لیے علماء کرام کو پیدا فرمایا اور باطنی اصلاح کے لیے خدا نے اولیاء کرام کو پیدا فرمایا آجکل جو لوگ راہ ہدایت پر چل رہے ہیں تو یہ صدقہ ہے علماء کرام اور اولیاء کاملین کی تبلیغ کا حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی کے بارے میں مشہور قول ہے کہ آپ کی سینہ بسینہ تبلیغ کے نتیجے میں نوے لاکھ کفار دائرہ اسلام میں داخل ہوئے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا ایک دلچسپ واقعہ ہے کہ آپ بیمار ہوگئے حتیٰ کے خدام کو بالکل مایوسی ہوگئی اس زمانے میں دہلی میں ایک کافر رہتا تھا جو توجہ سے مرض سلب کرلیتا تھا خدام نے آپ سے عرض کیا اگر اجازت ہو تو اس کو بلالیں حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا ہرگز نہیں اس میں سخت فتنہ ہوگا اور میرا کیا ہے زندہ رہا نہ رہا اس کے بعد آپ پر پھر بیہوشی طاری ہوگئی خدام آپ کو اس کافر کے گھر لے گئے اس کے لیے تو حضرت کا تشریف لے جانا موجب فخر ہوگیا فوراً اس نے توجہ کی اور حضرت کا تمام مرض سلب کردیا اسی وقت حضرت کو افاقہ ہوا اور آپ نے دیکھا کہ میں ایک ملحد کے مکان میں ہوں اور مرض بالکل زائل ہوگیا آپ سمجھ گئے خیال آیا اس کو بھی اس نفع کا صلہ دینا چاہیے آپ نے اس سے پوچھا میاں یہ کمال تمہیں کس بات سے حاصل ہوا اس نے کہا صرف ایک بات سے وہ یہ کہ میرے گروہ نے کہہ دیا تھا کہ جس چیز کو جی چاہے وہ نہ کرنا بس یہی مجاہدہ کرتا ہوں خواجہ صاحب نے فرمایا سچ بتانا مسلمان ہونے کو جی چاہتا ہے کہنے لگا نہیں فرمایا پھر اسی قائدے کے مطابق مسلمان ہوجانا چاہیے حضرت کی توجہ کا اثر یہ ہوا کہ وہ ایسا مغلوب ہوا کہ کچھ نہ بن پڑا اور مسلمان ہوگیا اور حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہوکر آپ کے ساتھ ہولیا۔ (اشرف المواعظ، ص ۱۷۰)

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

نمبر 9.

ولی بمعنی کارساز خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں یوں عرض کی۔

اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ

تو میرا کارساز ہے دنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان ہونے کی حیثیت میں وفات دے اور مجھے نیکوں سے ملا دے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اولیاء کرام خدا کی اجازت سے خدا کی مخلوق کے کارساز ہوتے ہیں ان کے وسیلے سے مخلوق کے بگڑے ہوئے کام درست ہوتے ہیں انکے مصائب و آلام دور ہوتے ہیں چنانچہ حدیث میں ہے کہ:

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے بندگان خاص میں تین سو بندے زمین میں ایسے ہیں جن کے دل حضرت آدم کے دل کے مطابق ہیں چالیس ایسے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں سات مقبولان بارگاہ خداوندی ایسے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کے موافق ہیں پانچ محبوب خدا ہیں کہ ان کے دل حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دل کے مطابق ہیں تین کے دل حضرت میکائیل کے دل کے مطابق ہیں اور ایک مقدس ہستی ایسی ہے جس کا دل حضرت اسرافیل کے دل کے مطابق ہے جس ایک کا وصال ہو جاتا ہے تو اسکی کمی تین میں سے پوری کی جاتی ہے اور اگر تین میں سے کسی کا وصال ہو جائے تو پانچ میں سے

ایک کو اسکا قائم مقام مقرر کیا جاتا ہے اور جب پانچ میں سے کسی کا وصال ہو جائے تو سات میں سے ایک شخص کو اسکی جگہ مقرر کیا جاتا ہے جب سات میں سے کسی کی موت ہو جاتی ہے تو چالیس میں سے ایک اسکی جگہ متعین کر دیا جاتا ہے اور اگر چالیس میں سے کوئی وفات پا جائے تو عام لوگوں سے کسی کو اسکی جگہ مقرر کر دیا جاتا ہے ان اولیاء کرام کی برکت سے موت و حیات کا سلسلہ جاری رہتا ہے انکی برکت سے بارش ہوتی ہے دنیا میں سبزہ پیدا ہوتا ہے مصائب و آلام اس امت کے دور ہوتے ہیں۔ (کنز العمال، ج ۲۱، ص ۱۹۴)

اس حدیث میں ایک نکتہ عجیبہ ہے اور وہ یہ کہ سرور کونین ﷺ نے اولیاء کرام کے قلوب کا انبیاء کرام اور ملائکہ عظام کے قلوب کے مطابق ہونا بیان فرمایا لیکن یہ نہیں فرمایا کہ کسی ولی کا دل حضرت محمد ﷺ کے دل کی طرح ہے کیونکہ خدا نے کسی کا دل ایسا نہیں بنایا جو لطافت نفاست اور نظافت آپ کے دل میں ہے وہ کسی اور کے دل میں نہیں معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو کل کائنات میں بے مثل پیدا کیا ہے۔

تیرا قد تو نادر دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

ایک ولی کی کارسازی ملاحظہ فرمائیں۔

ایک بزرگ ابو عمر لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے ایک دن ایک خوبصورت بچے کو دیکھ کر بدنیت ہو گئے فوراً تمام قرآن ذہن سے نکل گیا اور ایک آگ سی لگ گئی ابو عمر دوڑ کر حضرت خواجہ حسن بصری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا حال کہہ سنایا آپ نے فرمایا حج کا وقت ہے پہلے حج کرو بعد ازاں مسجد خیف میں جا کر بیٹھ جانا وہاں ایک بزرگ ہے جو محراب میں بیٹھا ہوگا اس کا وقت

ضائع نہ کرنا جب وہ عبادت سے فارغ ہو تو اس سے دعا کی التجا کرنا چنانچہ ابوعمر نے ایسا ہی کیا بصرہ سے چل کر مکہ میں آئے اور حج کر کے مسجد خفیف میں جا بیٹھے وہاں اس بزرگ کو دیکھا کچھ دیر کے بعد ایک اور سفید پوش بزرگ آئے دونوں نے ملاقات کی ظہر کی نماز کے بعد وہ سفید پوش بزرگ تشریف لے گئے اور باقی لوگ بھی چلے گئے اب وہ بوڑھا بزرگ اکیلا رہ گیا ابوعمر نے پاس جا کر سلام کہا اور اپنا حال سنایا جس کو سن کر وہ بزرگ اندرہ گیں ہو گئے اور آسمان کی طرف نگاہ کی ابھی سر نہیں جھکایا تھا کہ ابوعمر کو سارا قرآن یاد ہو گیا خوشی سے ان کے قدموں میں سر رکھ دیا بوڑھے بزرگ نے پوچھا میرا پتہ تجھے کس نے دیا عرض کی خواجہ حسن بصری نے یہ سن کر اس نے کہا حسن بصری نے مجھے رسوا کیا ہے میرا راز فاش کر دیا ہے میں بھی اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کروں گا پھر کہا تم نے سفید پوش بزرگ کو دیکھا تھا عرض کی ہاں فرمایا وہ حسن بصری تھے جو ہر نماز سے پہلے مجھ سے ملاقات کرتا ہے پھر بصرہ میں جا کر وقت پر ساری نمازیں ادا کرتا ہے پھر فرمایا جس کا امام حسن بصری ہو اس کو میری دعا کی کیا ضرورت ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص ۳۰)

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ مرداں دے آئی
ولی نگاہ کرے اک واری مشکل روے نہ کائی

نمبر 11.

ولی بمعنی وارث خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ۔

انہوں نے کہا آؤ اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم اس پر اور اس کے اہل پر شب خون ماریں گے اور اس کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم تو انکی ہلاکت کے وقت موجود نہ تھے اور ہم ضرور سچے ہیں۔

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ

مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ۔

جو مرجائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اسکا وارث اسکی طرف سے روزے رکھے۔قرآن وحدیث سے معلوم ہوا کہ ولی کے معنی وارث کے بھی ہیں کامل ولی اللہ کی عطا سے اللہ کی زمین کے وارث ہوتے ہیں بلکہ خدا کی جنت کے بھی وارث ہوتے ہیں۔ولائل یہ ہیں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ۔

اور البتہ تحقیق ہم نے لوح محفوظ کے بعد زبور میں لکھدیا کہ زمین کے میرے نیک بندے وارث ہیں۔

دوسرے مقام پر خدا فرماتا ہے۔

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ۔

بے شک زمین اللہ کی ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اسکا وارث بنادیتا ہے۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر سرکار پاکپتن کا ایک واقعہ سماعت فرمائیں۔

حضرت بابا فرید کا ایک زمین کا پلاٹ تھا کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ زمین میری ہے اور حاکم شہر کی عدالت میں مقدمہ کردیا حاکم نے آپ کو بلایا آپ

نے فرمایا شہر کے لوگوں سے پوچھ لو سب کہیں گے کہ یہ زمین بابا صاحب کی ہے لیکن حاکم شہر نے کہا یا تو کوئی تحریر دکھائیں یا گواہ پیش کریں آپ نے فرمایا نہ میرے پاس زمین کے کاغذات ہیں اور نہ ہی کوئی گواہ پھر آپ نے فرمایا اس حاکم گردن ٹوٹے اس سے کہدو کہ اگر اسے یقین نہیں آتا تو اس قطعہ زمین سے پوچھ لے کہ اس کا مالک اور وارث کون ہے وہ جسکی ملکیت میں ہوگی اسکا نام لے دے گی حاکم شہر حیران ہوا اور اسی وقت سوار ہوکر اس قطعہ زمین پر پہنچا وہاں خلقت کا ہجوم ہوگیا اس جھوٹے مدعی کو حاکم نے اشارہ کیا کہ زمین سے پوچھو اس نے بلند آواز سے پوچھا اے زمین تیرا مالک کون ہے کوئی آواز نہ آئی وہاں بابا صاحب کا ایک خادم موجود تھا اس نے کہا ہمارے پیر صاحب کا حکم ہے کہ تو بول کر جواب دے اچانک آواز آئی اے نادان کیا پوچھتا ہے میں احسن طریقے سے بابا فرید کی ملکیت میں ہوں اور مدت سے میرا تعلق آپ کے ساتھ ہے بلکہ تمام روئے زمین کے مالک بابا صاحب ہیں۔ (سیر الاقطاب، ص ۱۷۰)

اب سنئے کہ خدا کے ولی جنت کے بھی وارث ہیں خدا فرماتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ۔

وہی لوگ جنت الفردوس کے وارث ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

دوسرے مقام پر خدا فرماتا ہے۔

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا۔

یہ جنت ہے کہ ہم اپنے متقی بندوں کو اسکا وارث بنادیتے ہیں۔

حدیث میں ہے حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ہر آدمی کے دو مکان ہیں ایک جنت میں اور ایک دوزخ میں اگر آدمی مرکر دوزخ میں چلا جاتا ہے تو اس کا جنتی مکان مومن کو مل جاتا ہے اللہ فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ وہ

مومن وارث ہیں۔ (شعب الایمان، ج ۱، ص ۳۴۲)

خراسان سے ایک آدمی حضرت حبیب عجمی کے پاس آیا اور کہا میں مکہ جارہا ہوں یہ میرا مال لے لیجئے اور میرے لئے ایک مکان خرید لینا واپسی پر میں آپ سے لے لوں گا حبیب نے وہ سارا مال صدقہ کے طور پر فقیروں میں تقسیم کردیا جب وہ آدمی مکہ سے آیا تو کہنے لگا حضرت چلئے مجھے مکان دکھا دیجئے تو آپ نے فرمایا آج تو اس مکان کو نہ دیکھ سکے گا بلکہ وفات کے بعد دیکھے گا اس خراسانی نے کہا مجھے لکھ دیں کہ وہ مکان کیسا ہوگا حبیب نے لکھ دیا کہ وہ اتنا لمبا اور اتنا اونچا ہوگا اور جنت میں ہوگا جب گھر گیا تو گھر والوں نے مکان کے بارے میں پوچھا اس نے کہا مکان خریدا تو ہے لیکن ملے گا وفات کے بعد انہوں نے کہا تو پاگل ہوگیا ہے نہ جانے کہاں سارا مال ضائع کرکے آگیا ہے جب اس خراسانی کا انتقال قریب ہوا تو اس نے گھر والوں سے کہا وہ تحریر میرے مرنے کے بعد میرے کفن میں رکھ دینا جب وہ مرگیا تو گھر والوں نے وہ تحریر اس کے کفن میں رکھ کر اس کو قبر میں دفن کردیا جب حبیب عجمی بصرہ میں صبح بیدار ہوا تو اس نے اس تحریر کو اپنے گھر میں دیکھا اس پر لکھا ہوا تھا اے ابومحمد خدا تعالیٰ نے وہ جنت کا محل میرے حوالے کردیا ہے حبیب صبح کو اس خراسانی کے گھر والوں کے پاس گئے اور ان سے کہا خدا تعالیٰ نے مرنے والے کو جنت میں مکان دے دیا ہے پھر وہ تحریر دکھائی انہوں نے دیکھ کر کہا یہ تو وہی تحریر ہے جو ہم نے مرنے والے کے کفن میں رکھی تھی۔ (ابن عساکر، ج ۴، ص ۳۵)

خلد تو گھر ہے غلامانِ محمد کے لیے
اور جہنم دشمنانِ مصطفیٰ کے واسطے

درجات ولایت

ولایت کے تین درجات ہیں ولایت فطری، ولایت وہبی اور ولایت کسبی

ولایت فطری:

وہ خدا کے برگزیدہ بندے جو پیدائشی ولی ہوتے ہیں ولایت فطری کے مرتبے پر فائز ہوتے ہیں مثلاً حضرت شیخ عدی بن مسافر اپنی والدہ کے شکم میں تھے اور آپکی والدہ کنویں سے پانی نکال رہی تھی اس زمانے کے دو مشہور ولی شیخ عقیل اور شیخ مسلمہ کا اس طرف سے گزر ہوا شیخ مسلمہ نے شیخ عقیل سے کہا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تم بھی دیکھ رہے ہو شیخ عقیل نے کہا یہ ہمارا فرزند عدی ہے آؤ ان کو سلام کرتے چلیں۔ دونوں مشائخ قریب آئے اور شیخ مسلمہ نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَدِيُّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَدِيُّ اس کے بعد دونوں مشائخ چلے گئے اور سیاحت کرتے ہوئے سات برس کے بعد واپس آئے اور عدی بن مسافر کو لڑکوں کے ساتھ گیند کھیلتے ہوئے دیکھا اور آپ کے پاس آکر سلام کیا آپ نے انہیں تین مرتبہ جواب دیا مشائخ موصوف نے پوچھا کہ تم نے ہمیں تین مرتبہ جواب کیوں دیا آپ نے فرمایا جب میں اپنی والدہ کے شکم میں تھا آپ حضرات نے مجھے دو مرتبہ سلام کیا تھا اگر میں چاہتا تو اس وقت بھی جواب دے سکتا تھا لیکن مجھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لحاظ مانع تھا اس لئے میں نے تمہارے سلام کا جواب تین مرتبہ دیا ہے۔ (قلائد الجواہر، ص ۲۸۸)

ولایت وہبی:

جن خوش قسمت انسانوں کو اللہ والوں کی نگاہ کی تاثیر کے صدقے

ولایت ملتی ہے وہ ولایت وہبی کے مرتبے پر فائز ہوتے ہیں۔ مثلاً
شیخ ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں
رہ کر تعلیم حاصل کرتا تھا اکثر رات کو جاگتا رہتا کہ کہیں آپ کا کوئی کام ہو تو
سرانجام دوں ایک رات آپ اپنے گھر سے نکلے میں نے آپکی خدمت میں پانی کا
لوٹا بھر کر پیش کیا مگر آپ نے لینے سے انکار کر دیا اور سیدھے مدرسہ میں تشریف
لائے مدرسہ کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور پھر بند ہو گیا آپ باہر نکل گئے میں بھی
آپ کے پیچھے ہو لیا اس کے بعد آپ بغداد کے دروازے پر پہنچے وہ بھی خود بخود
کھل کر بند ہو گیا اس کے بعد ہم ایک شہر میں پہنچے جسے میں نے کبھی نہ دیکھا تھا
اس میں پہنچ کر آپ ایک مکان میں داخل ہوئے اس مکان میں چھ افراد تھے
انہوں نے آپ کو سلام کیا آپ ذرا آگے چلے اور میں ایک کھمبے کے قریب
کھڑا ہو گیا میں نے ایک آدمی کے کراہنے کی آواز سنی کچھ دیر کے بعد وہ آواز بلند
ہوئی اس کے بعد ایک آدمی اس کراہنے والے کی طرف گیا اور ایک شخص کو کندھے
پر اٹھا لایا اس کے بعد ایک اور آدمی جس کی مونچھیں لمبی تھیں آیا اور آپ کے
سامنے بیٹھ گیا آپ نے اسکی مونچھیں تراشیں اور اسے ٹوپی پہنائی اور اس کا نام
محمد رکھا اور ان اشخاص سے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ یہ شخص وفات یافتہ کا قائم مقام
ہوگا ان سب نے کہا بسر و چشم پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے ہم تھوڑی دیر میں
بغداد پہنچ گئے پہلے کی طرح دروازہ خود بخود کھل کر بند ہو گیا اس کے بعد آپ
مدرسہ تشریف لائے اور پھر گھر چلے گئے جب صبح کو میں آپ سے پڑھنے بیٹھا تو
میں نے رات والے واقعہ کے بارے میں دریافت کیا فرمایا وہ شہر نہاوند تھا وہ چھ
ابدال تھے کراہنے والا ساتواں ابدال تھا جو وفات یافتہ ابدال کو کندھے پر اٹھا کر
لایا وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے مونچھوں والا قسطنطیہ کا ایک نصرانی تھا جس کو

میں نے ابدال بنا کر وفات یافتہ کی جگہ مقرر کیا اب تم وعدہ کرو کہ میری زندگی میں یہ واقعہ کسی سے بیان نہ کرو گے۔ (قلائد الجواہر، ص ۱۵۱)

بلا کر فاسقوں کو دیتے ہیں ابدال کا مرتبہ
ہمیشہ جوش پر رہتا ہے دریا غوث اعظم کا

ولایتِ کسبی:

یہ وہ ولایت ہے جو بندہ مومن کو عبادت ریاضت اور مجاہدے کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے بندہ مومن فرائض وواجبات کی پابندی کے بعد نوافل کی کثرت کرتا ہے تو خدا کی بارگاہ کا مقرب بن جاتا ہے چنانچہ حدیث قدسی ہے وَمَا يَزَالُ عَبْدِىْ يَتَقَرَّبُ اِلَىَّ بِالنَّوَافِلِ میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرلیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا مقرب بنالیتا ہے تو اس کو چار انعام دیتا ہے۔ جنکی تفصیل یہ ہے:۔

پہلا انعام:

اس بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہے اور پھر فَاِذَآ اَحْبَبْتُهٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِىْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِىْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِىْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِىْ يَمْشِىْ بِهَا۔

خدا فرماتا ہے جب میں اس بندے کو محبوب لیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ بندہ خدا کی صفات کا مظہر بن جاتا

ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے تو ایک درخت سے آواز آئی "اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ" میں اللہ ہوں تمام جہانوں کا رب اس وقت وہ درخت خدا کے کلام کا مظہر بنا ہوا تھا اگر ایک درخت خدا کے کلام کا مظہر بن سکتا ہے تو ولی بھی خدا کی صفات کا مظہر بن سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ۔

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن اس طرح کھڑے ہونگے جیسے وہ آدمی جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ انسان پر جن کا اثر ہو جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جس انسان پر جن کا اثر ہو جائے اس کی زبان پر جن بولتا ہے پاؤں انسان کے ہوتے ہیں چلتا جن ہے ہاتھ انسان کے ہوتے ہیں پکڑتا جن ہے اگر انسان جن کی صفات کا مظہر بن سکتا ہے تو خدا کی صفات کا مظہر بھی بن سکتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث قدسی کے تحت امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ:

فَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰهِ سَمْعًا لَّهٗ سَمِعَ الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذَالِكَ النُّوْرُ بَصَرًا لَّهٗ رَاَی الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذَالِكَ النُّوْرُ یَدًا لَّهٗ قَدَرَ عَلَی التَّصَرُّفِ فِی الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِیْدِ وَالْقَرِیْبِ۔

(تفسیر کبیر زیر آیت ام حسبت)

جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سماعت ہو جاتا ہے تو وہ دور نزدیک کی آواز سن لیتا ہے اور جب یہی نور اس کی بصر ہو گیا تو دور و نزدیک کی چیز کو دیکھ لیتا ہے اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہو جائے تو یہ بندہ مشکل اور آسان دور اور قریب چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے مثلاً:

دور سے سننا:

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر نہاوند کی طرف بھیجا اور اس پر حضرت ساریہ کو سپہ سالار مقرر فرمایا۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے یکا یک آپ نے بلند آواز سے کہا۔ اے ساریہ ذرا پہاڑ کا خیال کرلو اس واقعہ کے چند روز بعد لشکر سے ایک قاصد آیا اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ امیر المومنین ہمارے دشمن نے ہم پر حملہ کیا اور ہم کو شکست دی نا گہاں ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا اے ساریہ پہاڑ کی جانب چنانچہ ہم نے پہاڑ کو اپنی پشت پناہ قرار دیا اور پھر خدا تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دی۔ (مشکوٰۃ باب الکرامات)

نہاوند مدینہ سے سولہ سو میل کے فاصلے پر تھا جہاں سے اہل لشکر نے فاروق اعظم کی آواز کو سنا جس نبی کے غلام دور کی آواز سن لیتے ہیں وہ نبی خود بھی دور سے دور کی آواز سن سکتا ہے۔

دور سے دیکھنا:

مولوی اشرف علی تھانوی نے حضرت محمد بن علی کا واقعہ لکھا ہے کہ ان کے ایک خادم نے افریقہ کا طویل سفر اختیار کیا۔ اس کے گھر والوں کو اطلاع ملی کہ وہ مر گیا ہے۔ وہ بہت شکستہ دل ہوئے اور حضرت محمد بن علی سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ نے کچھ دیر سر جھکایا اور فرمایا وہ افریقہ میں ہے عرض کیا گیا اس کے مرنے کی اطلاع آئی ہے۔ فرمایا میں نے اسے جنت میں دیکھا تو اسے وہاں نہیں پایا اور میرا درویش دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ پھر اس کے زندہ ہونے کی خبر آ گئی

اور ایک عرصہ بعد وہ خود بھی آ گیا۔ (جمال الاولیاء، ص ۱۰۰)

جنت ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔ محمد بن علی نے زمین پر رہ کر اتنی دور سے جنت کو دیکھ لیا۔

دور سے پکڑنا:

ایک مرتبہ حضور غوث اعظم وعظ فرما رہے تھے دوران وعظ آپ کے عمامہ شریف کے ایک دو پیچ کھل گئے۔ آپ نے اس طرف توجہ نہ فرمائی لوگوں نے اپنے عمامے اس مجلس میں اتار پھینکے جب آپ وعظ سے فارغ ہوئے تو آپ نے اپنا عمامہ درست فرما لیا اور ایک خادم ابو القاسم کو فرمایا لوگوں کو ان کے عمامے دے دو وہ فرماتے ہیں تمام لوگوں کے عمامے ان کو واپس کر دیئے مگر ایک دوپٹہ میرے ہاتھ میں رہ گیا اور میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کس کا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ مجھے دے دو میں نے دے دیا۔ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ منبر سے اترے اور میرے کندھے کا سہارا لیا اور فرمایا اے ابو القاسم جب لوگوں نے اپنے عمامے مجلس میں ڈال دیئے تو ہماری ایک بہن جو اصفہان میں رہتی ہے نے بھی اپنا دوپٹہ مجلس میں ڈال دیا جب لوگوں کو پگڑیاں واپس کر دی گئیں تو اس نے اصفہان سے اپنا ہاتھ لمبا کر کے میرے کندھے سے اپنا دوپٹہ لے لیا۔

(بہجۃ الاسرار، ص ۹۴)

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں وعظ فرما رہے تھے اور اصفہان ایران کا شہر ہے اتنی دور سے آپ سے عقیدت رکھنے والی ایک عورت نے اپنا دوپٹہ آپ کی مجلس وعظ میں پھینک بھی دیا اور پھر اپنا ہاتھ لمبا کر دیا کہ بغداد میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کندھے تک پہنچ گیا اور وہاں سے اپنا دوپٹہ لے کر اوڑھ لیا۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی ایک ولیہ کا ہاتھ اتنی دور تک پہنچ سکتا ہے تو نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بھی زمین سے جنت میں پہنچ سکتا ہے۔

دوسرا انعام:

خدا تعالیٰ اس بندے کو الہام کی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے اور الہام کی چار اقسام ہیں۔

(۱) من جانب اللہ براہ راست قلب پر القاء ہوتا ہے اسے علم لدنی کہتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا اَظْهَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَنَابِيْعَ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ۔

جس نے چالیس دن اخلاص سے خدا کی عبادت کی خدا اس کے دل میں حکمت کے چشمے جاری کر دیتا ہے جس کا اظہار اس کی زبان سے ہوتا ہے۔

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے میرے دل میں علم لدنی کے ستر دروازے کھولے ہیں۔ ہر دروازے کی چوڑائی زمین و آسمان کے فاصلے کے برابر ہے۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۹۴)

کھلے ہفتاد در اک آن میں علم لدنی کے
خزینہ بن گیا علموں کا سینہ غوث اعظم کا

(الف) جب بغداد میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت عام ہوئی بغداد کے بڑے بڑے سو فقہائے کرام اور علماء عظام نے آپ کا امتحان لینا چاہا اور پروگرام یہ بنایا کہ ہر فقیہ ایک ایک سوال سوچ لے اور ہر فقیہ کا سوال دوسرے سے جداگانہ ہو پھر وہ آپ کی مجلس وعظ میں آ کر بیٹھ گئے۔ آپ نے اپنی گردن کو جھکایا اس کے بعد آپ کے سینے سے نور کا ایک شعلہ نکلا جو کسی کو نظر آیا اور کسی کو نظر نہ آیا اور ان سو فقہاء کے سینے سے جا کر ٹکرایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حیران و مبہوت ہو کر رہ گئے اور وہ سب چیخنے چلانے لگ گئے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اپنے سر ننگے کر

لئے اور آپ کے منبر کی طرف لپکے اور آپ کے قدموں میں اپنے سر رکھ دیئے اور پوری مجلس میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ پورا بغداد تھرتھرا رہا ہے بعد ازاں حضور اعظم نے ہر فقیہ کو اپنے سینے سے لگایا اور ہر ایک سے فرمایا تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ بعد میں ان سے ان کی کیفیت کے بارے میں پوچھا گیا انہوں نے کہا جب ہم آ کر آپ کی مجلس میں بیٹھے ہمارا سارا علم بھول گیا۔ جب آپ نے اپنے سینے سے لگایا تو ہمارا علم ہمیں واپس مل گیا اور ہمارے سوالوں کے جواب بھی مل گئے۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۹۴)

(ب) کبھی فرشتے کے ذریعے کوئی چیز دل پر القاء ہوتی ہے۔ حدیث نبوی ہے۔

اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ مَنْ نَفَثَ فِیْ رَوْعِیْ لَنْ تَمُوْتَ نَفْسٌ حَتّٰی تَسْتَکْمِلَ رِزْقُھَا۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے یہ بات میرے دل میں ڈال دی کہ کوئی جان نہ مرے گی جب تک اپنا رزق مکمل نہ کرے۔

(ج) کبھی فرشتہ بشکل بشر آ کر کلام کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلَائِکَۃُ یَا مَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفَاکِ وَطَھَّرَکِ وَاصْطَفَاکِ عَلٰی نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ۔

ترجمہ: فرشتوں نے حضرت مریم سے کہا اے مریم بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھے چن لیا تجھے پاک کیا اور تجھے تمام جہان کی عورتوں سے برگزیدہ کیا۔

دوسرے مقام پر خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَاَرْسَلْنَا اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا۔

ترجمہ: ہم نے جبریل امین علیہ السلام کو تندرست بشر کی شکل میں مریم کے پاس بھیجا۔

جبریل امین علیہ السلام نے حضرت مریم سے فرمایا۔

قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلَامًا زَکِیًّا۔

ترجمہ: فرمایا میں تیرے رب کا ایلچی ہوں تجھے پاکیزہ لڑکا دینے آیا ہوں۔

شیخ محقق نے مدارج النبوت میں لکھا ہے کہ فتح مکہ کے روز نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کو عام طور پر اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر فرمایا کہ اہل مکہ کو قتل نہ کرنا ہاں اگر وہ لڑائی کریں تو ان کے ساتھ ضرور لڑائی کی جائے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو کا آمنا سامنا ہو گیا جانبین سے خوب مقابلہ ہوا۔ اس کے نتیجے میں مشرکین کے اٹھائیس آدمی واصل جہنم ہوئے اور دو مسلمان شہید ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کو اس لڑائی کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے فرمایا میں نے تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لڑنے سے منع کیا تھا۔ عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ مشرکین نے لڑنے میں پہل کی جس کا جواب دینا ضروری ہو گیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا جاؤ جا کر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہہ دو۔ ضَعْ عَنْهُمُ السَّيْفَ ان سے تلوار رکھ دو یعنی ان کو قتل نہ کرو۔ اس فرستادہ نے جا کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا ضَعْ فِيهِمُ السَّيْفَ ان میں تلوار رکھو یعنی ان کو خوب قتل کرو۔ پس خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس روز مشرکین کے ستر آدمی ٹھکانے لگا دیئے۔ جب حضور ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے اس کی باز پرس کی انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کے فرستادہ نے مجھے کہا تھا کہ ضَعْ فِيهِمُ السَّيْفَ ان کو خوب قتل کرو۔ نبی کریم ﷺ نے اس فرستادہ کو بلا کر کہا میں نے تجھے کیا کہا تھا اور تو نے جا کر کیا کہہ دیا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جب میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف چلا تو میں نے ایک آدمی دیکھا جس کا سر آسمان سے ٹکرا رہا تھا اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا اس نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا اور کہا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے جا کر یہ کہنا کہ ضَعْ فِيهِمُ السَّيْفَ ورنہ میں اس

نیزے سے تجھے ہلاک کر دوں گا۔ اس لئے میں نے خالد سے یہ کلمہ کہہ دیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا جب اُحد کے دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں نے کہا تھا اگر خدا تعالیٰ مجھے قریش پر غلبہ دے گا تو میں ان کے ستر قتل کر دوں گا۔ آج خدا نے چاہا کہ اس کے رسول کی بات سچی ہو جائے۔ (مدارج النبوت، ج۲، ص۳۸۲)

(و) کبھی الہام بذریعہ کتابت ہوتا ہے اور اس کی کتابت من جانب اللہ ہونے کی علامت یہ ہوتی ہے کہ ہر جانب سے پڑھی جاتی ہے چنانچہ:

شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ بیت اللہ میں مَیں نے ایک فقیر کو دیکھا کہ مطاف میں ایک ورق نازل ہوا جس پر اس فقیر کے کے متعلق لکھا ہوا تھا کہ تو جہنم سے آزاد کر دیا گیا ہے۔ اس ورق کی عجیب شان تھی وہ یہ کہ جس جانب اس ورق کو پلٹا جاتا تھا کتابت بھی اسی جانب پلٹ جاتی تھی۔ (الیواقیت و جواہر، ص۸۳)

شیخ ابن عربی فرماتے ہیں ایک عورت میرے تلامذہ میں سے تھی اس نے ایک مرتبہ حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اس کو ایک ورق عطا کیا گیا وہ ورقہ اس کے ہاتھ میں تھا اور مٹھی بند تھی کسی طرح کھلتی نہ تھی۔ میں نے اس سے یہ کہا تو اپنے دل میں یہ نیت کر کہ اگر حق تعالیٰ اس کے ہاتھ کو کھول دے تو فوراً اس کو نگل جاؤں گی۔ اس نے یہ نیت کی اور ہاتھ کو منہ کے قریب کیا قریب کرتے ہی ہاتھ کھل گیا اور وہ ورق خود بخود منہ میں چلا گیا۔ لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا تمہیں یہ کس طرح معلوم ہوا میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کیا کہ ہماری مرضی یہی ہے کہ ورقہ کے مضمون پر کوئی مطلع نہ ہو اور حق تعالیٰ مجھے کتابت لوح محفوظ اور کتابت مخلوقین کے فرق پر مطلع فرما دیا ہے اور یہ عجیب علم ہے جس کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ (الیواقیت والجواہر، ص۸۳)

تیسرا انعام:

خدا تعالیٰ جس بندے کو اپنا مقرب بنا لیتا ہے اسے صاحب کشف بنا دیتا ہے اور کشف کی بہت سی اقسام ہیں چند مشہور اقسام ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر 1.

خدا تعالیٰ کے بعض بندے وہ ہیں کہ ان کے لئے دنیائے ارواح کے دروازے کھول دیئے جاتے وہ روح کو دیکھتے ہیں اس سے باتیں بھی کرتے ہیں مثلاً عارف کبیر احمد صیاد یمنی نے آسمان کے دروازے کھلے دیکھے آسمان سے فرشتوں کی ایک جماعت سبز حلے پہنے اتری اور ایک قبر کے سرہانے آ کر رکی ایک شخص کو قبر سے نکال کر لباس فاخرہ پہنایا سواری پر سوار کیا اور یکے بعد دیگرے آسمانوں سے گزرتے گئے سب آسمانوں سے گزر کر اس شہسوار نے ستر حجابات کو بھی پار کیا کہتے ہیں میں اس پرواز پر حیران ہوا اور اس بزرگ کو پہچاننا چاہا مجھے بتایا گیا کہ یہ امام غزالی ہیں ان حجابات تک تو میں نے دیکھا لیکن مجھے اس بات کا علم نہیں کہ ان کی انتہا کہاں تک تھی۔ (جامع کرامات، ص ۵۰۴)

حضرت شیخ ابن عربی کو خدا نے یہ طاقت عطا فرما رکھی تھی کہ وہ گذشتہ زمانوں کے انبیاء اور اولیاء کی مقدس روحوں کے مل لیتے تھے اور اس ملاقات کے تین طریقے تھے۔

(۱) اگر چاہتے تو ان کی روح کو اس دنیا میں اتار کر ایسی شکل میں لے آتے جو ان کی دنیا کی صورت کے بالکل مطابق ہوتی۔

(۲) اگر چاہتے تو ان کی روحوں کو خواب میں بلا لیتے۔

(۳) اگر چاہتے تو اپنی صورت کو عالم ارواح میں بدل کر ان سے مل لیتے۔

(جامع کرامات، ص ۵۴۶)

نمبر 2.

کچھ خدا کے بندے وہ ہوتے ہیں کہ ان کے سامنے جنت و دوزخ کے حجابات اُٹھ جاتے ہیں مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارثہ بن زید سے پوچھا تو نے کس حال میں صبح کی عرض کی مومن ہونے کی حالت میں فرمایا تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے عرض کی میں دنیا سے الگ ہو گیا۔ میری نظر میں پتھر اور سونا برابر ہیں۔ آج میں نے شب بیداری کی پیٹ کو بھوکا پیاسا رکھا اب حالت یہ ہے وَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی عَرْشِ بِارِزًا وَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ تیزاوروْنَ فِیْھَا وَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَھْلِ النَّارِ یَتَضَارَعُوْنَ۔

میں خدا کے عرش کو بلا حجاب دیکھ رہا ہوں اہل جنت کو ملاقات کرتے اور اہل دوزخ کو تڑپتے دیکھ رہا ہوں۔ (کشف المحجوب، ص ۱۲۵)

نمبر 3.

بعض اولیاء کرام وہ ہوتے ہیں کہ ان کی غذا اور پانی وغیرہ فضا میں معلق ہوتے ہیں مثلاً:

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی ان کے پاس زاد راہ نہ تھا۔ جب وہ مقام روحاء کے قریب پہنچیں تو سخت پیاس لگی۔ ام ایمن نے کہا میں نے سر پر ہوا کی شدید آواز سنی میں نے اپنا سر اوپر اُٹھایا یکا یک میں نے سفید رسی سے بندھا ہوا ایک ڈول دیکھا جو آسمان سے لٹکا ہوا ہے میں نے اس ڈول کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ یہاں تک کہ میں نے اسے تھامے رکھا اس میں سے اتنا پانی پیا کہ میں سیراب ہو گئی۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس کے بعد شدید گرمی میں مَیں روزہ رکھتی اور دھوپ میں پھرتی کہ مجھے پیاس لگے لیکن

پیاس محسوس نہ ہوتی۔ (خصائص کبریٰ، ج ۲، ص ۱۸۶)

نمبر 4.

کچھ وہ شاہسواران حقیقت ہوتے ہیں جو ہواؤں میں اڑتے ہیں مثلاً:
شیخ عبداللہ فرماتے ہیں ایک دن شیخ علی حضور غوث اعظم کی خدمت میں تشریف لائے میں بھی آپ کے ساتھ تھا اس وقت ہم نے دیکھا کہ ایک نوجوان آپ کی دہلیز پر چت پڑا ہے اس نے شیخ ابوالحسن علی سے کہا حضرت آپ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں میری سفارش کیجئے پھر جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو بغیر اس کے شیخ ابوالحسن علی نے آپ سے کچھ کہا آپ نے فرمایا میں نے یہ نوجوان آپ کو دے دیا۔ شیخ موصوف باہر آئے میں بھی آپ کے ساتھ تھا آپ نے باہر اس نوجوان کو اطلاع کی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میری سفارش تیرے حق منظور کر لی ہے۔ یہ نوجوان اس اطلاع کے پاتے دہلیز سے نکلا اور ہوا میں اُڑ کا چلا گیا۔ پھر ہم نے آپ کی خدمت میں آ کر آپ سے دریافت کیا کہ یہ کیا واقعہ تھا آپ نے فرمایا یہ نوجوان ہوا میں اڑتا ہوا بغداد سے گزرا اس نے اپنے دل میں کہا بغداد میں مجھ جیسا کوئی بھی نہیں اس لئے میں نے اس کا حال سلب کر لیا تھا اگر شیخ علی سفارش نہ کرتے تو میں اسے نہ چھوڑتا۔ (قلائد الجواہر، ص ۱۵۵)

نمبر 5.

کچھ محرمان راز وہ ہیں جن پر لوح محفوظ منکشف ہو جاتی ہے اور وہ اس کی تحریر پڑھ لیتے ہیں مثلاً بابا فرید گنج شکر، حضرت بہاؤ الدین زکریا اور شیخ نجم الدین بیعت کی نیت سے مخدوم شیخ شہاب الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت مخدوم نے بابا فرید سے فرمایا تمہارا حصہ خانوادہ چشت میں ہے تمہارے پیر قطب الدین بختیار ہیں جو دہلی میں مقیم ہیں اور باقی دونوں حضرات کو مرید کر لیا ایک بوڑھی دایہ جو مخدوم شہاب الدین کی ملازمہ تھی طشت اور آفتابے لائی تاکہ مہمان ہاتھ دھولیں سب سے پہلے طشت کو بابا فرید کے سامنے رکھا آپ کافی دیر تک ہاتھ دھوتے رہے حتیٰ کہ لوٹے کا پانی ختم ہو گیا پھر دیگر دونوں حضرات کے لئے اور پانی لایا گیا انہوں نے بھی ہاتھ دھوئے کھانے کے دوران بابا فرید سے دونوں حضرات نے پوچھا آپ نے آفتاب کا تمام پانی اپنے ہاتھوں پر صرف کر لیا اس کی کیا وجہ تھی۔ آپ نے فرمایا یہ بوڑھی دایہ مخدوم شہاب الدین کی خدمت میں حاضر رہتی ہے اور لوح محفوظ میں اسے دوزخی لکھا ہوا تھا۔ مجھے افسوس ہوا جو شخص ایسے بڑے پیر اور بزرگ کی خدمت کرے وہ دوزخی کیوں ہے۔ میں نے اس حرف کو لوح محفوظ سے دھو دیا ہے اور اس کا نام وہاں سے مٹا کر بہشت والوں میں لکھ دیا ہے پھر دونوں نے اپنے کشف سے تحقیق کی تو واقعہ یونہی تھا۔

(سبع سنابل، ص ۱۳۸)

چوتھا انعام:

جو مومن خدا کا مقرب بندہ بن جاتا ہے اس کو صاحب کرامات بنا دیا جاتا ہے کرامات کا تعلق انسان کے مختلف اعضاء سے ہے جب وہ اعضاء خدا کی اطاعت کرتے ہیں تو ان سے کرامات کا صدور ہونے لگ جاتا ہے مثلاً:

آنکھ کی کرامت:

جب آنکھ مسلسل خدا کی اطاعت کرتی ہے اس کے لئے جو شرعاً نامناسب مواقع ہیں ان سے بچتی رہتی ہے تو اسے یہ کرامات ملتی ہیں کہ وہ کثیف

حجابات کے پیچھے بھی دیکھ لیتی ہے دور کی چیزوں کو دیکھنے لگتی ہے اسے فرشتے نظر آنے لگتے ہیں مثلاً:

(ا) جب حضور داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور میں مسجد بنائی تو لاہور کے علماء نے اعتراض کیا کہ آپ کی مسجد کا قبلہ درست نہیں آپ نے ان تمام علماء کو بلایا اور ان کو نماز عصر پڑھائی اختتام نماز پر آپ نے فرمایا اے حضرات علماء کرام ذرا دیکھو نا میری مسجد کا قبلہ درست ہے یہ کہہ کر آپ نے قبلہ کی طرف انگلی کا اشارہ کیا سب علماء نے وہیں سے کعبہ کی زیارت کر لی۔

جب صحابہ کرام ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان کے چہروں پر بیت اللہ شریف کی جدائی کے آثار نمایاں تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قبا میں ایک طاق (سوراخ) کے ذریعے سے صحابہ کرام کو کعبہ کی زیارت کرائی تھی۔

(مدینۃ الرسول، ص ۹۳)

(ب) حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ کو اپنی ولایت کا علم کب ہوا فرمایا میں دس سال کا تھا اپنے گھر سے مکتب پہنچا تو میں نے فرشتوں کی زیارت کی ان فرشتوں نے مکتب کے لڑکوں سے کہا اللہ کے ولی کے لئے جگہ دے دو۔

(بہجۃ الاسرار، ص ۲۱)

فرشتے مدرسہ تک ساتھ پہنچانے کو جاتے ہیں
یہ دربار الٰہی میں رتبہ غوث اعظم کا

جب حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقْبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے تو خدا تعالیٰ نے آپ کے دل پر تجلی ڈالی اور رسول خدا نے ایک لباس فاخرہ فرشتوں کی ایک جماعت کے ذریعے آپ کے لئے بھیجا اور فرشتوں نے آپ کو وہ لباس اولیاء کرام کی موجودگی میں پہنایا۔

(بہجۃ الاسرار، ص ۸)

کان کی کرامت:

اگر کان اطاعت کیش ہو اور نا ملائم باتوں سے بچے ان آوازوں کے سننے کا عادی ہو جائے جن کے سننے سے خدا اور اس کا رسول راضی ہو جاتا ہے اور مکروہ آوازوں سے پرہیز کرے تو وہ فرشتوں کا کلام سنتا ہے دور کی آواز سن لیتا ہے مثلاً:

(۱) ایک روز امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کنیز زائدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج میں ایک عجیب وغریب بات لے کر حاضر ہوئی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیا عرض کی میں نے لکڑی کا گٹھا باندھ کر ایک پتھر پر رکھا اچانک میں نے ایک سوار دیکھا جو آسمان سے زمین پر آیا اور اس نے سلام کیا اور کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا سلام کہنا اور عرض کرنا رضوان جنت نے عرض کیا ہے کہ آپ کو بشارت ہو کہ بہشت بریں میں آپ کی امت تین طریقوں سے جائے گی۔ ایک گروہ بلا حساب وکتاب دوسرا گروہ آسان حساب سے داخل جنت ہوگا تیسرا گروہ آپ کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا یہ گفتگو اس نے ہوا میں معلق رہ کر کی میں گٹھے کو اٹھا نہ سکی اس نے کہا اسے چھوڑ دو پھر اس نے پتھر سے فرمایا یہ گٹھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر میں چھوڑ آؤ وہ پتھر وہ گٹھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر چھوڑ گیا۔ (کشف المحجوب، ص ۴۱۶)

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادھم ایک جنگل میں جا رہے تھے۔ اچانک عالم غیب سے ایک بزرگ ظاہر ہوئے اور آپ کو اسم اعظم کی تعلیم دی جب آپ نے اسم اعظم سیکھ لیا تو اسی وقت عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک ساری مخلوق کو دیکھ لیا بعد ازاں حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے۔ انہوں نے فرمایا اے ابراہیم اسم اعظم سکھانے والا میرا بھائی حضرت الیاس علیہ السلام تھا میں بھی تجھے اس کی اجازت دیتا ہوں اس اسم اعظم کا ورد جاری رکھو۔ عنقریب مطلوب حقیقی

تک رسائی ہو جائے گی اور آپ ان کاملین میں سے ہیں جو دور و نزدیک کی آوازیں آسانی سے سن لیتے ہیں۔ (سید الاقطاب، ص ۳۹)

زبان کی کرامت:

اگر بندہ مومن زبان سے ہر وقت ذکر الٰہی کرتا رہے جھوٹ غیبت اور فضول یا وہ گوئی سے پرہیز کرے تو زبان کو یہ کرامت ملتی ہے کہ جو وہ خدا سے مانگتی ہے خدا کی بارگاہ سے وہی مل جاتا ہے مثلاً:

حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر مصر سے جدہ روانہ ہوا ہمارے ساتھ ایک نوجوان خرقہ پوش بھی سوار ہوا۔ میرے دل میں اس کے پاس بیٹھنے کی خواہش ہوئی مگر اس کی ہیبت سے ہمت نہ پڑتی تھی۔ اس وجہ سے میں اس سے کلام بھی نہ کر سکا اس لئے کہ وہ بڑا بزرگ تھا۔ اس کی ایک ساعت بھی یادِ الٰہی سے غفلت میں نہ تھی۔ ایک روز اہل کشتی میں سے کسی کا ایک جوہر گم ہو گیا مالک نے اس کا الزام اس نوجوان بزرگ پر لگا دیا اور اس کے ساتھ بدسلوکی پر آمادہ ہوا۔ میں نے اس کاروائی سے روکا اور اس بہانے سے میں اس نوجوان کے قریب ہو گیا اور گفتگو شروع کی جب میں نے لوگوں کی بدگمانی ظاہر کی اور کہا کہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ تھیلی سے جوہر آپ نے نکالا ہے اب آپ فرمائیں کہ کیا کرنا چاہیے یہ سن کر اس نوجوان نے آسمان کی طرف منہ کر کے زبان سے کچھ الفاظ ادا کیے میں نے دیکھا کہ سمندر کی تمام مچھلیاں سطح سمندر پر آ گئیں اور ہر ایک کے منہ میں ایک جوہر تھا۔ آپ نے ایک جوہر لے کر اس کو دے دیا جس کی تھیلی سے جوہر چوری ہوا تھا۔ کشتی کے سب لوگوں نے ان کا یہ کمال دیکھا تو عقیدت مند بن گئے۔ اس کے بعد اس نوجوان نے سطح سمندر پر چلنا شروع کر دیا یہ جوہر چرانے والا ملاحوں میں سے ایک تھا اس

نے جوہر واپس کر دیا کشتی والے شرمندہ ہوئے۔ (کشف المحجوب، ص ۴۰۲)

ہاتھ کی کرامت:

اگر بندہ مومن ہاتھ سے رزق حلال کمائے اس ہاتھ سے کسی کو ناحق اذیت نہ دے تو ہاتھ بھی صاحب کرامت ہو جاتا ہے مثلاً:

جب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو کسی نے یہ شعر پڑھا۔

اے تماشا گاہ جا نہا روئے تو
تو کجا بہر تماشا می روی

اس پر خواجہ صاحب کا ہاتھ جنازہ سے نمودار ہو کر بلند ہوا۔ امیر خسرو نے شعر پڑھنے والے کو روک دیا کہ کہیں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ جنازہ سے اُٹھ کھڑے نہ ہوں۔ (سبع سنابل، ص ۱۵۱)

پاؤں کی کرامت:

جب بندہ مومن کے قدم کثرت سے مسجد کی طرف اُٹھتے ہیں نیک محافل میں حاضری ہوتی ہے تو قدم کو یہ کرامت ملتی ہے کہ وہ پانی پر چلنے لگتا ہے اور زمین اس قدموں کے نیچے لپیٹ دی جاتی ہے مثلاً:

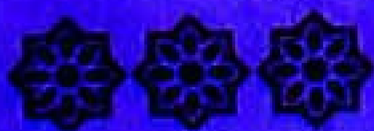
(۱) خلیفہ وقت کے دربار میں ہر سال روم سے خراج آیا کرتا تھا ایک مرتبہ قیصر روم نے مال کے ساتھ اپنی قوم کے مذہبی عالموں کو بھیجا اور پیغام دیا کہ تم مسلمانوں سے بحث کرو اگر مسلمان غالب آ گئے تو خراج بھیج دیا جایا کرے گا اور تم غالب آ گئے تو مال خراج بند کر دیا جائے گا چنانچہ حسب خواہش قیصر روم علماء کو جمع کیا گیا سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بحث کریں گے پھر

خلیفہ کے حکم سے تمام لوگ دریائے دجلہ کے کنارے جمع ہوئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا جائے نماز لیا اور دریا کی سطح پر چلتے ہوئے درمیان میں پہنچ کر جائے نماز بچھا دی اور فرمایا کہ جس شخص کو بحث کرنی ہے۔ وہ میرے پاس آ جائے یہ حال دیکھ کر وہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ جب قیصر روم کو اس بات کا علم ہوا تو کہنے لگا اچھا ہوا کہ وہ شخص یہاں نہیں آیا ورنہ سب لوگ مسلمان ہو جاتے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص ۱۵۰)

(ب) ایک بزرگ شیخ اسماعیل سے روایت ہے کہ ہم دریائے فرات کے کنارے حضرت شیخ محمد بن عمر کی خدمت میں موجود تھے کہ ایک آدمی ظاہر ہوا شیخ موصوف نے فرمایا یہ شخص میرے متوسلین میں سے ہے یہ ہندوستان کا رہنے والا ہے اس نے وہاں سے دریائے فرات تک کا فاصلہ ایک قدم میں طے کیا ہے اور اب میرے ادب کی وجہ سے ویسے ہی چل رہا ہے۔ تھوڑی دیر میں وہ آ گیا اس نے عرض کی حضرت مجھے بیعت کر لیں آپ نے بیعت کیا ایک رات وہ آپ کے پاس رہا صبح کو ہم شیخ موصوف کے ہمراہ اس کو ایک جنگل میں الوداع کہنے کے لئے گئے۔ حضرت موصوف نے اس کے دونوں شانوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھا اور اچانک اس کو دھکا دیا۔ وہ شخص ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا جب میں نے دھکا دیا تو اس کا سر ہندوستان میں اس کے گھر کے دروازے سے جا ٹکرایا۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ دریائے فرات عراق میں ہے۔

(جمال الاولیاء، ص ۱۱۴)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حسن رفاقت

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔

ترجمہ: اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور رسول کا سو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا کہ وہ نبی صدیقین اور شہید اور نیکوکار ہیں اور اچھی ہے ان کی رفاقت۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ۔

رسول خدا کی اطاعت فرض ہے کیونکہ نبی کا قول و فعل وحی کے مطابق ہوتا ہے۔ حضور ﷺ قول و فعل دونوں میں معصوم ہیں۔ اطاعت کے بارے میں چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ○

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس واسطے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔

ترجمہ: اور قائم رکھو نماز اور زکوٰۃ دیتے رہو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت میں نکتہ کی بات یہ ہے کہ رسول پاک کی اطاعت کو اقامت

نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ بیان کیا گیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا وہی درجہ ہے جو نماز اور زکوٰۃ کا ہے یعنی جیسے نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ اسی طرح اطاعت رسول بھی فرض ہے اور جیسے نماز و زکوٰۃ کی فرضیت کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے اسی طرح اطاعت رسول کا منکر کافر ہے چنانچہ خدا نے ارشاد فرمایا۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ○

ترجمہ: آپ فرما دیجئے حکم مانو اللہ کا اور رسول کا پھر اگر اعراض کریں تو اللہ پسند نہیں کرتا کافروں کو۔

اس آیت میں واضح کر دیا گیا کہ جس نے رسول پاک کی اطاعت سے منہ موڑا وہ مسلمان نہیں کافر ہے اور خدا کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ○

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ○

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے جو خدا اور اس کے رسول کا حکم مانے کیونکہ ایمان کی شرط خدا اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔

جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت نہیں کرتے بلکہ مخالفت کرتے

ہیں ان کے انجام کے لئے آیات ملاحظہ فرمائیں۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

ترجمہ: جو مخالفت کرے اللہ اور اس کے رسول کی تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ○

ترجمہ: جنگ کرو ان لوگوں کے ساتھ جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور حرام نہیں جانتے وہ اس کو جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کو حرام قرار دیں اس کی حرمت کا وہی حکم ہے جو خدا کی حرام کردہ چیز کا حکم اور جس طرح ان لوگوں سے جنگ کرنا ضروری ہے جو خدا کی حرام کردہ چیز کو حرام نہ جانیں۔ اسی طرح ان لوگوں سے بھی لڑنا ضروری ہے جو رسول کریم کی حرام کردہ شے کو حرام نہ جانیں بلکہ آپ کی مخالفت کریں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ○

ترجمہ: جو لوگ مخالفت کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی وہ ذلیل ہوئے جیسے کہ ان سے پہلے لوگ ذلیل ہوئے۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ○

ترجمہ: اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں ہے۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ○

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوْا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَکُمْ ○

ترجمہ: اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اعمال اس وقت قبول ہوں گے جب رسول خدا کی اطاعت کی جائے گی۔ آپ کے اوامر ونواہی، اخلاق و اعمال پر عمل کیا جائے جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا وہ اپنے سارے اعمال ضائع اور بیکار کر دے گا۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھَارُ وَمَنْ یَّتَوَلَّ یُعَذِّبْہُ عَذَابًا اَلِیْمًا ○۔

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے گا اس کو خدا باغوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور جو پلٹ جائے اسے دردناک عذاب دے گا۔

معلوم ہوا جنت اس کے لئے ہے جو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور جو نافرمان ہے اس کے لئے جہنم کا دردناک عذاب ہے۔

فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ۔

ترجمہ: اس سے مراد درجہ کی معیت نہیں کیونکہ غیر نبی، نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس سے مراد معیت مکانی ہے کیونکہ حضرات انبیاء اعلیٰ علیین میں ہوں گے۔ امتی ان سے نیچے ہوں گے بلکہ اس معیت سے مراد ہے کہ یہ لوگ جب چاہیں گے ان حضرات کے دیدار سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لیا کریں گے ملاقات اور گفتگو کر لیا کریں گے چنانچہ حدیث میں آتا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جنتی لوگ اپنے سے بلند درجہ والوں کو ان کے بالا خانوں میں اس طرح

دیکھیں گے جیسے تم کسی چمکیلے ستارے کو مشرق یا مغرب میں دیکھتے ہو ان میں فاصلہ بہت ہوگا۔ صحابہ کرام نے کہا یہ منزلیں تو نبیوں کے لئے ہی مخصوص ہوں گی کوئی اور وہاں تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان منزلوں تک وہ بھی پہنچیں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کو سچا جانا اور مانا۔ (ابن کثیر، ج ۵، ص ۴۱)

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلند درجات والوں کو نیچے والے لوگ اس طرح دیکھیں گے جیسے لوگ چمکدار ستارے کو افق میں دیکھتے ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم ان بلند درجہ والوں میں سے ہیں۔ (تاریخ بغداد، ج ۴، ص ۶۴)

وہ کون لوگ ہیں جو ان انعام یافتہ نفوس قدسیہ کے ساتھ ہوں گے وہ لوگ یہ ہیں۔

(ا) مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی فرماتے ہیں میں رات کو حضور ﷺ کی خدمت میں رہتا اور پانی وغیرہ لا کر دیا کرتا تھا ایک بار آپ نے مجھ سے فرمایا کچھ مانگ لو میں نے کہا جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ فرمایا اس کے سوا اور کچھ میں نے کہا بس یہی کافی ہے۔ فرمایا میری مدد کثرت سے سجدے کر کے کرو۔

(ب) الترغیب والترہیب میں حدیث ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی میں خدا کو بے شریک مانتا ہوں اور آپ کے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہوں۔ پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہوں۔ اپنے مال کی زکوۃ دیتا ہوں۔ رمضان کے روزے رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جو مرتے دم تک اسی پر قائم رہے گا۔ وہ قیامت کے دن نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا لیکن

شرط یہ کہ والدین کا نافرمان نہ ہو۔ (الترغیب والترہیب، ج ۲، ص ۱۰۵)

(ج) فرمان نبوی ہے۔ من قرء الف آیۃ فی سبیل اللہ کتبہ اللہ مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔

(الترغیب والترہیب، ج ۲، ص ۲۶۷)

جس نے خدا کے راستے میں ایک ہزار آیات پڑھیں خدا اس کو نبیوں صدیقوں شہیدوں اور نیک لوگوں میں لکھ دے گا۔

(د) ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو ایک قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ان سے ملا نہیں۔ آپ نے فرمایا المراء مع من احب ہر انسان ان کے ساتھ ہوگا جن کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسلمان جتنا اس حدیث سے خوش ہوئے اتنا کسی اور چیز سے خوش نہیں ہوئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں واللہ میری محبت تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ (شہید) سے ہے تو مجھے امید ہے کہ خدا قیامت کے روز انہی حضرات کے ساتھ مجھے اٹھائے گا۔ (ابن کثیر، ج ۵، ص ۴۱)

(ن) حضرت صخر بن راشد فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں عبداللہ بن مبارک کو دیکھا ان کی وفات کے بعد میں نے ان سے کہا کیا آپ کی وفات نہیں ہوگئی۔ انہوں نے کہا ہاں میری وفات تو ہو چکی ہے۔ میں نے ان سے دریافت کیا پھر اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ کہا میرے تمام گناہوں کو معاف فرما کر میری مغفرت فرما دی ہے۔ میں نے پوچھا سفیان ثوری کا کیا ہوا کہا واہ واہ وہ تو مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِیْقًا۔ (تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۱۴۹)

ترجمہ: ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا نبی صدیق شہید اور

صالحین اور ان کی رفاقت کیسی اچھی ہے۔

(ی) حضرت حسن بن صالح فرماتے ہیں کہ میرے بھائی نے جس رات وفات پائی اس رات اس نے مجھ سے پانی مانگا میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ اختتام نماز پر میں نے پانی کا پیالہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا میں نے پانی پی لیا ہے میں نے کہا تمہیں پانی کس نے پلایا اس کمرے میں میرے اور تیرے سوا کوئی بھی نہیں۔ اس نے کہا ابھی میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے پانی پلایا اور مجھے کہا۔

أَنْتَ وَأَخُوكَ وَأُمُّكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ۔ تو تیرا بھائی تیری ماں ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا۔ (شرح الصدور، ص ۳۳)

وہ نبی صدیق شہید اور نیک لوگ ہیں۔

یہی تھے شمع دیں کے اولیں پرسوز پروانے\
صداقت کیش غازی بادۂ غیرت کے مستانے

انہیں روشن چراغوں سے زمانے میں اجالا تھا\
خدا کا اور محمد مصطفےٰ کا بول بالا تھا

النبیین:

اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے دلائل یہ ہیں۔

(۱) ایک انصاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا وہ بہت غمزدہ ہے سبب دریافت کیا تو جواب ملا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تو صبح شام ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ بیٹھتے ہیں۔ دیدار بھی ہو جاتا ہے اور دو گھڑی صحبت

بھی میسر ہو جاتی ہے لیکن کل قیامت کے دن تو آپ ﷺ نبیوں کی اعلیٰ مجلس میں ہوں گے تو ہم آپ تک پہنچ نہ سکیں گے۔ حضور ﷺ نے کچھ جواب نہ دیا اس پر حضرت جبریل امین علیہ السلام آیت تلاوت لائے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی بھیج کر انہیں یہ خوشخبری سنا دی۔ (ابن کثیر، ج ۵، ص ۶۰)

ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ کو جان و مال اور اہل و عیال اور اپنے بچوں سے بھی زیادہ محبوب رکھتا ہوں میں گھر میں ہوتا ہوں لیکن شوق زیارت مجھے مجبور کر دیتا ہے صبر نہیں ہو سکتا دوڑتا بھاگتا آتا ہوں اور دیدار کر کے چلا جاتا ہوں لیکن جب آپ کی اور اپنی موت یاد آتی ہے اور اس بات کا یقین ہے کہ آپ جنت میں نبیوں کے ساتھ بڑے اونچے درجے میں ہوں گے تو ڈر لگتا ہے کہ پھر میں آپ کے دیدار سے محروم ہو جاؤں گا۔ آپ نے تو کوئی جواب نہ دیا لیکن تلاوت کردہ آیت نازل ہوئی۔

ان دونوں واقعات سے پتہ چلا کہ ان صحابہ کو حضور ﷺ کی جدائی اور فرقت کا تصور تڑپا رہا ہے کہ اگر جنت میں آپ ﷺ کا دیدار نہ ہوا تو ہمارا کیا بنے گا کیونکہ ہمیں تو آپ کے دیدار کے بغیر چین نہیں آتا۔ خدا تعالیٰ نے ان کے چین اور تسلی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ.......... الخ اس آیت میں گویا فرمایا گیا اے میرے محبوب کے عاشقوں گھبراؤ نہیں ہم جنت میں تمہیں اپنے محبوب کے دیدار فیض آثار سے مشرف فرما دیا کریں گے اور تمہیں غمگین نہ ہونے دیں گے چونکہ ذکر پیارے مصطفیٰ کا چل رہا تھا اس لئے یہاں النبیین سے مراد آپ ہی کی ذات ہے اور جمع کا لفظ بطور تعظیم وارد ہوا ہے۔ خدا وحدہٗ لاشریک ہے لیکن اپنے بارے میں فرمایا۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ جمع کا صیغہ استعمال کرنے میں مقصود تعظیم اسی طرح حضور ﷺ کے بارے میں النبیین

جمع وارد ہوا مطلوب و مقصود تعظیم ہے۔

(ب) دوسری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ میں تمام نبیوں کے کمالات موجود ہیں تمام انبیاء کے اخلاق و صفات آپ کی ذات میں جمع کر دیئے گئے ہیں مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کو خدا نے خلافت عطا فرمائی خدا فرماتا ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔

علامہ ابن حجر نے پیارے مصطفےٰ ﷺ کے متعلق لکھا ہے کہ:

اِنَّہٗ خَلِیْفَةُ الَّذِیْ جَعَلَ خَزَائِنَ کَرْمَہٗ وَمَوَائِدَ نِعَمَہٗ طَوْعَ یَدَیْہِ وَتَحْتَ اِرَادَتِہٖ یُعْطِیْ مِنْھُمَا مَنْ یَّشَاءُ وَیَمْنَعُ مَنْ یَّشَاءُ۔

حضور سرور کونین ﷺ کے وہ خلیفہ ہیں کہ جن کے ہاتھوں کے مطیع اور ارادے کے تحت اپنے کرم کے خزانے اور نعمتوں کے دسترخوان کر دیئے ہیں ان میں سے جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں اور جس سے چاہتے ہیں روک لیتے ہیں۔ (جوہر منظم، ص ۴۲)

ابن تیمیہ نے لکھا ہے وَقَدْ اَقَامَہُ اللّٰہُ مَقَامَ نَفْسَہٗ فِیْ اَمْرِہٖ وَنَھْیِہٖ وَاَخْبَارِہٖ بَیَانِہٖ فَلَا یَجُوْزُ اَنْ یُّفَرِّقَ بَیْنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فِیْ شَیْءٍ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمُوْرِ۔
(الصارم المسلول، ص ۴۱)

اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو امر و نہی اطلاع دینے اور بیان میں اپنا قائم مقام بنایا ہے ان میں سے کسی میں بھی اللہ اور رسول میں فرق کرنا جائز نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدا نے بولی تبدیل کر دی چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نار نمرود سے نجات پا کر مقام کوثی تشریف لے گئے تو اس وقت آپ کی زبان سریانی تھی۔ نمرود نے

آپ کے تعاقب میں سپاہی روانہ کیے اور ان سے کہا جو آدمی تمہیں سریانی زبان بولتا ملے اسے گرفتار کر لینا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریائے فرات کو عبور فرمایا تو اللہ نے آپ کی زبان عبرانی کر دی اب نمرود کے سپاہی آپ کو ملے تو آپ نے ان سے عبرانی زبان میں گفتگو فرمائی سپاہیوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سریانی تھی مگر آپ نے عبرانی زبان میں گفتگو فرمائی لیکن اس اعجاز کو بھی دیکھئے کہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی زبانیں بدل دیں یعنی خلیل کی زبان خدا نے بدلی اور صحابہ کی زبان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر دی چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار صحابہ کو قیصر کسریٰ مقوقس اور نجاشی کی طرف قاصد بنا کر بھیجا۔

فَاَصْبَحَ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ يَتَكَلَّمُ بِلِسَانِ الْقَوْمِ الَّذِىْ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ۔
(خصائص کبریٰ، ج ۲، ص ۱)

ان صحابہ نے صبح کی تو ہر صحابی جس قوم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا گیا تھا اسی قوم کی زبان میں کلام کرنے لگا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ کو ایک کنویں میں گرا دیا امام غزالی فرماتے ہیں کہ جب تک آپ اس کنوئیں میں رہے فرشتے پرندوں کی شکل میں آ کر کنوئیں کا طواف کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت یوسف علیہ السلام کے اکرام کے لئے بھیجا تھا۔ (احسن القصص، ص ۵۴)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم اطہر میں تھے تو:

وَكَانَتْ غَمَامَةُ النُّوْرِ تَظِلُّ عَلٰى رَاْسِهَا وَالطُّيُوْرُ تَتَنَزَّلُ مِنَ الْجَوِّ تَتَبَرَّكُ بِفَوَادِهَا۔ (احسن، ص ۲۲)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے سر پر سفید بادل سایہ کرتا اور پرندے فضا سے

نازل ہو کر آپ کے دل سے برکت حاصل کرتے یہ جانور دنیا کے جانور نہ تھے بلکہ فرشتے تھے۔ جو نبی کریم ﷺ کی آمد کے منتظر تھے کہ کب شمس الانبیاء تشریف لائیں اور دنیا سے کفر و شرک کی تاریکیاں دور ہوں۔

تاریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی دو شاخیں تھیں جب اندھیری رات ہوتی تو وہ دونوں روشن ہو جاتیں اور ان کی روشنی حد نگاہ تک پہنچ جاتی تھی۔

(النطق المفہوم، ص ۱۰۲)

حضرت قتادہ بن نعمان ایک اندھیری رات میں جب بارش ہو رہی تھی دیر تک حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے رہے جب جانے لگے تو آپ نے ان کو کھجور کی شاخ عطا فرمائی اور فرمایا اس کو لے جاؤ یہ تمہارے دس ہاتھ آگے دس ہاتھ پیچھے روشنی کرے گی چنانچہ جب حضرت قتادہ چلے تو وہ شاخ خرما ان کے لئے روشن ہو گئی یہاں تک کہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ (مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۴۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ایک معجزہ کا ذکر اس طرح فرمایا۔

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ۔

ترجمہ: میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور گھروں میں جمع کرتے ہو۔

اس آیت سے پتہ چلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کے گھروں کے ذخیرے اور کھانے کی اطلاع دے دیتے تھے مگر ہمارے نبی کو خدا نے تمام علم ما کان وما یکون عطا فرما دیا چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ”فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیامۃ“ آپ نے قیامت تک کے تمام حالات و واقعات بیان فرما دیئے۔

عالم میں کیا ہے جس کی تجھ کو خبر نہیں
ذرہ ہے کونسا تیری جس پر نظر نہیں

والصدیقین:

یہ کون ہیں شیخ محمد عبدہ فرماتے ہیں۔

هُمُ الَّذِيْنَ زَكَتْ فِطْرَتُهُمْ وَاعْتَدَلَتْ اَمْزِجَتُهُمْ وَصَفَتْ سَرَائِرُهُمْ حَتّٰى اِنَّهُمْ يَمِيْزُوْنَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَالْخَيْرِ وَالشَّرِّ بِمُجَرَّدِ عُرُوْضِهٖ۔

جن کی فطرت پاکیزہ ہوتی ہے مزاج میں اعتدال ہوتا ہے باطن صاف ہوتا ہے یہاں تک کہ جب ان پر حق و باطل اور خیر وشر پیش ہوتے ہیں تو وہ ان میں تمیز کر لیتے ہیں۔

چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں یہ اوصاف موجود تھے مثال کے طور پر دو احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں فتنہ ارتداد پیدا ہوا منکرین زکوٰۃ کلمہ اسلام سے منکر نہ تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ضروریات دین میں تاویل مقبول نہیں چونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ پڑھیں پھر انہوں نے جب یہ کلمہ پڑھ لیا تو انہوں نے اپنا خون اور مال مجھ سے بچا لیا اور ان کا حساب اللہ پر ہے اور مرتدین اس کلمہ کے قائل تھے۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے تو ہم مرتدین سے کیوں لڑیں لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نماز اور زکوٰۃ میں تفریق نہیں کر سکتا۔

وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ۔

ترجمہ: خدا کی قسم میں اس سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آخرکار ہمیں آپ کے ساتھ مرتدین سے لڑائی لڑنی پڑی اور ایک روایت میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں واللہ مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ نے قتال مرتدین کے بارے میں آپ کا سینہ کھول دیا۔ پس میں نے جان لیا کہ آپ حق پر تھے۔ (ازالۃ الخفاء، ج ۲، ص ۵۳)

(ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ بنائے جاتے تو خدا کی عبادت نہ کی جاتی۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی۔ آپ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف جیش اسامہ کو روانہ کیا جب وہ مقام ذی خشب تک پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی اور حوائی مدینہ کے کچھ قبائل مرتد ہو گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر بالفرض ازواج نبی کے پیروں میں بیڑیاں پڑ جائیں تب بھی اس لشکر کو واپس نہ موڑوں گا جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا ہے۔ میں اس جھنڈے کو نہ کھولوں گا جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔ غرض جیش اسامہ کو آپ نے روانہ کیا اس کے بعد وہ لشکر جس قبیلے کے قریب سے گزرا وہ یہ سوچنے پر مجبور ہوا کہ اگر مسلمان کمزور ہوتے تو اتنا بڑا لشکر مدینہ سے باہر نہ نکالتے۔ خدا نے حضرت اسامہ کو فتح سے ہمکنار فرما دیا۔ (ازالۃ الخفا، ص ۵۴)

بعض مفسرین نے فرمایا کہ والصدیقین سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ سب سے پہلے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں آپ کی تصدیق کی ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خدا تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔

ترجمہ: اور جو سچ لایا اور جس نے سچ کی تصدیق کی وہی لوگ متقی ہیں۔

کہ سچ لانے والے نبی کریم ﷺ ہیں اور تصدیق کرنے والے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ معلوم ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متقی ہونے کی گواہی خدا دے رہا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ متقی ہیں اور خدا فرماتا ہے۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو متقی ہے۔ معلوم ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ہم نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس ایک ایسا آدمی آنے والا ہے میرے بعد خدا نے اس سے بہتر پیدا نہیں فرمایا اور اسے انبیاء کی مثل مرتبہ شفاعت عطا کیا جائے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر ان کو چوما اور بغلگیر ہوئے۔ (تاریخ بغداد، ج۳، ص۱۲۳)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو عرش کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ایک منبر بچھایا جائے گا اور اسی طرح ایک منبر عرش کے سامنے میرے لئے بچھایا جائے گا اور ایک کرسی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے رکھی جائے گی ایک آواز آئے گی واہ صدیق تیری قسمت تجھے حبیب وخلیل کے درمیان جگہ ملی ہے۔

(تاریخ بغداد، ج۴، ص۳۸۶)

پس از انبیاء سب سے اونچا ہے نامی
رفیقِ نبی کا مقام اللہ اللہ

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا صدیق وہ ہے جس نے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی ہے اور دوسرے تصدیق کرنے والوں کا مقتدا بنا ہے اور وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرتے ہی تبلیغ اسلام شروع کردی جس کے نتیجے میں حضرت عثمان غنی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ایمان لے آئے۔ اس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے لئے مقتدا ثابت ہوئے۔ آپ اس امت کے پہلے مبلغ ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا جس نے کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا اسے اس کا ثواب ہوگا جو اس طریقہ پر عمل کرے گا اس کے برابر بھی موجد کو ثواب لہٰذا آپ نے تبلیغ سب سے پہلے شروع فرمائی۔ آپ کی تبلیغ کے نتیجے میں جو مسلمان ہوئے ان کا بھی آپ کو ثواب ہوگا اور انہوں نے آگے تبلیغ کی اور جتنے لوگ ان کے کہنے سے مسلمان ہوئے ان کے برابر بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ثواب ہوگا۔ لہٰذا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارہ سالہ دور خلافت میں جتنے لوگ مسلمان ہوئے ان کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی ثواب ہوگا۔

تلاوت کردہ آیت میں نبی کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے جو اس طرف اشارہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ بلافصل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ایک باغ میں داخل ہوگئے۔ ایک آدمی آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس کھڑے ہوجاؤ اور دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو اور میرے بعد خلافت کی بشارت بھی دے دو میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کو یہ بات بتا دوں فرمایا بتا دو میں نے دروازہ کھولا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے میں نے کہا تمہیں بشارت ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کی۔

(تاریخ بغداد، ج ۹، ص ۳۴۰، مسند ابی یعلیٰ، ج ۷، ص ۴۵)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت فرمائی ایک مرتبہ آپ نے گھر کا سارا مال خدا کی راہ میں قربان کر دیا۔ ہر غزوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ ○ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○

ترجمہ: جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور خدا کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک درجے کے اعتبار سے بڑے ہیں۔ وہی لوگ کامیاب ہیں ان کا رب ان کو اپنی طرف سے رحمت اور رضا اور ایسے باغوں کی بشارت دیتا ہے جن میں دائمی نعمتیں ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے بے شک اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مہاجرین نے تین کام کیے ایمان قبول کیا۔ ہجرت کی اور خدا کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کیا پھر ان کو خدا نے انعام بھی تین دیئے خدا نے ان کو اپنی رحمت سے نوازا۔ خدا نے ان کو اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ دے دیا اور جنت کے باغوں کی بشارت دے دی اور امت میں اول مہاجر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں لہٰذا آپ بطریق اولیٰ خدا کے ان تینوں انعامات کے حقدار ہیں اور آپ کے لئے اجر عظیم ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آسمانوں کے ستاروں کے برابر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں ہیں اور حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اِنَّ عُمَرَ حَسَنَةٌ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ساری نیکیاں

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کتنی نیکیاں ہوں گی اور ان کا اجر و ثواب کتنا عظیم ہوگا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو خدا نے یہ اعزاز بخشا کہ خود نبی ہیں آپ کے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام نبی ہیں۔ آپ کے دادا حضرت اسحاق علیہ السلام نبی ہیں اور آپ کا پردادا حضرت ابراہیم خلیل اللہ، اللہ کے نبی ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ عزت بخشی کہ آپ خود بھی صحابی رسول ہیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت ابو قحافہ صحابی ہیں۔ آپ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن صحابی ہیں اور آپ کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر صحابی ہیں۔

خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں ہیں محو لقائے محمد
میسر تھی امام الانبیاء کی اقتدا ان کو
رسولوں کی تمناؤں کا حاصل مل گیا ان کو

والشہداء:

اس سے مراد حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

ان کو ابو لولؤ مجوسی نے شہید کیا تھا۔ ان کے فضائل بے حد و حساب ہیں۔ علامہ ابن حجر نے لکھا ہے۔ حضرت عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی میرے پاس حضرت جبریل امین علیہ السلام آئے میں نے ان سے کہا میرے سامنے عمر بن خطاب کے فضائل بیان کرو۔ عرض کی اگر میں اتنی دیر تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتا رہو جتنی دیر تک حضرت نوح علیہ السلام

اپنی قوم میں رہے تو ان کے فضائل ختم نہ ہوں اور حضرت عمر، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔ (الصواعق المحرقہ، ص۸۰)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ:

ان کو باغیوں نے شہید کیا تھا۔ ان کے فضائل بھی کثرت سے احادیث میں آئے ہیں چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے ایسے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی۔

(الصواعق المحرقہ، ص۱۰۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

اِشْتَرٰی عُثْمَانُ الْجَنَّۃَ مِنَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَرَّتَیْنِ حِیْنَ حَفَرَ بِئْرِ رُوْمَۃَ وَحِیْنَ جَھَّزَ جَیْشَ الْعُسْرَۃَ۔

ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت خریدی ایک مرتبہ بئر رومہ کھود کر دوسری مرتبہ جیش العسرۃ کے لئے سامان دے کر۔

(الصواعق المحرقہ، ص۱۱۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب مقام حدیبیہ پر بیعت رضوان منعقد ہوئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان خدا اور اس کے رسول کے کام میں ہے پھر اپنے ایک ہاتھ کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا اور دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت ہے۔ آپ نے اپنے جس ہاتھ کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا وہ باقی صحابہ کے ہاتھوں سے افضل تھا۔ (الصواعق المحرقہ، ص۱۱۰)

یہ بیعت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر مشہور ہونے پر لی گئی اور اس کی غرض و غایت یہ تھی کہ عہد کیا جائے کہ جب تک عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بدلہ نہ لیں گے واپس نہ جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زندہ ہیں تبھی تو آپ نے بیعت لی اگر زندہ ہونے کا یقین ہوتا تو بیعت نہ لیتے لیکن اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ زندہ ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت لی اور بیعت زندوں کی طرف سے ہوتی ہے نا کہ مردوں کی طرف سے اور بیعت میں حکمت یہ تھی تا کہ پتہ چلے کہ تمام صحابہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

ان کو عبدالرحمن بن ملجم خارجی نے شہید کیا تھا ان کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلنَّظَرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَةٌ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ (الصواعق المحرقہ، ص۱۲۳)

حضرت سیدہ ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰهَ۔

جس نے علی کو دوست رکھا اس نے گویا مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا اور جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے خدا سے بغض رکھا۔

حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم روایت کرتے

ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

حَقُّ عَلِیٍّ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ حَقُّ الْوَالِدِ عَلَی الْوَلَدِ۔ (الریاض النضرہ)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مسلمانوں پر حق ایسا ہے جیسا باپ کا حق بیٹے پر۔

سرکار دو عالم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ اس طرح حل فرمایا کہ مہاجرین اور انصار کے درمیان سلسلہ اخوت قائم فرما دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور رونے لگے۔ حضور ﷺ نے رونے کا سبب دریافت فرمایا عرض کی حضور ﷺ آپ نے مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ۔ تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔

(جامع ترمذی، ج ۲، ص ۲۱۳)

ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور آپ مسکرائے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مسکراہٹ کی وجہ دریافت فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔

لَایَجُوْزُ اَحَدُ الصِّرَاطَ مَنْ کَتَبَ لَہٗ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبِ الْجَوَازَ۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رسید کے بغیر کسی شخص کو پل صراط سے گزرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا میں آپ کو خوش خبری نہ سناؤں رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔

لَا یَکْتُبُ الْجَوَازَ اِلَّا لِمَنْ اَحَبَّ اَبَابَکْرٍ عَلِیٌّ۔

علی صرف اس کو پل صراط سے گزرنے کی رسید دے گا جسے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے محبت ہوگی۔ (الریاض النضرہ، ج ۱، ص ۲۰۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پختہ وعدہ کیا ہے۔

لَا يُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ۔

(ابن عساکر، ج ۱۷، ص ۳۶۸)

ترجمہ: اے علی صرف ایماندار تجھ سے محبت کرے گا اور تجھ سے وہی بغض رکھے گا جو منافق ہوگا۔

یا شہداء سے مراد وہ شہید ہیں جو غزوہ اُحد میں شہید ہو گئے جن کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا جب تمہارے بھائی اُحد کے دن شہید کئے گئے تو خدا تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے جسم میں داخل کر دیا۔ وہ پرندے جنت کی نہروں تک آتے ہیں جنت کے میووں کو کھاتے ہیں اور سونے کی ان قندیلوں میں آرام کرتے ہیں جو عرش الٰہی کے نیچے معلق ہیں ان شہیدوں نے جب اپنے کھانے پینے اور آرام کرنے کی مسرتوں کو حاصل کیا تو کہا کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو ہماری طرف سے یہ پیغام پہنچائے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تا کہ وہ جنت کو حاصل کرنے میں بے پروائی سے کام نہ لیں اور لڑائی کے موقع پر سستی نہ کریں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارے پیغام کو تمہارے بھائیوں کے پاس پہنچا دیتا ہوں چنانچہ خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔

ترجمہ: جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیئے جائیں ان کو مردہ گمان نہ کرو۔ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۲۶۲)

اب غزوہ اُحد کے چند شہیدوں کی شہادت کا ذکر سماعت فرمائیں۔

حضرت حنظلہ:

غزوہ اُحد میں حضرت حنظلہ کا مقابلہ ابو سفیان کے ساتھ ہوا۔ حضرت حنظلہ نے دوڑ کر ابو سفیان پر وار کرنا چاہا لیکن پیچھے سے شداد بن اسود نے وار کیا جس سے حضرت حنظلہ شہید ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو بادل کے پانی سے چاندی کے برتنوں میں غسل دے رہے ہیں۔

ان کی بیوی سے دریافت کیا گیا معلوم ہوا کہ حالت جنابت ہی میں جہاد کے لئے روانہ ہو گئے تھے اور اسی حالت میں شہید ہوئے۔ جس روز حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اسی شب ان کی بیوی نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کا ایک دروازہ کھلا اور حنظلہ رضی اللہ عنہ اس میں داخل ہو گئے اور داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا بیوی اس خواب سے سمجھ چکی تھی کہ حنظلہ رضی اللہ عنہ اب اس عالم سے رخصت ہونے والے ہیں۔ (خصائص کبریٰ، ج ۱، ص ۲۱۶)

جب غزوہ اُحد ختم ہو گیا اور مشرکین واپس ہوئے تو رسول خدا ﷺ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو تلاش کرو اور یہ ارشاد فرمایا اگر ان کو کہیں دیکھ پاؤ تو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ رسول خدا ﷺ کہتے ہیں تم اس وقت اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو تلاش کر لیا۔ ابھی حیات کی کچھ رمق باقی تھی جسم پر تیر اور تلوار کے ستر زخم تھے۔ میں نے رسول پاک ﷺ کا پیغام پہنچایا۔ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ پر بھی سلام ہو اور تم پر بھی رسول اللہ ﷺ سے کہہ دینا یا رسول اللہ ﷺ میں اس وقت جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ علامہ

ابن قیم نے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بعض برگزیدہ بندوں کو اس دنیا میں جنت کی خوشبو سونگھا دیتا ہے اور جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی راہ تک پہنچتی ہے۔
(زرقانی، ج ۲، ص ۴۹)

عبداللہ بن جحش:

انہوں نے غزوہ اُحد میں دعا مانگی اے اللہ آج میرا ایسے دشمن سے مقابلہ ہو جو بڑا طاقتور ہو اور غضبناک ہو محض تیرے لئے اس سے قتال کرو اور وہ مجھ سے قتال کرے بالآخر وہ مجھے قتل کر دے میری ناک اور میری کان کاٹے اور اے خدا جب میں تجھ سے ملوں تو مجھ سے دریافت کرے اے عبداللہ یہ تیرے ناک اور کان کہاں کٹے تو میں عرض کروں اے اللہ تیری اور تیرے رسول کی راہ میں کٹے اور تو اس وقت کہے سچ کہا سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں شام کو میں نے دیکھا کہ ان کی ناک اور کان کٹے ہوئے ہیں۔ (زرقانی، ج ۲، ص ۵۱)

حضرت عبداللہ بن حرام:

حضرت جابر کے والد عبداللہ بن حرام بھی اس معرکہ میں شہید ہوئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کافروں نے ان کا کان اور ناک کاٹ ڈالی جب ان کی لاش رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رکھی گئی تو میں نے باپ کے منہ سے کپڑا اُٹھا کر دیکھنا چاہا صحابہ نے مجھے منع کر دیا پھر دیکھنا چاہا پھر منع کر دیا لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی میری پھوپھی فاطمہ بنت عمرو جب بہت رونے لگی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روتی ہو ان پر تو فرشتوں نے سایہ کیا ہوا ہے۔

ایک دن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو مغموم دیکھ کر فرمایا کیا ہوا عرض کی والد ماجد شہید ہو گئے ہیں اور آل وعیال پر قرض کا بوجھ چھوڑ گئے

ہیں۔ فرمایا تجھے ایک خوشخبری سناؤں میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیوں نہیں فرمایا آپ نے فرمایا کسی سے بھی خدا نے کلام نہیں فرمایا مگر پس پردہ لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو زندہ کیا اور بالمشافہ اس سے کلام فرمایا اور کہا اے میرے بندے کوئی تمنا کر تیرے باپ نے کہا میری تمنا یہ ہے کہ زندہ ہو کر پھر تیرے راستے میں دوبارہ مارا جاؤں خدا نے فرمایا مرنے کے بعد دوبارہ واپسی نہیں۔
(ترمذی شریف)

حضرت عمرو بن الجموح:

اسی غزوہ میں حضرت عمرو بن الجموح بھی شہید ہوئے اور ان کی شہادت کا واقعہ بھی عجیب ہے ان کے پاؤں میں شدید لنگ تھی چار بیٹے تھے جو ہر غزوہ میں رسول خدا ﷺ کے ہمرکاب رہتے اُحد میں جاتے وقت ان سے کہا میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا بیٹوں نے کہا آپ معذور ہیں اللہ نے آپ کو رخصت دی ہے آپ گھر میں رہیں یہ رسول ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی میرے بیٹے مجھے جنگ میں شریک ہونے سے روکتے ہیں خدا کی قسم میں امید کرتا ہوں کہ میں اسی لنگ کے ساتھ جنت کی زمین کو روندوں گا۔ آپ نے فرمایا اللہ نے تمہیں معذور کیا ہے تم پر جہاد فرض نہیں اور ان کے بیٹوں سے فرمایا کیا حرج ہے اگر تم ان کو نہ روکو شاید اللہ ان کو شہادت نصیب فرمائے چنانچہ وہ جہاد کے لئے نکلے اور شہید ہو گئے۔ انہوں نے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَةً وَّلَا تَرُدَّنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ خَائِبًا۔ (الاستیعاب، ص ۵۰۴)

ترجمہ: اے اللہ مجھے شہادت کی موت دے اور گھر والوں کی طرف مجھے واپس نہ کر۔

اس غزوہ میں ان کے بیٹے خلاد بن عمرو بھی شہید ہوئے۔ عمرو بن الجموح

کی بیوی ہندہ جو عبداللہ بن حرام کی بہن تھی نے ارادہ کیا کہ تینوں یعنی اپنے بھائی عبداللہ بن حرام خاوند عمرو بن الجموح اور بیٹے خلاد بن عمرو کو ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینہ لے جائیں اور وہیں لے جا کر دفن کر دیں مگر جب مدینہ کا قصد کرتی ہیں تو اونٹ بیٹھ جاتا ہے اور جب اُحد کا رُخ کرتی ہیں تو اونٹ تیز چلنے لگتا ہے۔ ہندہ نے آ کر رسول خدا ﷺ کی بارگاہ میں سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا عمرو بن الجموع نے مدینے سے چلتے وقت کچھ کہا تھا۔ ہندہ نے ان کی دعا کا ذکر کیا آپ نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ اونٹ مدینہ کی طرف چلتا اور بیٹھ جاتا ہے اور یہ فرمایا۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ مِنْکُمْ مَنْ لَوْاَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی وہ ہیں کہ اللہ پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔

اور ان میں سے عمرو بن الجموح بھی ہے میں نے ان کو اسی لنگ کے ساتھ جنت میں چلتا ہوا دیکھا۔ (زرقانی، ج۲، ص۵۰)

حضرت خثیمہ:

حضرت خثیمہ کے بیٹے سعد غزوہ بدر میں شہید ہو چکے تھے۔ انہوں نے رسول خدا ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ مجھے افسوس ہے کہ میں غزوہ بدر میں شریک نہ ہوسکا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے شمولیت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے اپنے بیٹے سے قرعہ اندازی کی مگر یہ سعادت میرے بیٹے سعد کی قسمت میں تھی قرعہ اس کے نام کا نکلا اور اس کو شہادت نصیب ہوئی میں رہ گیا۔

آج شب میں نے اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھا ہے نہایت حسین و جمیل شکل میں جنت کے باغات اور نہروں کی سیر و تفریح کرتا پھرتا ہے اور مجھ سے یہ کہتا

ہے اے باپ تم بھی یہیں آ جاؤ۔ دونوں جنت میں ایک ساتھ رہیں گے۔ میرے پروردگار نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا میں نے اس کو برحق پایا۔ یارسول اللہ ﷺ اس وقت اپنے بیٹے کی مرافقت کا مشتاق ہوں بوڑھا ہو گیا ہوں ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں۔ اب تمنا ہے کہ کسی طرح اپنے رب سے جاملوں یارسول اللہ ﷺ دعا کیجئے خدا مجھے شہادت اور جنت میں سعد کی مرافقت نصیب فرمائے۔ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اور یہ غزوہ اُحد میں شہید ہو گئے۔ (زاد المعاد، ج ۲، ص ۹۴)

شہادت پانے والے پا گئے دل کی مرادوں کو
سبق حب نبی کا دے گئے عالی نہادوں کو
وہ منزل مل گئی لائی تھی جس کی جستجو ان کو
شہادت کے لہو نے کر دیا تھا سرخرو ان کو

یا والشہداء سے مراد عام مسلمان ہیں جو جہاد میں کافروں سے لڑتے ہوئے قتل ہو جائیں خدا ان کے بارے میں فرماتا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔

ترجمہ: جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیئے جائیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں۔

اس آیت کے تحت تفسیر مظہری نے لکھا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعْطِىْ لِاَرْوَاحِهِمْ قُوَّةَ الْاَجْسَادِ فَيَذْهَبُوْنَ مِنَ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْجَنَّةِ حَيْثُ يَشَاؤُنَ وَيَنْصُرُوْنَ اَوْلِيَاءَهُمْ وَيُدَمِّرُوْنَ اَعْدَاءَهُمْ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ الْحَيَاةِ لَا تَاْكُلُ الْاَرْضُ اَجْسَادَهُمْ وَلَا اَكْفَانَهُمْ وَقَالَ الْبَغْوِىُّ اِنَّ اَرْوَاحَهُمْ تَرْكَعُ وَتَسْجُدُ كُلَّ لَيْلَةٍ تَحْتَ الْعَرْشِ اِلٰى

يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (مظہری، ج ا، ص ۱۴۱)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو جسمانی طاقت عطا فرماتا ہے وہ زمین آسمان اور جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں۔ دشمنوں کو برباد کرتے ہیں۔ اگر اللہ چاہے ان کی اس زندگی کی وجہ سے زمین نہ تو ان کے بدن کو اور نہ کفن کو کھاتی ہے۔ اور علامہ بغوی نے کہا۔ ہر رات ان کی روحیں عرش کے نیچے رکوع و سجود کرتی ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ملک شام کے کسی شہر میں میاں بیوی رہتے تھے اور ان کا لڑکا کسی جنگ میں شہید ہو چکا تھا۔ ایک دفعہ انہوں نے دیکھا کہ ایک گھوڑ سوار آ رہا ہے جب قریب ہوا تو مرد نے اپنی بیوی سے کہا یہ تو ہمارا بیٹا ہے باپ نے پوچھا بیٹا کیا تو شہید نہ ہو گیا تھا کہا ہاں میں شہید ہو گیا تھا لیکن آج عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا۔ تمام شہیدوں نے خدا سے اجازت مانگی کہ ہم ان کے جنازے میں حاضر ہو جائیں۔ ہمیں اجازت مل گئی اور میں نے خدا سے والدین کو سلام کرنے کی اجازت مانگی جو مجھے مل گئی اس لئے آپ دونوں کو سلام کرنے حاضر ہو گیا۔ (شرح الصدور، ص ۹۳)

شہید اس دار فانی میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں
زمین پر چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں

حضرت مقدام بن معد یکرب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کے ہاں شہید کے لئے چھ انعام ہیں شہید کو اول مرتبہ یعنی خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی اس کو بخش دیا جاتا ہے۔ اس کا جنتی ٹھکانا اس کو دکھا دیا جاتا ہے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ وہ قیامت کی گھبراہٹ سے امن میں رہتا ہے۔

اس کے سر پر وقار کا ایک ایسا تاج رکھا جائے گا جس کے ایک یاقوت کی قیمت دنیا اور تمام دنیا کی چیزوں سے بہتر ہوگی اس کے نکاح میں ستر حوریں بڑی بڑی آنکھوں والی دی جائیں گی اور اس کے عزیزوں میں سے ستر آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۲۵۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی کیا جائے اور اللہ تعالیٰ خوف جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی کیا جائے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون جاری ہوگا خون کا رنگ تو خون کا سا ہوگا لیکن خوشبو کستوری کی ہوگی۔

(مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۲۵۱)

حضرت فضالہ بن عبید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر شخص کا عمل کرنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے مگر جو خدا کی راہ میں محافظت کرتا ہوا مرے اس کا عمل قیامت تک جاری رہتا ہے اور قبر کے فتنے سے امن میں رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۲۵۶)

ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک لشکر جہاد کے لئے بھیجا بعد میں ایک عورت نے حاضر ہو کر اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا فلاں فلاں آدمی لائے گئے اور میں اس وقت جنت میں تھی ان کے کپڑے میلے تھے ان کی گردن کی رگوں سے خون جاری تھا پھر ان کو ایک نہر میں غوطہ دیا گیا تو وہ چودھویں رات کے چاند ہو گئے۔ ان کو جنتی پھل کھلائے گئے اتنے میں لشکر سے خبر آئی کہ فلاں فلاں شہید ہو گئے اور یہ وہی بارہ آدمی تھے جن کو عورت نے خواب میں دیکھا تھا۔ (ابن حبان، ج ۷، ص ۶۱۸، مسند امام احمد، ج ۳، ص ۱۳۵)

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک اعرابی کے خیمے

کے قریب سے گزرے جو اپنے ساتھیوں سمیت جہاد کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس اعرابی نے اپنے خیمے کا ایک کنارہ اٹھا کر حضور ﷺ کو صحابہ کے ساتھ جاتے دیکھا پوچھا یہ کون ہیں کہا گیا یہ رسول خدا ﷺ ہیں اپنے صحابہ کے ساتھ جہاد کے لئے جا رہے ہیں۔ پوچھا ان کو دنیا کا مال بھی ملتا ہے کہا گیا ہاں مال غنیمت ملتا ہے جو تقسیم کرلیا جاتا ہے وہ اعرابی اپنے اونٹ کو لے کر حضور ﷺ کے ساتھ ہولیا وہ اپنا اونٹ حضور ﷺ کے قریب کرنے کی کوشش کرتا لیکن صحابہ اسے دور کر دیتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو خدا کی قسم یہ جنتی بادشاہوں میں سے ہے پس وہ دشمن سے لڑ کر شہید ہو گیا۔ حضور ﷺ کو خبر دی گئی حضور ﷺ آئے اور خوش ہو کر اس کے سرہانے بیٹھ گئے پھر اس سے منہ پھیر لیا صحابہ نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا میرے خوش ہونے کا سبب یہ تھا کہ خدا نے اس کی روح پر بڑا کرم فرمایا اور اس سے اعراض کی وجہ یہ تھی کہ اس کی جنتی بیوی اس کے پاس آ گئی تھی۔

(الترغیب والترہیب، ج ۲، ص ۳۲۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

ترجمہ: جب صور میں پھونکا جائے گا جو زمین و آسمانوں میں ہیں بے ہوش ہو جائیں گے سوائے ان کے جن کو اللہ چاہے گا۔

جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا یہ شہید ہوں گے جن پر بے ہوشی طاری نہ ہو گی۔ اللہ ان کو اس حال میں اٹھائے گا۔ انہوں نے اپنی تلواریں لٹکائی ہوں گی اور عرش کے اردگرد ہوں گے۔ فرشتے ان کے پاس سفید یاقوت کی اونٹنیاں لے

کر آئیں گے ان کے کجاوے سونے کے ہوں گے اور ان پر سندس استبرق اور ریشم کے کپڑے ہوں گے اور لوگوں کی حد نگاہ تک وہ اونٹنیاں نظر آئیں گی پھر وہ شہید جنت میں جنتی گھوڑوں پر سیر کریں گے۔ پھر کہیں گے آؤ دیکھیں خدا اپنی مخلوق کا کیسے فیصلہ فرماتا ہے۔ اللہ ان سے راضی ہو جائے گا اور جس سے خدا راضی ہو جائے اسے عذاب نہ دیا جائے گا۔ (النھایہ، ج ۲، ص ۳۸۸)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ حضرت حسن کے اردگرد لوگ بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا جس کی آنکھیں سبز تھیں۔ حضرت حسن نے اس سے کہا آنکھوں کا یہ رنگ پیدائشی ہے یا یہ بیماری کی وجہ سے ہے۔ اس نے کہا اے ابوسعید کیا تم نے پہچانا نہیں پوچھا تم کون ہو اس نے اپنا نام بتایا پھر سب نے پہچان لیا۔ پوچھا یہ قصہ کیا ہے کہا میں کشتی میں سوار ہو کر یمن کی طرف گیا طوفانی ہوا آئی ہماری کشتی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی۔ میں ایک تختے پر بیٹھ کر ایک ساحل پر پہنچا میں چار مہینے پریشان رہا اس عرصے میں درختوں کے پتے اور زمین کی گھاس کھا کر گزر اوقات کرتا رہا اور چشموں کا پانی پیتا رہا پھر میں نے ایک طرف کو چلنا شروع کیا۔ اس نیت سے کہ یا تو ہلاک ہو جاؤں گا یا نجات پا جاؤں گا میں نے ایک محل دیکھا اس کا دروازہ کھٹکھٹایا اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ اندر طاق بنے ہوئے ہیں اور ہر طاق میں ایک موتی کا صندوق ہے ہر صندوق مقفل ہے قریب ہی اس کی کنجی ہے میں نے ایک صندوق کھولا تو دیکھا پاکیزہ خوشبو آرہی ہے اور ریشمی کپڑے میں ایک انسان لپٹا ہوا ہے اور ہر صندوق ایسا ہی تھا میں نے ایک جسم کو حرکت دی تو وہ میت تھی۔ میں نے ان صندوقوں کو بند کر دیا اور اس محل سے باہر آ گیا اور محل کا دروازہ بند کر دیا اور وہاں سے چلا تو راستے میں دو گھوڑ سوار ملے جو بڑے حسین و جمیل تھے۔ انہوں نے میرا قصہ مجھ سے پوچھا میں نے بیان

کر دیا انہوں نے کہا یہاں سے سیدھا چلا جا ایک درخت کے نیچے ایک خوبصورت شخص نماز پڑھ رہا ہوگا تو اپنا واقعہ اس سے بیان کرنا وہ تیری رہنمائی کرے گا چنانچہ آگے گیا تو ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا انہوں نے میرا قصہ سنا تو گھبرائے جب میں نے محل کی بات کی تو کہا تو نے صندوقوں کے ساتھ کیا کیا میں نے کہا میں نے ان کو بند کر دیا اور دروازے بھی بند کر دیئے پھر ان کی گھبراہٹ دور ہوگئی اور کہا بیٹھ جاؤ ایک بادل گزرا اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ انہوں نے کہا کہاں کا ارادہ ہے اس بادل نے کہا فلاں جگہ جا رہا ہوں۔ اسی طرح بادل کے بعد بادل گزرتے رہے یہاں تک کہ ایک بادل آیا اس سے پوچھا تو اس نے کہا میں بصرہ جا رہا ہوں اس بزرگ نے کہا نیچے اتر آؤ وہ اتر آیا کہا اس شخص کو اس کی منزل تک لے جاؤ جب میں بادل پر سوار ہو گیا تو میں نے اس بزرگ سے پوچھا اس خدا کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں جس نے آپ کو یہ عزت دی ہے کہ وہ محل کیسا ہے اور دو گھوڑ سوار کون تھے اور آپ کون ہیں فرمایا اس محل میں صندوقوں میں وہ لوگ ہیں جو سمندر میں شہید ہو جاتے ہیں اللہ نے کچھ فرشتوں کو مقرر کیا ہے جو ان کو سمندر سے اُٹھا کر اس محل میں صندوقوں میں بند کر دیتے ہیں اور ریشمی کفنوں میں لپیٹ دیتے ہیں اور وہ دو گھوڑ سوار خدا کے دو فرشتے ہیں جو ان شہیدوں کو صبح و شام سلام کرنے آتے ہیں اور میں خضر ہوں اور میں نے خدا سے دعا مانگی ہے کہ میرا حشر تمہارے نبی کی امت کے ساتھ ہو پھر اس آدمی نے کہا جب میں بادل پر سوار ہوا تو مجھے بڑی گھبراہٹ ہوئی اور میں اس طرح کا ہو گیا جیسا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو۔ (شرح الصدور، ص ۱۰۹)

حضرت شداد بن الهادی سے روایت ہے کہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

بارگاہ میں آ کر مسلمان ہوا اور آپ کی اتباع کی اور آپ کے ساتھ ہجرت کی غزوہ خیبر یا حنین کے موقع پر مال غنیمت تقسیم کیا گیا اور حضور ﷺ نے اس اعرابی کا حصہ صحابہ کے سپرد کر دیا کیونکہ وہ ان کے اونٹ چرا رہا تھا۔ صحابہ نے جب اس اعرابی کو اس کے حصے کا مالِ غنیمت دیا تو پوچھنے لگا یہ مال کیسا ہے کہا گیا خدا اور اس کے رسول کی طرف سے ہے وہ اعرابی مال لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں مال کے لئے مسلمان نہیں ہوا میں تو اس لئے مسلمان ہوا ہوں کہ مجھے یہاں تیر لگے اور اشارہ کیا اپنے گلے کی طرف اور میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو خدا تعالیٰ تیری مراد پوری کر دے گا تھوڑی مدت کے بعد اس کا مقابلہ دشمن کے ساتھ ہوا اس کے گلے پر آ کر تیر لگا اور وہ شہید ہو گیا۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں لایا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ وہی ہے صحابہ نے عرض کی ہاں پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے جبہ میں اس کو کفن دیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور خدا کی بارگاہ میں دعا مانگی یا اللہ یہ تیرا بندہ ہے تیرے راستے میں اس نے ہجرت کی اور شہادت کی موت آئی اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔ (مصنف عبدالرزاق، ج ۵، ص ۲۷۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے دریافت فرمایا تم شہید کسے سمجھتے ہو۔ انہوں نے عرض کی جو خدا کے راستے میں قتل ہو جائے فرمایا پھر تو میری امت میں شہید بہت کم ہوں گے فرمایا خدا کی راہ میں قتل ہونا شہادت ہے پیٹ کی حالت میں مرنا شہادت ہے پانی میں ڈوب کر مرنا شہادت ہے طاعون کی بیماری میں مرنا شہادت ہے ایک حدیث میں ہے۔

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔ (سنن کبریٰ، ج ۸، ص ۱۸۷)

ترجمہ: جو مال کی حفاظت کرتے ہوئے مر جائے وہ شہید ہے جو اپنے اہل کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو وہ شہید ہے اور جو اپنی جان کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے۔

ایک روایت میں ہے جو ہمیشہ باوضو رہتا ہے وہ اس حال میں مر جائے تو وہ بھی شہید ہے خلوص نیت سے شہادت کی دعا کرنے والا شہید ہے۔ طلب علم میں فوت ہونے والا شہید ہے۔ (الترغیب، ج۱، ص ۹۷)

اب تک تین ہستیوں کا ذکر ہوا ہے نبی، صدیق اور شہید اور ایک حدیث میں ہے کہ خدا نے جنت میں ایک موتی کا مکان بنایا ہے جس میں ستر ہزار محل ہیں ہر محل میں ستر ہزار مکان ہیں ہر مکان میں ستر ہزار کمرے میں یہ مکان نبی، صدیق، شہید اور عادل حاکم کے لئے ہیں۔ (شعب الایمان، ج ۵، ص ۴۱۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک وادی ہے سفید کستوری کی جب جمعہ کا دن ہوگا تو خدا تعالیٰ اپنی کرسی سے نزول اجلال فرمائے گا پھر کرسی نور کے منبروں کو ڈھانپ لے گی اور انبیاء علیہم السلام ان منبروں پر تشریف فرما ہوں گے پھر وہ منبر سونے کی کرسیوں کو ڈھانپ لیں گے پھر صدیق اور شہید آ کر ان کرسیوں پر بیٹھ جائیں گے پھر باقی اہل جنت آ کر کستوری کے ٹیلوں پر بیٹھ جائیں گے۔ پھر اللہ ان سب کو اپنے دیدار سے مشرف فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں وہ ہوں جس نے تم سے سچ فرمایا اور تم پر اپنی نعمت مکمل فرمائی۔ (النھایہ، ج ۲، ص ۳۵۸)

حضرت قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا آپ نے فرمایا جنت عدن میں ایک محل ہے جس کے پانچ سو دروازے ہیں اور ہر دروازے پر پانچ ہزار حوریں ہیں جن کی آنکھیں موٹی ہوں گی اس محل میں نبی داخل ہوگا پھر آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور

فرمایا اے قبر والے تجھے مبارک ہو یا صدیق داخل ہوگا پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابوبکر تجھے مبارک ہو یا شہید داخل ہوگا۔ پھر اپنی ذات کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے عمر تجھے شہادت کیسے ملے گی پھر فرمایا جس اللہ تعالیٰ نے مجھے مکہ سے نکال کر مدینہ کی ہجرت کی توفیق دی وہ اس بات پر قادر ہے کہ مجھے شہادت کی موت دے۔ (کنز العمال، ج ۱۴، ص ۶۴۴)

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

والصالحین سے مراد باقی سارے صحابہ یعنی مہاجرین اور انصار۔

مہاجرین اور انصار:

خدا فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور جنہوں نے ٹھکانا دیا اور مدد کی وہ سچے مومن ہیں ان کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار سے دو صفیں بنانے کو کہا پھر آپ نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کا ہاتھ پکڑا اور دونوں صفوں کے درمیان چلے اور مسکرائے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسکرانے کی وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا بے شک جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ ساتوں آسمان کے فرشتوں کے سامنے اللہ تعالیٰ نے مہاجرین اور

انصار پر فخر فرمایا اور اے علی اور عباس (رضی اللہ عنہم) تم دونوں پر خدا نے ان فرشتوں کے سامنے فخر کیا جنہوں نے اللہ کا عرش اُٹھا رکھا ہے۔

(کنز العمال، ج ۱۱، ص ۵۳۸، تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۳۲۸)

مہاجرین:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو کہ جنت میں سب سے پہلے کون داخل ہوگا وہ فقرائے مہاجرین ہیں جو قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آئیں گے اور دروازہ کھلوائیں گے۔ خازن جنت ان سے کہے گا تمہارا حساب ہو گیا وہ کہیں گے کس چیز کا حساب دیں ہماری تلواریں خدا کے راستے میں ہمارے کندھے پر رہیں حتیٰ کہ ہم وفات پا گئے پس ان کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور یہ لوگ چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (کنز العمال، ج ۱۲، ص ۲۰)

ایک حدیث میں ہے کہ مہاجرین جنت کے دروازے پر آئیں گے اور جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے خازن ان سے کہے گا تم کون ہو وہ کہیں گے ہم مہاجرین ہیں ان سے کہا جائے گا تمہارا حساب ہو گیا ہے وہ اپنے گھٹنے کے بل ہو کر خدا کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔ اے خدا ہمارا یہ حساب ہو گا کہ ہم نے مال اور اہل و عیال چھوڑے خدا ان کو سونے کے پر عطا کرے گا جن میں زبرجد اور یاقوت جڑے ہوں گے اور وہ ان سے اڑ کر اپنے جنتی ٹھکانوں میں پہنچ جائیں گے اور وہ اپنے جنتی مکانوں کو دنیا کی نسبت زیادہ پہچانیں گے۔ (کنز العمال، ج ۱۲، ص ۲۱)

ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک قوم آئے گی جس کا نور آفتاب کی مانند ہوگا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا وہ ہم ہوں گے فرمایا نہیں تمہارے لئے خیر کثیر ہے یہ وہ فقرائے مہاجرین ہوں گے جو زمین کے مختلف

حصوں سے اکٹھے ہوں گے۔ (کنز العمال، ج ۶، ص ۴۸۱)

انصار:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار کا ایک قبیلہ تھا جس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب بھی کبھی ان میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر بارش ہوتی تھی ایک مرتبہ ان کا ایک غلام فوت ہوا لوگوں نے کہا دیکھو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجے میں اس کی قبر پر بارش ہوتی ہے یا نہیں کیونکہ کسی قوم کا غلام اس میں سے ہوتا ہے۔ پس اسے جب دفن کیا گیا تو اس کی قبر پر بھی بارش ہوئی۔ (کنز العمال، ج ۱۴، ص ۶۵)

میسر تھی امام الانبیاء کی اقتدا ان کو
رسولوں کی تمناؤں کا حاصل مل گیا ان کو

یا والصالحین سے مراد وہ اولیاء کرام ہیں جو شریعت کی پابندی کرتے ہیں مثلاً

حضرت عمرو بن قیس:

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عمرو بن قیس سے قرأت سیکھی انہوں نے مجھے فرائض کی تعلیم دی میں جب بازار میں آپ کو تلاش کرنے نکلتا تو آپ گھر میں قرأت قرآن میں مشغول ہوتے جب کبھی گھر میں نہ ملتے تو کوفہ کی کسی مسجد میں قیام کی حالت میں رو رہے ہوتے اور بعض اوقات کسی قبرستان میں گریہ وزاری میں مصروف ملتے جب ان کا انتقال ہوا تو تمام اہل کوفہ نے اپنے دروازے بند کر دیئے اور ان کے جنازے میں شریک ہوئے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ میری نماز جنازہ ابو حیان پڑھائیں پس ابو حیان نے چار تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھائی لوگوں نے ایک آواز سنی کہ محسن عمرو بن قیس آرہا

ہے لوگوں نے اچانک دیکھا کہ سارا میدان سفید پرندوں سے بھر گیا لوگ ان حسین وجمیل پرندوں کو دیکھ کر خوش ہوئے اور تعجب کرنے لگے ابو حیان نے کہا تعجب نہ کرو یہ فرشتے ہیں جو عمرو بن قیس کی نماز جنازہ کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

(حلیلۃ الاولیاء، ج۵،ص ۱۰۱)

حضرت بشر حافی:

قاسم بن منبہ فرماتے ہیں کہ میں نے بشر حافی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا فرمایا خدا نے مجھے بخش دیا ہے اور فرمایا میں نے قیامت تک کے تیرے محبوں کو بخش دیا۔ احمد دورقی کہتے ہیں کہ میرا ایک ہمسایہ مر گیا میں نے خواب میں اس پر دو حلے دیکھے وجہ پوچھی تو اس نے کہا بشر حافی ہمارے قبرستان میں دفن ہوا۔ ان کی برکت سے ہر صاحب قبر کو دو حلے عنایت ہوئے۔ (شرح الصدور، ص ۱۲۱، ۱۲۰)

حضرت یزید بن ہارون:

حضرت یزید بن ہارون نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کیا آپ کے پاس نکیرین آئے تھے فرمایا ہاں آئے تھے اور انہوں نے مجھ سے سوال کیا۔ مَنْ رَّبُّکَ مَا دِیْنُکَ مَنْ نَبِیُّکَ تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے تیرا نبی کون ہے میں نے کہا مجھ جیسے آدمی سے سوال کرتے ہو جو ساری زندگی لوگوں کو ان سوالوں کے جواب سکھاتا رہا۔ انہوں نے کہا تو نے سچ کہا ہے۔ دلہن کی طرح سو جا تجھ پر کوئی خوف نہیں۔ (تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۳۴۷)

آپ کو ایک آدمی نے خواب میں دیکھا اور کہا آپ کی وفات نہیں ہوگئی تھی۔

قَالَ اَنَا فِیْ قَبْرِیْ، قَبْرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ۔

(تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۳۴۷)

میں قبر میں ہوں اور میری قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی:

آپ جب نماز پڑھتے تو غیب سے آواز آتی مانگو کیا مانگتے ہو عرض کرتے تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں۔ جواب آتا تسلی رکھو تمہاری دعا قبول کی کچھ اور مانگو عرض کرتے امت مصطفٰے کی مغفرت فرما دے۔ آواز آئی میں نے تیری دعا پر تیس ہزار مسلمان بخش دیئے۔ آپ ہر نماز کے بعد دعا مانگتے تو اتنے لوگوں کی بخشش کی بشارت ملتی۔ (سید الاقطاب، ص ۹۴)

حضرت عبدالواحد بن زید:

حضرت عبدالواحد بن زید نے تین راتیں خدا کی بارگاہ میں عرض کی جو جنت میں میرا ساتھی ہوگا مجھے دنیا میں دکھایا جائے خدا نے آپ کے دل پر الہام کیا۔ میمونہ سودا، جنت میں تیرا ساتھی ہے عرض کیا کہاں رہتی ہے۔ فرمایا کوفہ میں انہوں نے کوفہ میں جا کر لوگوں سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا وہ مجنونہ ہے ہماری بکریاں چراتی ہے۔ انہوں نے پتہ پوچھا لوگوں نے بتا دیا یہ وہاں گئے تو دیکھا کہ نماز پڑھ رہی ہے اور سامنے ایک پانی کا برتن ہے اور بکریاں بھیڑیوں کے ساتھ ہیں نہ بکریوں کو بھیڑیئے کھاتے ہیں اور نہ بھیڑیوں سے بکریاں ڈرتی ہیں۔ جب میمونہ نے عبدالواحد کو دیکھا تو نماز میں اختصار کیا پھر کہا اے عبدالواحد واپس چلا جا ملاقات کی یہ جگہ نہیں بلکہ جنت ہے انہوں نے پوچھا تجھے کیسے پتہ چلا

کہ میں عبدالواحد ہوں میمونہ نے کہا روحیں خدا کا جمع شدہ لشکر ہیں جن کا عالم ارواح میں تعارف ہوتا ہے وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے کو جان لیتے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء، ج ۴، ص ۱۵۸)

یا صالحین جمع ہے صالح کی اور یہ لفظ صلاحیت سے بنا ہے بمعنی قابلیت اب صالحین کا معنیٰ ہو گیا۔ خدا کے وہ برگزیدہ بندے جو قرب خداوندی کی صلاحیت و قابلیت رکھتے ہیں مثلاً:

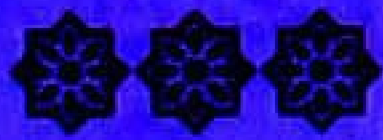
ایک مرتبہ عبدالرحمٰن طفسونجی نے دوران وعظ اپنے بلند مرتبہ کا ذکر کیا وہاں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید تھے جن کا نام ابوالحسن علی بن احمد تھا۔ اس نے اپنی گدڑی اتار پھینکی اور شیخ عبدالرحمٰن سے کہا آؤ میرے ساتھ مقابلہ کر لو۔ اس پر شیخ عبدالرحمٰن خاموش ہو گئے اور اپنے مریدین سے کہا اس شخص کا ہر بال عنایت الٰہیہ سے معمور ہے۔ پھر ان سے پوچھا تمہارا شیخ کون ہے اس نے جواب دیا شیخ عبدالقادر جیلانی اس پر شیخ عبدالرحمٰن نے کہا زمین پر تو میں نے ان کا ذکر سنا ہے مگر درکات قدرت میں جو چالیس سال سے میرا مقام ہے۔ شیخ عبدالقادر کو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ پھر آپ نے چند مریدوں کو حکم دیا کہ بغداد جاؤ اور حضرت عبدالقادر سے پوچھو کہ میں چالیس سال سے مقام درکات قدرت میں ہوں مگر وہاں آپ کو کبھی دیکھا نہیں ادھر غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں سے کہا طفسونج جاؤ راستے میں تمہیں شیخ عبدالرحمٰن کے مرید ملیں گے انہیں واپس لے جانا اور شیخ کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ آپ درکات قدرت کے مقام میں ہیں جو اس مقام میں ہو وہ مقام الحضرت والے کو نہیں دیکھ سکتا اور جو مقام الحضرت میں ہو وہ مقام مخدع والے کو نہیں دیکھ سکتا۔

وَاَنَا فِی الْمُخْدَعِ اَدْخُلُ وَاَخْرُجُ مِنْ بَابِ السِّرِّ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَانِیْ۔

اور میرا مقام مخدع ہے جہاں مخفی دروازے سے میرا آنا جانا ہوتا ہے مجھے آپ کیسے دیکھ سکتے ہیں۔

مزید تسلی کیلئے ایک نشانی بتاتا ہوں جس سے آپ کو میرے مرتبے کا اندازہ ہو جائے گا۔ آپ کو فلاں رات خلعت رضا عطا کی گئی اور فلاں رات بارہ اولیاء کرام کی موجودگی میں سبز رنگ کی منقش خلعت ولایت دی گئی یہ خلعتیں میرے ہاتھ سے آپ تک پہنچی تھیں۔ شیخ عبدالرحمٰن نے یہ یہ پیغام سنتے ہی کہا صَدَقَ الشَّیْخُ عَبْدُالْقَادِرُ سُلْطَانُ الْوَقْتِ۔ وقت کے سلطان شیخ عبدالقادر نے سچ فرمایا ہے۔

غوث قطب ارے اریرے عاشق جان اگیرے ہو
جیہڑی منزل عاشق پہنچے اوتھے غوث نہ پوندے پھیرے ہو
عاشق وِچہ وصالِ دے رہندے جتاں لا مکان ڈیرے ہو
میں قربان تنہاں توں باہو جناں ذاتو ذات بسیرے ہو



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

علامات محبت

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۔

ترجمہ: تم فرما دو اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور تمہارا وہ مال جو تم کماتے ہو اور تمہارا کاروبار جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور تمہارے مکانات جو تمہیں پسند ہیں اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ پیارے ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ کا امر (عذاب) آئے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (بخاری)

ترجمہ: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سوائے میری جان کے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز

نہ جانے۔ عرض کی قسم ہے مجھے اس خدا کی جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے۔ آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اَلْاٰنَ یَا عُمَرُ اے عمر (رضی اللہ عنہ) اب تمہارا ایمان کامل ہوا ہے۔

(شفا شریف، ج۲، ص۱۵)

ایک اور حدیث میں یوں فرمایا ہے۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ نَفْسِهٖ وَاَهْلِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَ عِتْرَتِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ عِتْرَتِهٖ وَذُرِّیَّتِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ۔

(کنزالعمال، ج۱، ص۳۴)

ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں جب تک میں اسے اس کی جان سے عزیز تر نہ ہو جاؤں میری اہل اسی کی اہل سے میری عزت اس کی عزت سے میری اولاد اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

خدا کے ماننے والا مسلمان ہو نہیں سکتا
بجز حب نبی کامل ایماں ہو نہیں سکتا

ترجمہ: ایک آدمی حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ فرمایا تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ عرض کی میں نے اس کے لئے کوئی زیادہ نماز روزے اور صدقات سے تیاری نہیں کی بلکہ وَلٰکِنِّیْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔ (بخاری)

میں خدا اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں فرمایا تو اس کے ساتھ ہے جو تجھے محبوب ہے۔

اب وہ علامات بیان کی جاتی ہیں جن سے رسول خدا ﷺ کی محبت کامل ہو جاتی ہے۔

علامات نمبر 1

اطاعت۔آیات قرآن

آیت نمبر 1:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ ○

ترجمہ: ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اللہ کے فرمانے سے اس کی اطاعت کی جائے۔

آیت نمبر 2:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور حاکموں کی اطاعت کرو۔

آیت نمبر 3:

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ○

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ بڑی مراد کو پا گیا۔

آیت نمبر 4:

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔

ترجمہ: اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے وہ ان کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے انعام کیا وہ نبی صدیق شہید اور صالح لوگ ہیں اور اچھی ہے ان کی رفاقت۔

آیت نمبر 5:

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ○

ترجمہ: اور جو دے رسول تم کو وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ

احادیث

حدیث نمبر 1:

مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ۔

(ابن ماجہ، ص۲)

ترجمہ: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کا حکم نہ مانا۔

حدیث نمبر 2:

کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اِلَّامَنْ اَبٰی قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَنْ یَّاْبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی۔

ترجمہ: میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! انکار کون کرتا ہے۔ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگیا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

محمدؐ کی محبت ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

حدیث نمبر 3:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیند کی حالت میں چند فرشتے آئے فرشتوں نے کہا تمہارے ان صاحب کی ایک مثال ہے اس مثال کو بیان کرو۔ بعض فرشتوں نے کہا آپ تو سوئے ہوئے ہیں بعض

نے کہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے۔

دل پاک بیدار اور چشم خفتہ
نرالا تھا عالم میں سونا تمہارا

فرشتوں نے کہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے ایک مکان بنا کر اس میں عام دعوت کے لئے دستر خوان بچھایا اور کھانا چنا اور ایک بلانے والے کو بھیجا بس جس نے بلانے والے کا کہا مانا گھر میں داخل ہوا کھانا کھایا اور جس نے بلانے والے کا کہا نہ مانا نہ گھر میں داخل ہوا اور نہ دستر خوان سے کھایا پھر فرشتوں نے کہا اس کی تفسیر آپ کے لئے بیان کرو تا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سمجھ لیں کسی فرشتے نے کہا آپ تو سو رہے ہیں اور کسی نے کہا آپ کی آنکھ سوتی ہے اور دل بیدار رہتا ہے۔ تب فرشتوں نے بیان کیا کہ وہ مکان جنت ہے اور بلانے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰی مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ

ترجمہ: پس جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

(مشکوٰۃ، ص ۲۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت اور جنت کی جملہ نعمتیں پیدا کرنے والا خدا ہے اور جنت کو آباد کرنے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ
بنائے خدا اور بسائے محمدؐ
تماشہ تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش
جلائے خدا اور بجھائے محمدؐ

حدیث نمبر 4:

محیصہ اور حویصہ دو بھائی تھے۔ محیصہ مسلمان ہو چکا تھا لیکن حویصہ ابھی مسلمان نہ ہوا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم میں سے جو کوئی کسی یہودی پر قابو پائے اسے قتل کر دے۔ ایک یہودی تاجر تھا جس کا نام ابن سنینہ تھا یہ ان دونوں بھائیوں کی امداد کیا کرتا تھا جس سے ان کی تنگیء معاش دور ہوتی تھی۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد سن کر محیصہ نے اس یہودی کو قتل کر دیا۔ جب حویصہ کو پتہ چلا تو اس نے اپنے چھوٹے بھائی محیصہ کو مارنا شروع کیا اور کہا اے دشمن خدا تم نے اس محسن کو قتل کر دیا تھا جس کے مال سے تیرے پیٹ میں چربی پیدا ہوئی۔ اس پر محیصہ نے کہا میں نے اس کے حکم سے اس یہودی کو قتل کیا ہے کہ اگر وہ مجھے یہ حکم دیتا کہ میں تجھے قتل کر دوں تو میں یہ کام بھی کر گزرتا اس پر حویصہ نے محیصہ سے کہا اگر محمد (ﷺ) تجھے میرے قتل کا حکم کرتے تو کیا واقعی تو مجھے قتل کر ڈالتا۔ محیصہ نے کہا خدا کی قسم! واقعی میں ایسا کر ڈالتا۔ حویصہ نے کہا تعجب کی بات ہے کہ تیرا دین اس حد تک پہنچ گیا ہے پھر اسی دن حویصہ بھی مسلمان ہو گیا۔ (دلائل النبوۃ، ج ۲، ص ۲۰۰)

حدیث نمبر 5:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احزاب میں ایک رات آندھی اس قدر شدت سے آئی کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنی آئی اور نہ اس کے بعد اندھیرا اس قدر تھا کہ اپنا ہاتھ بھی نظر نہ آتا تھا اور ہوا اتنی سخت تھی کہ اس کا شور بجلی کی طرح گرج رہا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے حالات کی تحقیق شروع کی اتنے میں آپ میرے پاس سے گزرے اس وقت میرے پاس نہ دشمن سے بچاؤ کے لئے کوئی ہتھیار تھا نہ سردی سے بچاؤ کے لئے کوئی کپڑا۔ صرف ایک چھوٹی سی

چادر تھی جو میری بیوی کی تھی میں اس کو اوڑھے ہوئے زمین سے چمٹا بیٹھا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا حذیفہ۔ مگر مجھ سے سردی کے مارے اٹھا نہ گیا اور شرم کے مارے زمین سے چمٹ گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اٹھ کھڑے ہو اور دشمن کے جتھے میں جا کر ان کی خبر لاؤ کہ کیا ہو رہا ہے میں اس وقت گھبراہٹ اور خوف کی وجہ سے خستہ حال تھا مگر تعمیل ارشاد کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور فوراً چلا گیا جب میں جانے لگا تو آپ ﷺ نے میرے لئے یہ دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ احْفِظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ تَحْتِهٖ وَمِنْ فَوْقِهٖ ○

ترجمہ: یا اللہ! اس کی حفاظت فرما سامنے سے پیچھے سے دائیں سے اور بائیں سے نیچے سے اور اوپر سے۔

حضور اکرم ﷺ کی اس دعا سے میرا خوف اور سردی دور ہو گئی۔ اور ہر قدم پر یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا میں گرم حمام میں چل رہا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے چلتے وقت فرمایا تھا کہ وہاں کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرنا میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ آگ جل رہی ہے اور لوگ سینک رہے ہیں۔ اتنے میں آوازیں آنی شروع ہوئیں کہ واپس چلو واپس چلو ہوا کی تیزی کی وجہ سے چاروں طرف سے پتھر ان کے خیموں پر برس رہے تھے۔ خیموں کی رسیاں ٹوٹتی جاتی تھیں اور جانور ہلاک ہو رہے تھے۔ ابو سفیان جو اس وقت مشرکین کا سردار تھا آگ سینک رہا تھا میں نے چاہا کہ اس کو نمٹاتا چلوں لیکن نبی کریم ﷺ کا ارشاد یاد آ گیا کہ کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کرنی۔ مشرکین کو شبہ ہو گیا کہ ہم میں کوئی جاسوس گھس آیا ہے انہوں نے کہا کہ آپس میں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لو میں نے جلدی سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں فلاں ہوں۔ میں وہاں سے واپس ہوا راستے

میں مجھے بیس سوار عمامے باندھے ملے۔ انہوں نے کہا اپنے آقا سے کہنا اللہ نے دشمنوں کا انتظام کر دیا ہے۔ بے فکر رہیں میں واپس پہنچا تو حضور اکرم ﷺ ایک چھوٹی سی چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے میں نے دشمنوں کے سارے حالات بیان کیے۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھے اپنے پاؤں کے قریب لٹا لیا اور اپنی چادر کا کچھ حصہ مجھ پر ڈال دیا میں نے اپنے سینے کو حضور اکرم ﷺ کے قدموں کے تلووں سے چمٹا لیا۔ (درمنثور)

حدیث نمبر 6:

حضرت ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن حضور اکرم ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے تو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ ابھی مسجد سے باہر ہی تھے۔ آپ ﷺ نے جب نبی کریم ﷺ کا فرمان سنا تو وہیں مسجد کے باہر ہی بیٹھ گئے۔ جب حضور اکرم ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو عبداللہ بن رواحہ سے فرمایا: زَادَكَ اللّٰهُ طَاعَةً اللہ تیرے جذبہ اطاعت میں اضافہ فرمائے۔ (مصنف عبدالرزاق، ج ۳، ص ۲۱۱)

جو لوگ نبی کریم صل ﷺ کا حکم نہیں مانتے آپ کی اطاعت سے روگردانی کرتے ہیں ان کا انجام یہ ہوتا ہے کہ خدا فرماتا ہے:

آیت نمبر 1:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔

ترجمہ: اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مومنوں کے راستے کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا۔

آیت نمبر 2:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

ترجمہ: ڈرتے رہیں وہ لوگ جو آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہیں انہیں فتنہ میں مبتلا نہ کر دیا جائے یا انہیں دردناک عذاب میں گرفتار کر دیا جائے۔

آیت نمبر 3:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل ہوئے جیسے ان سے پہلے لوگ ذلیل ہوئے تھے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ۔

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب ذلیل ہیں۔

احادیث

حدیث نمبر 1

ہشام بن حجیر سے روایت ہے کہ طاؤس عصر کی نماز کے بعد دوگانہ پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے ان کو فرمایا کہ یہ دوگانہ ترک کر دو اس پر طاؤس نے کہا کہ ممانعت ان دو رکعتوں کی اس لئے ہے کہ کہیں لوگ غروب آفتاب تک نفل پڑھنے کا انہیں ذریعہ نہ بنا لیں یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ تمہیں ان دو رکعتوں کے پڑھنے پر عذاب دیا جائے گا یا اجر

ملے گا جب خدا کا ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ۔

ترجمہ: کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کا یہ کام نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرما دیں تو اس کے بعد بھی ان کو کوئی اختیار باقی رہے۔

(المستدرک، ج ا، ص ۱۱۰)

حدیث نمبر 2:

علامہ بدر الدین عینی نے لکھا ہے کہ دو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے جھگڑے کا فیصلہ کرانے کے لئے حاضر خدمت ہوئے جو حق پر تھا۔ آپ نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا جس کے خلاف ہوا اس نے کہا میں اس پر راضی نہیں تو اس کے ساتھی نے کہا پھر تم کیا چاہتے ہو اس نے کہا ہم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں گے دونوں وہاں گئے جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا جھگڑے کا فیصلہ کرانے ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ نے میرے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا فیصلہ وہی رہے گا جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس کے ساتھی نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور کہا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس چلو۔ وہاں گئے جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا ہم نے مقدمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے اس کے خلاف میرے حق میں فیصلہ دے دیا اس نے تسلیم نہیں کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے پوچھا اس نے کہا ہاں اسی طرح ہوا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اندر گئے اور ننگی تلوار لے کر باہر آئے اور اس شخص کی گردن اڑا دی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا تھا۔

خداتعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔

(عمدۃ القاری، ج۶، ص ۱۸)

ترجمہ: تیرے رب کی قسم وہ لوگ مومن نہیں جب تک کہ اپنے جھگڑوں میں تجھے حاکم تسلیم نہ کرلیں۔

خداتعالیٰ اپنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرنے والوں کا انجام یہاں فرماتا ہے کہ:

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَ۔

ترجمہ: جس دن وہ اوندھے منہ آگ میں ڈالے جائیں گے تو وہ کہیں گے کہ کاش ہم اللہ کی اطاعت کرتے اور رسول کی اطاعت کرتے۔

علامت نمبر 2۔۔''اتباع''

حدیث نمبر 1:

حضرت حفص بن عاصم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم عبداللہ بن عمر کے ساتھ سفر میں تھے انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی پھر ہم ان کے ساتھ چل دیئے وہ بھی چل پڑے اب انہوں نے منہ موڑ کر دیکھا تو لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔آپ تعجب سے پوچھنے لگے یہ لوگ کیا کر رہے ہیں میں نے عرض کیا نفل پڑھ رہے ہیں۔فرمایا اگر مجھے نفل پڑھنا ہوتے تو (نماز قصر نہ کرتا) پوری پڑھتا اے میرے برادر زادے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا انہوں نے سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ وفات پا گئے پھر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا انہوں نے بھی دو رکعتوں سے زیادہ نماز نہ پڑھی۔ پھر میں حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا انہوں نے بھی دو رکعتوں سے زائد نماز نہ پڑھی۔ پھر میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا انہوں نے بھی دو رکعتوں سے زائد نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ یہ سب حضرات وفات پا گئے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ○

ترجمہ: تمہارے لئے اللہ کے رسول صل صلی اللہ علیہ وسلم میں بہترین نمونہ ہے۔

(ابن ماجہ، ص ۷۵)

حدیث نمبر 2:

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صل صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی اور استعمال کے وقت اس کا نگینہ اندر رکھتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی انگوٹھیاں بنوالیں پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور انگوٹھی اتار کر فرمایا میں اس انگوٹھی کو استعمال کیا کرتا تھا اور نگینہ اندر کی جانب رکھتا تھا پھر اسکو پھینک دیا اور فرمایا خدا کی قسم! اب کبھی بھی اس کو استعمال نہ کروں گا۔ لوگوں نے بھی انگوٹھیاں اتار دیں۔ (بخاری، ج ۲، ص ۹۸۴)

حدیث نمبر 3:

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے آپ نے اپنی نعلین مبارک اتار کر اپنے بائیں جانب رکھ دیں لوگوں نے جب یہ دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے (آپ کی اتباع میں) اتار دیئے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو دریافت فرمایا تم نے اپنے جوتے کیوں اتار دیئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم نے آپ کو جوتے اتارتے دیکھا تو خود بھی اتار دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی کہ ان میں کچھ آلائش لگی ہوئی ہے۔

(مسند امام احمد، ج ۳، ص ۲۰)

حدیث نمبر 4:

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب قریش مکہ نے مسلمانوں کو حرم میں داخل ہونے سے روک دیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کو احرام کھولنے کا حکم دیا بعض حضرات کو عمرہ کئے بغیر احرام کھولنے میں تردد ہوا یہ بات نبی کریم ﷺ پر گراں گزری۔ آپ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا وہ چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبہ اتباع رسول سے واقف تھیں انہوں نے کہا آپ خود نائی کو بلوا کر حلق کرالیں بس اب کیا تھا ادھر آپ نے حلق کرانا شروع کیا ادھر سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی اقتداء میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش شروع کر دی۔ حالت یہ ہوگئی کہ حلق کے لئے حجام نہیں ملتا تھا۔ (مسند امام احمد، ج ۴، ص ۳۲۶) (سنن کبریٰ، ج ۵، ۲۱۵)، (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۴، ص ۴۳۴)

حدیث نمبر 5:

حضرت اسلم فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا سن لے خدا کی قسم میں جانتا ہوں تو پتھر ہے نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا ہوتا کہ تجھے بوسہ دے رہے ہیں تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ اس کے بعد اسے بوسہ دیا پھر فرمایا کہ کعبہ کے تین چکروں میں اکڑ کر چلنے سے ہمیں کیا واسطہ یہ تو ہم لوگوں نے مشرکین کو دکھلانے کے لئے کیا تھا اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو ہلاک کر دیا اس کے بعد فرمایا مگر یہ ایسی چیز ہے جس کو سرکار دو عالم ﷺ نے کیا ہے لہذا اس کے ترک کرنے کو ہم اچھا نہیں سمجھتے۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۵، ص ۱۵۳)

حدیث نمبر 6:

حضرت انس بن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عرفات میں تھا۔ کوچ کا وقت آیا میں نے ان کے ساتھ کوچ کیا وہ امام کے قریب آئے اس کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد ٹھہرے رہے میں اور میرے ساتھی بھی۔ جب امام نے کوچ کیا تو ہم سب نے بھی ان کے ساتھ کوچ کیا یہاں تک کہ جب عبداللہ بن عمر ایک تنگ راستے پر پہنچے جو دو پہاڑیوں کے درمیان تھا اونٹ بٹھایا ہم نے بھی اونٹ بٹھایا ہمارا خیال تھا کہ عبداللہ بن عمر نماز کا ارادہ کر رہے ہیں تب اس غلام نے جو ان کی اونٹنی پکڑے ہوئے تھا بتایا کہ یہ نماز کا ارادہ نہیں کر رہے۔ بات یہ ہے کہ یہاں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پہنچ کر قضائے حاجت فرمائی تھی یہ قضائے حاجت کے لئے ٹھہرے ہیں۔ (الترغیب والترہیب، ج۱، ص۴۷)

حدیث نمبر 7:

حضرت امیہ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا وطن میں اور حالت جنگ میں نماز کا طریقہ قرآن میں مذکور ہے لیکن سفر میں نماز (قصر کرنے کا) طریقہ قرآن میں نہیں ملتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف مبعوث فرمایا ہمیں کسی چیز کا علم نہیں تھا ہم وہی کرتے ہیں جو ہم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔ (ابن ماجہ، ص۷۴)

حدیث نمبر 8:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يُدِيْرُ نَاقَتَهٗ فِيْ مَكَانٍ فَسُئِلَ فَقَالَ لَا اَدْرِيْ اِلَّا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَفْعَلُهٗ فَفَعَلْتُهٗ ○ (نسیم الریاض، ج۳، ص۳۳۷)

حضرت عبداللہ ایک مقام پر اونٹنی پر سوار ہو کر دائرہ بنا رہے تھے ان سے اس کی حکمت دریافت کی گئی انہوں نے کہا مجھے کچھ پتہ نہیں میں نے تو اس مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چکر لگاتے دیکھا ہے سو میں اسی طرح چکر لگا رہا ہوں۔

حدیث نمبر 9:

حضرت عبید بن جریج کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا میں نے آپ کو چار کام ایسے کرتے دیکھا ہے جو آپ کے اصحاب میں سے اور کوئی نہیں کرتا۔ حضرت ابن عمر نے پوچھا وہ کیا کام ہیں انہوں نے کہا میں نے دیکھا کہ آپ کعبہ کے چار کونوں میں سے صرف دو کونوں کو مس کرتے ہیں۔ (حجر اسود اور رکن یمانی) اور میں نے آپ کو بغیر بالوں کی کھال کی جوتی پہنے دیکھا ہے اور میں نے آپ کو زرد رنگ کا خضاب لگاتے دیکھا ہے اور میں نے دیکھا کہ آپ مکہ میں تھے لوگوں نے چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیا اور آپ نے یوم الترویہ (آٹھ ذوالحجہ) سے پہلے احرام نہیں باندھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ارکان کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف دو رکنوں (حجر اسود اور رکن یمانی) کو مس کرتے دیکھا ہے اور رہی بغیر بالوں کے کھال کی جوتی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چمڑے کی جوتی پہنے دیکھا جس میں بال نہیں ہوتے اور آپ اسی میں وضو کرتے تو میں بھی ایسے چمڑے کی جوتی پہننا پسند کرتا ہوں اور رہا زرد رنگ کا خضاب تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد خضاب کرتے دیکھا ہے تو مجھے بھی زرد خضاب لگانے سے محبت ہے۔ رہا آٹھ ذوالحجہ کو احرام باندھنا تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی روز احرام باندھتے دیکھا ہے جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر چلتی۔ (بخاری، ج۱، ص ۲۸)

حدیث نمبر 10:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک نہر سے گزرنے کا اتفاق ہوا اس نہر میں بارش کا پانی تھا اور لوگوں نے روزہ رکھا ہوا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نہر کا پانی پی لو کسی نے بھی نہ پیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نہر کا پانی نوش فرمایا بعد ازاں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس نہر کا پانی پی لیا۔ (مسند امام احمد، ج ۳، ص ۲۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے دیوانے تھے جو کام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھتے فوراً وہ کام کرنا شروع کر دیتے وجہ اور حکمت دریافت نہ کرتے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے کئی مرتبہ اپنی سنت کی اہمیت کی وضاحت کے ساتھ بیان فرمائی ایک مرتبہ فرمایا:

مَنْ اَحْیَا سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ○

ترجمہ: جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا۔

ایک جگہ فرمایا۔

مَنْ تَمَسَّعَ بِسُنَّتِیْ فِیْ عَھْدِ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَھِیْدٍ○

جس نے میری امت کے فساد کے دور میں میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا اسے سو شہیدوں کے برابر اجر ملے گا۔ ایک اور مقام پر فرمایا عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم کرلو۔

دونوں عالم میں تمہیں مقصود گر آرام ہے
ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ○

ترجمہ: تم فرما دو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو یعنی میری سنت پر عمل کرو تم خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔

پتہ چلا کہ جو نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرتا ہے اسے خدا کی طرف سے یہ انعام ملتا ہے کہ خدا اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے اور خدا کا کسی سے محبت کرنا کوئی معمولی اعزاز نہیں وہ بندہ مومن بڑا خوش قسمت ہے جس کو خدا اپنا محبوب بنا لیتا ہے لہذا ہمیں چاہیئے کہ ہر وقت نبی کریم ﷺ کی سنت کا خیال رکھیں کھانے، پینے، سونے، جاگنے، سفر و حضر میں آپ کی سنت پر عمل پیرا ہوں تا کہ اللہ کا محبوب رسول ہم سے راضی ہو جائے۔

اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہو تمامی کا
گلے میں پہن لو کرتہ محمدؐ کی غلامی کا

علامت نمبر 3۔ دیدار کا شوق

حدیث نمبر 1:

ایک آدمی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے اپنے اہل وعیال اور مال سے زیادہ محبوب ہیں جب بھی آپ مجھے یاد آتے ہیں تو مجھے آپ کے دیدار کے بغیر چین نہیں آتا۔ یہاں آ کر آپ کے دیدار فیض آثار سے مشرف ہو جاتا ہوں۔ آج مجھے اپنی اور آپ کی وفات کا خیال آیا تو ذہن میں یہ بات گھر کر گئی کہ آپ ﷺ تو جنت میں انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ہوں گے اور اگر میں خدا کے فضل سے جنت میں پہنچ بھی گیا تو آپ کو دیکھ نہ پاؤں گا۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل کی۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○

ترجمہ: اور جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے اسے ان لوگوں کی ہمراہی ملے گی جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا وہ نبی صدیق شہید اور نیک لوگ ہیں اوران کی رفاقت اچھی ہے۔ (شفا شریف، ج ۲، ص ۱۶)

حدیث نمبر 2:

احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو اذیت بھی بہت ہوئی اور شہید بھی بہت ہوئے۔ جب مدینہ میں یہ وحشت اثر خبر پہنچی تو عورتیں پریشان ہو کر تحقیق حال کے لئے گھر سے نکل پڑیں۔ ایک انصاری عورت نے مجمع کو دیکھا تو بے تابانہ پوچھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں اس مجمع میں کسی نے کہہ دیا کہ تمہارے والد کا انتقال ہو گیا ہے انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور پھر بے قراری سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دریافت کی۔ اتنے میں کسی نے خاوند کے انتقال کی خبر سنائی اور کسی نے بیٹے کی وفات کی خبر دی ایک آدمی نے بھائی کے انتقال کی خبر دی کہ یہ سب شہید ہو گئے ہیں مگر انہوں نے پوچھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے تشریف لا رہے ہیں اس کو اطمینان نہ ہوا کہنے لگی مجھے بتاؤ وہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے اشارہ کر کے بتایا کہ اس مجمع میں ہیں یہ دوڑی ہوئی گئی اور اپنی آنکھوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے ٹھنڈا کیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی زیارت ہو جانے کے بعد ہر مصیبت ہلکی اور معمولی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑ کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جب آپ زندہ ہیں تو مجھے کسی کی ہلاکت کی پرواہ نہیں۔ (تاریخ الخمیس)

محمدؐ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر جان و مال املاک سے پیارا

حدیث نمبر 3:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے لوگ میرے بعد ہوں گے ان میں سے کسی ایک شخص کی یہ تمنا ہوگی کہ کاش اس کے تمام اہل اور مال کے بدلہ میں اس کو میری زیارت ہو جائے۔ (مسلم شریف، ج ۲، ص ۳۷۹)

شراب عشق احمد میں عجب پر کیف مستی ہے
کہ جاں دے کر اگر اک بوند مل جائے تو سستی ہے

نماز میں اصل یہ ہے کہ قیام کے وقت نگاہ سجدہ گاہ پر ہو رکوع میں پیروں پر اور قعدہ میں اپنی گود میں۔ لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب نماز کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوتے تو ان کی نگاہیں صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتیں تھیں کیونکہ نماز کے آداب اپنی جگہ پر لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار وہ عبادت ہے کہ کائنات میں کسی عبادت کا یہ مرتبہ اور مقام نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَتٌ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دیدار عبادت ہے۔ اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ عالم کا دیدار کرنا عبادت ہے۔ اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ الْوَالِدَیْنِ عِبَادَةٌ والدین کا دیدار کرنا عبادت ہے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان امتیوں کا دیدار عبادت ہے تو پھر آپ کا دیدار کتنی بڑی عبادت ہوگی حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ نماز میں سلام پھیرتے وقت آپ کے رخ زیبا کی سفیدی دیکھتے تھے۔ حضرت خباب سے ابو معمر نے پوچھا کہ حضور ظہر اور عصر میں قرات کرتے تھے کہاں کہا کیسے پتہ چلا فرمایا کہ ہم آپ کی ڈاڑھی مبارک

ہلتی دیکھتے تھے۔ معلوم ہوا عین نماز میں حضور اکرم ﷺ کی طرف دیکھتے تھے۔

حدیث نمبر 4:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ کے ایام علالت میں پیر کے دن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صف باندھے کھڑے تھے ناگاہ حضور اکرم ﷺ حجرہ سے باہر نکلے آپ نے پردہ اٹھایا اور ہمیں دیکھنے لگے جس وقت آپ کھڑے تھے آپ کا چہرہ ورق قرآن کی طرح لگتا تھا پھر آپ مسکرائے آپ کے چہرے کو دیکھ کر ہم اس قدر خوش ہوئے کہ خدشہ تھا کہ ہم نماز توڑ دیں۔ (بخاری، ج۱، ص۹۳)

اس حدیث پر غور فرمائیں کہ مسجد نبوی میں حضور اکرم ﷺ کا حجرہ قبلہ رخ کھڑے ہوں تو بائیں جانب ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قبلہ رخ کھڑے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بجائے قبلہ کے آپ کی جانب دیکھ رہے ہیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ کعبہ صرف ظاہری قبلہ ہے حقیقی قبلہ تو آپ کی ذات ہے نیز ایک وجہ یہ بھی ہے کہ علامہ محمود آلوسی بغدادی نے تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات مقدمہ خدا کا قبلہ ہے کیونکہ قبلہ کا معنی ہے توجہ کا مرکز۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز کی حالت میں خدا کے قبلے کی طرف دیکھتے رہتے تھے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اَلنَّظَرُ اِلَی الْکَعْبَۃِ عِبَادَۃٌ کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے جب ظاہر قبلہ کو دیکھنا عبادت ہے تو خدا کے قبلہ کو دیکھنا کتنی بڑی عبادت ہوگی۔

علامت نمبر 4۔ کثرت سے ذکر کرنا

محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا اکثر ذکر زبان پر جاری رہے حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا

اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ جو شخص کسی چیز سے محبت کرتا ہے اس کا بکثرت ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا محب ہے اس نے قرآن میں اکثر مقامات پر آپ کا ذکر کیا ہے اور فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۝

اللہ اور اس کے سارے فرشتے آپ پر درود بھیجتے ہیں۔ فرشتے آپ کے لئے خدا سے طلب رحمت کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرماتا ہے نیز خدا فرماتا ہے ورفعنالك ذكرك اور ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

دنیا میں کسی نہ کسی جگہ آفتاب غروب ہو رہا ہے اور جہاں آفتاب غروب ہو رہا ہے وہاں اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا جا رہا ہے اسی طرح دنیا میں ہر وقت کسی نہ کسی جگہ طلوع فجر کا وقت ہے اور فجر کی اذان ہو رہی ہے اور بہ آواز بلند آپ کا نام پڑھا جا رہا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر لمحہ روئے زمین پر آپ کا ذکر بلند ہو رہا ہے اور قیامت تک آپ کا ذکر بلند ہوتا رہے گا۔

آپ پر کثرت سے درود شریف پڑھنا آپ کی محبت کی علامت ہے کیونکہ اس میں آپ کا ذکر کثرت سے آتا ہے ابوبکر محمد بن عمر نے کہا میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا ہوا تھا اچانک شبلی آ گئے تو ابوبکر بن مجاہد ان کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان سے معانقہ کیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ میں نے کہا اے میرے سردار بغداد کے تمام لوگ تو شبلی کو دیوانہ کہتے ہیں اور آپ نے اس کی اس قدر تعظیم کی ہے انہوں نے کہا میں نے اس کے ساتھ وہی کیا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شبلی آئے اور آپ کھڑے ہو گئے اور اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میں نے عرض کی یا

رسول اللہ ﷺ آپ شبلی کی اس قدر عزت افزائی فرما رہے ہیں آپ نے فرمایا یہ شخص ہر نماز کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تم میں سے ایک شاندار رسول آئے ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے وہ تمہاری بھلائی بہت چاہنے والے ہیں اور مومنوں پر مہربان اور رحم کرنے والے ہیں۔

اس آیت کی تلاوت کے بعد تین مرتبہ اس طرح درود شریف پڑھتا ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ پھر جب میرے پاس شبلی آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ ہر نماز کے بعد کیا پڑھتے ہیں تو انہوں نے اسی طرح بیان کیا۔

(جلاء الافہام، ص ۲۵۷) (القول البدیع، ص ۱۷۳)

حضرت عبداللہ بن عمر کا پاؤں سن ہو گیا ان سے ایک آدمی نے کہا

اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ فَانْتَشَرَتْ ○

اس کو یاد کرو جس سے تمہیں محبت ہے انہوں نے یا محمد کہا تو ان کا پاؤں درست ہو گیا۔

(القول البدیع، ص ۲۲۵) (الادب المفرد، ص ۱۴۲، شفا شریف، ج ۱، ص ۱۸)

ہم عشق نبی میں ہجر کے دن اس طرح گزارہ کرتے ہیں
منہ کر کے مدینے کی جانب آقا کو پکارا کرتے ہیں

جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات قریب ہوئی تو آپ نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت کی۔ جب بھی تم خدا کا ذکر کرو تو ساتھ میں حضرت محمد ﷺ کا ذکر بھی ضرور کرنا اس لئے کہ میں نے ان کا نام ساق عرش پر لکھا دیکھا

اور میں اس وقت روح اور مٹی کی درمیانی منزل میں تھا پھر مجھے سیر کرائی گئی میں نے ہر آسمان پر آپ کا نام لکھا دیکھا اور جنت کے تمام محلات پر اسم محمد ﷺ لکھا دیکھا جنتی چوباروں حوروں کے سینوں پر اور شجر طوبیٰ کے پتوں پر اور سدرہ کے پتوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں میں آپ کا نام لکھا دیکھا لہٰذا اکثر ان کا ذکر کرنا کیونکہ ملائکہ ہر وقت آپ ﷺ کا ذکر کرتے ہیں۔ (فتاویٰ حدیثیہ، ص ۱۵۶)

حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ ایک صبح ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ کے ایک چوک میں کھڑے تھے کہ ہمیں ایک اعرابی دکھائی دیا جس نے اونٹ کی مہار پکڑی ہوئی ہے وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر کھڑا ہو گیا اور ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اردگرد کھڑے ہو گئے اس نے حضور اکرم ﷺ کو ان الفاظ میں سلام کیا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ نبی کریم ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اتنے میں ایک اور آدمی آیا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اس اعرابی نے اونٹ چوری کیا ہے اس پر اونٹ بولنے لگا اور آپ اس کی بات سننے کے لئے خاموش ہو گئے۔ جب آپ نے اونٹ کی بات سن لی تو آپ ﷺ نے اس آدمی سے فرمایا یہ اونٹ تیرے جھوٹا ہونے کی گواہی دے رہا ہے لہٰذا تم چلے جاؤ۔ یہاں سے پھر نبی کریم ﷺ اس اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جب تو میری طرف آیا تھا تو تو نے زبان سے کیا کہا تھا عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں میں نے یہ دعا مانگی تھی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا تَبْقٰى صَلَاةٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا تَبْقٰى بَرَكَةٌ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى سَلَامٌ اَللّٰهُمَّ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا حَتّٰى لَا تَبْقٰى رَحْمَةٌ ○

آپ نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ اونٹ نے بول کر تیری طرف سے عذر خواہی کی اور اس درود و سلام پر اتنے فرشتے آ گئے تھے کہ افق کے کنارے بھر گئے تھے۔ (طبرانی کبیر، ج ۵، ص ۱۴۱)

علامت نمبر 5۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے دشمنوں سے دشمنی رکھی جائے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ○

ترجمہ: جو لوگ اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو اللہ اور ان کے رسول کے ساتھ عداوت رکھنے والوں کے ساتھ محبت والا نہ پائیں گے خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے یا بھائی یا قریبی رشتہ دار

حدیث نمبر 1:

علامہ محمود آلوسی بغدادی نے لکھا ہے کہ غزوہ بنو عبد المصطلق میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے ایک گستاخانہ کلمہ کہا جس کا قرآن میں ذکر ہے۔

یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ○

ترجمہ: (منافقین) کہتے ہیں اگر اب ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو ضرور وہاں سے عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا۔

عبداللہ بن ابی کا بیٹا حضرت عبداللہ مخلص مومن اور صحابی تھا ان کو جب یہ علم ہوا کہ عبداللہ بن ابی نے یہ گستاخانہ کلمہ کہا ہے تو انہوں نے مدینہ کے قریب پہنچ کر اپنے باپ پر تلوار سونت لی اور کہا خدا کی قسم میں تلوار کو اس وقت تک میان میں نہ ڈالوں گا جب تک تم یہ نہ کہو گے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں اور

میں ذلت والا ہوں اور جب تک عبداللہ بن ابی نے یہ نہیں کہا اس نے چھوڑا نہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اس نے کہا میں تمہیں مدینہ میں داخل نہ ہونے دوں گا جب تک تم رسول اللہ ﷺ سے مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت حاصل نہیں کرو گے تا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ عزت والا کون ہے اور ذلت والا کون ہے اس عبداللہ بن ابی نے رسول پاک ﷺ سے اجازت حاصل کی تب وہ مدینہ میں داخل ہوا۔

جب عبداللہ بن ابی نے یہ گستاخانہ کلمہ کہا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی آپ مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا چھوڑ و لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں۔ (تفسیر روح المعانی، ج ۲۸، ص ۱۱۵)

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ جنگ بدر میں حضرت ابو عبیدہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی کو قتل کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص کو قتل کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے کئی رشتہ داروں کو قتل کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مقابلے کے لئے اپنے بیٹے کو للکارا۔

(شرح شفاء، ج ۳، ص ۳۶۸)

حدیث نمبر 2:

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لئے کون تیار ہے۔ فانہ قد آذی اللہ ورسولہ کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اسے قتل کر ڈالوں فرمایا ہاں عرض کی مجھے اجازت دیں کہ میں اس کے ساتھ ہیرا پھیری کی بات کروں۔ آپ نے فرمایا ہاں اجازت ہے محمد بن مسلمہ کعب کے

پاس آئے اور اس سے کہنے لگے اس مرد یعنی حضور نے ہم سے صدقہ طلب کیا ہے اور ہمیں مشقت میں ڈال دیا اور میں تیرے پاس قرض مانگنے آیا ہوں۔ کعب نے کہا اللہ کی قسم تم اس سے اور بھی ملال میں پڑو گے محمد نے کہا چونکہ ہم ان کی اتباع کر چکے ہیں لہذا ہم یہ نہیں چاہتے کہ ان کو چھوڑ دیں حتیٰ کہ دیکھیں اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ محمد نے کہا میں نے ارادہ کیا ہے کہ تو مجھے قرض دے کعب نے کہا کہ گروی کیا رکھو گے۔ انہوں نے کہا تیرا کیا ارادہ ہے کعب نے کہا تم اپنی عورتیں میرے ہاں گروی رکھو۔ انہوں نے جواب دیا تو تمام اہل عرب سے زیادہ حسین و جمیل ہے کیا تیرے ہاں اپنی عورتیں گروی رکھیں۔ کعب نے کہا کہ اپنی اولاد میرے ہاں گروی رکھ دو محمد نے جواب دیا ہمارے بیٹوں کو طعنہ دیا جائے گا کہ فلاں کچھ کھجوروں کے بدلے گروی رکھا گیا تھا تو یہ ہم پر عار ہے ہاں ہم تیرے ہاں ہتھیار گروی رکھیں گے۔ کعب نے کہا اچھا ٹھیک ہے پھر اس سے عہد باندھا کہ وہ اس کے پاس حارث ابوعبس اور عباد بن بشر کو بھی لے کے آئے گا چنانچہ یہ سب رات کو کعب کے پاس پہنچے اور اس کو بلایا وہ ان کی طرف اترا۔ کعب کی بیوی نے کہا میں ایسی آوازیں سنتی ہوں گویا کہ وہ خون بہانے والے کی آواز ہے۔ کعب نے جواب دیا یہ تو محمد بن مسلمہ اور اس کا دودھ شریک بھائی ابو نائلہ ہے بے شک کریم کو اگر رات کے وقت نیزے کی ضرب کے لئے بھی بلایا جائے تو وہ جواب دے گا۔ محمد نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب وہ آئے گا میں اپنا ہاتھ اس کے سر کی طرف بڑھاؤں گا پھر جب میں اس پر قابو پا لوں تو تم ہوشیاری سے اپنی تلواروں سے اسے قتل کر دینا کعب اس حال میں اترا کہ اس نے کپڑا بغل کے نیچے سے نکال کر کندھے پر ڈالا ہوا تھا انہوں نے اسے کہا تجھ سے خوشبو آ رہی ہے کہنے لگا مستورات عرب سے زیادہ خوشبو والیاں میرے نیچے ہیں۔ محمد نے کہا مجھے اجازت دے کہ میں تیرے سر کو سونگھوں۔ اس نے کہا ہاں، محمد نے اپنے ساتھیوں کو بھی

سونگھایا پھر اجازت لے کر دوبارہ سونگھا اور اس پر قابو پالیا ساتھیوں سے کہا اسے قتل کر دو انہوں نے اسے قتل کر دیا پھر حضور اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر سارے واقعہ کی خبر دی۔ (بخاری، ج ۲، ص ۵۷۶، مسلم شریف، ج ۲، ص ۱۱۰)

حدیث نمبر 3:

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے ایک نابینا کی کنیز ام ولد تھی اور وہ حضور اکرم ﷺ کو سب وشتم کیا کرتی تھی۔ اندھے نے اسے روکا لیکن وہ باز نہ آئی۔ نابینا صحابی نے اسے جھڑکا وہ پھر بھی نہ رکی ایک رات وہ کنیز حضور کی شان میں بے ادبی کرنے لگی وہ نابینا ایک ہتھیار لے کر آیا اور اس عورت کے پیٹ میں رکھا اور خود اس کے اوپر چڑھ گیا اور اس طرح اس عورت کو قتل کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں یہ واقعہ پیش ہوا حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا میں اس مرد کو قسم دیتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے جس نے یہ قتل کیا ہے۔ میرا اس پر حق ہے اس پر وہ نابینا صحابی کھڑا ہو گیا اور لوگوں کو پھاندتا ہوا اس حال میں آیا کہ وہ کانپ رہا تھا حتیٰ کہ حضور ﷺ کے آگے بیٹھ گیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اس کنیز کا میں مالک ہوں اور میں نے اس کا کام تمام کیا ہے وہ آپ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی میں نے اسے روکا وہ نہ رکی میں نے اسے جھڑکا وہ باز نہ آئی اس سے میرے دو بیٹے ہیں موتیوں کی طرح اور وہ میری رفیقہ تھی۔ گزشتہ رات وہ آپ کی شان میں گستاخی کرنے لگی میں نے تلوار اس کے پیٹ پر رکھ دی اور خود اوپر چڑھ گیا۔ حتیٰ کہ میں نے اسے قتل کر دیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے حاضرین مجلس خبردار تم گواہ ہو جاؤ اس عورت کا خون رائیگاں گیا۔

(ابوداؤد، ج ۲، ص ۲۴۳) (نسائی، ج ۲، ص ۱۵۱)

حدیث نمبر 4:

غزوۂ بدر کے بعد نبی کریم ﷺ نے اسیران بدر کے بارے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ طلب فرمایا سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے عرض کی یارسول اللہ یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں ان میں سے بعض آپ کے عزیز واقارب ہیں ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دیں شاید ان میں سے کوئی مسلمان ہو جائے اور اسلام کو تقویت پہنچے اس طرح ان کے فدیے سے بھی دین کو تقویت پہنچے گی۔

حضور ان قیدیان جنگ پر احسان فرمائیں
کہ شاید بعض ان میں سے کبھی ایمان لے آئیں

بعدازاں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ یہ اسلام کے دشمن ہیں انہوں نے آپ ﷺ کو جھٹلایا ہے۔ آپ کو آپ کے وطن مالوف سے نکالا ہے لہذا فدیہ لینے کی بجائے ان کو قتل کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فدیہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔ حضرت حمزہ عباس کو حضرت علی عقیل رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اور مجھے میرا رشتہ دار دیجئے میں اس کی گردن ماردوں۔

مناسب ہے کہ مسلم دین پر ہر چیز کو وارے
کہ ہر شخص اپنے رشتہ دار کو خود ہاتھ سے مارے

علامت نمبر 6۔ صحابہ سے محبت کرنا:

نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرنا بھی آپ کی محبت کی ایک علامت ہے۔

حدیث نمبر 1:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا

تعالیٰ میرے صحابہ میں سے چار سے محبت کرتا تھا اور اس نے مجھے بھی حکم دیا ہے کہ میں ان سے محبت کروں صحابہ نے عرض کی وہ کون ہیں فرمایا علی المرتضیٰ ابوذر غفاری سلمان فارسی اور مقداد بن اسود۔ (مسند امام احمد، ج ۵، ص ۳۵۱)

حدیث نمبر 2:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَامِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِیْ یَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بَعَثَ قَائِدًا وَ نُوْرًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ○

ترجمہ: میرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے جو شخص جس زمین میں مرے گا وہاں سے اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ وہاں کے لوگوں کے لئے جنت کی طرف قائد ہوگا اور ان کے لئے نور ہوگا۔

حدیث نمبر 3:

نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَضَ عَلَیْکُمْ حُبَّ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ کَمَا فَرَضَ عَلَیْکُمُ الصَّلٰوةَ وَالصِّیَامَ وَالْحَجَّ وَالزَّکٰوةَ فَمَنْ اَبْغَضَ وَاحِدًا مِنْهُمْ فَلَا صَلٰوةَ وَلَا صِیَامَ لَهٗ وَلَا حَجَّ لَهٗ وَلَا زَکٰوةَ لَهٗ وَیُحْشَرُ یَوْمَ الْقِیَامَتِ مِنْ قَبْرِهٖ اِلَی النَّارِ ○

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تم پر صدیق اکبر، حضرت عمر، حضرت عثمان، اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت فرض کر دی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے تم پر نماز روزہ حج اور زکوٰۃ فرض فرما دی جو ان چاروں میں سے کسی ایک سے بغض رکھے گا اس کی نماز روزہ حج اور زکوٰۃ قبول نہیں اور وہ قیامت کے دن قبر سے سیدھا دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا۔ (مسند الفردوس، ج ۱، ص ۱۰۱)

حدیث نمبر 4:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے جو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے وہ آپ کے ساتھ ہو گا جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے وہ آپ کے ساتھ ہو گا جو میرے ساتھ محبت کرتا ہے وہ میرے ساتھ ہو گا جو ان چاروں سے محبت کرتا ہے تو یہ چاروں جنت کی طرف اس کے قائد ہوں گے۔

(کنز العمال، ج ۱۳، ص ۲۴۳)

حدیث نمبر 5:

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ قیامت کے دن کچھ لوگ خدا کی بارگاہ میں کھڑے کئے جائیں گے اللہ فرمائے گا فرشتو ان کو دوزخ کی طرف لے جاؤ۔ فرشتے ان کو جہنم کے قریب کر دیں گے اور مالک جہنم ان کو پکڑنے لگے گا اللہ تعالیٰ رحمت کے فرشتوں سے فرمائے گا ان کو واپس لے آؤ ان کو واپس لے آؤ وہ دیر تک خدا کی بارگاہ میں کھڑے رہیں گے۔ پھر اللہ فرمائے گا اے میرے بندو گناہوں کی بنا پر تمہیں دوزخ کی طرف لے جایا گیا اور اب میں نے تمہارے سارے گناہ اس لئے معاف کئے کہ تم ابو بکر اور عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرتے تھے۔ (کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۷)

علامت نمبر 7۔ اہلبیت سے محبت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلبیت سے محبت بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی نشانی ہے ان سے محبت کرنے سے خدا کا نبی خوش ہو جاتا ہے چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر 1:

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک ضرورت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ گھر سے اس حال میں آئے کہ آپ ایک چیز کے اندر لپٹے ہوئے تھے۔ جس سے میں ناواقف تھا جب میں آپ سے اپنی ضرورت عرض کر چکا اور اپنی حاجت سے فارغ ہو گیا تو میں نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیا چیز لئے ہوئے ہیں۔آپ نے اس چیز کو کھول دیا تو وہ امام حسن اور امام حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے جو آپ کی دونوں بغلوں میں تھے۔ پھر آپ نے فرمایا یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو شخص ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر۔ (مشکوٰۃ، ج ۳، ص ۲۷۵)

حدیث نمبر 2:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام حسن اور امام حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں جس شخص نے ان دونوں سے محبت کی میں اس سے محبت کرتا ہوں اور جس سے میں محبت کروں اس سے اللہ محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرے خدا اس کو جنت نعیم میں داخل کرے گا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا اور جس نے اللہ سے بغض رکھا خدا اسے جہنم میں دائمی عذاب میں مبتلا کرے گا۔

(طبرانی کبیر، ج ۳، ص ۵۰)

حدیث نمبر 3:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ○

ترجمہ: اے محبوب تم فرمادو میں تبلیغ پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا مگر یہ کہ میرے رشتہ داروں سے محبت کرو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی آپ کے رشتہ دار کون ہیں جن کی محبت ہم پر فرض ہے فرمایا وہ علی، فاطمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے دو بیٹے یعنی امام حسن اور امام حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

(طبرانی کبیر، ج ۳، ص ۴۷)

حدیث نمبر 4:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا سے محبت کرو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں سے پالتا ہے اور مجھ سے محبت کرو خدا کی محبت کی وجہ سے اور میری اہلبیت سے محبت کرو۔ میری محبت کی وجہ سے (طبرانی کبیر، ج ۳، ص ۴۶)

حدیث نمبر 5:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے حسن اور حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

مَنْ اَحَبَّنِيْ وَاَحَبَّ هٰذَيْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِيْ فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ○

ترجمہ: جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے ان کے باپ اور ان کی والدہ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے درجہ میں ہوگا۔ (ترمذی)

حدیث نمبر 6:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب شہر مدائن فتح ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں

چرمی فرش بچھا کر اس پر مال غنیمت جمع کیا سب سے پہلے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے جو ہمارا حق مقرر فرمایا ہے وہ عطا کرو۔ آپ نے ان کو ایک ہزار درہم عطا فرمائے۔ ان کے جانے کے فوراً بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے ان کو بھی ایک ہزار درہم دیئے پھر ان کے جانے کے بعد ان کے اپنے صاحبزادے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آئے ان کو پانچ سو درہم دیئے۔ انہوں نے عرض کی یا امیر المومنین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میں جوان تھا اور آپ کے ساتھ رہ کر کافروں سے جہاد کرتا تھا۔ حسنین رضوان اللہ علیہم اجمعین اس وقت بچے تھے اور مدینہ کی گلیوں میں کھیلا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو ہزار ہزار درہم دیئے ہیں اور مجھے پانچ سو درہم دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا بیٹا پہلے وہ مقام اور فضیلت حاصل کرو جو امامین کریمین کو حاصل ہے پھر ہزار درہم کا مطالبہ کرنا ان کے باپ علی المرتضیٰ ہیں ان کی ماں فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں نانا اللہ کا رسول نانی خدیجۃ الکبریٰ چچا جعفر طیار پھوپھی ام ہانی ماموں ابراہیم خالہ رقیہ ام کلثوم دختران پیغمبر اسلام یہ سن کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ اس واقعہ کی خبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پہنچی۔ انہوں نے فرمایا میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اہل جنت کے چراغ ہیں ان کے اس فرمانے کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہوئی وہ مسلمانوں کا ایک گروہ لے کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دروازے پر آئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ باہر تشریف لائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے علی رضی اللہ عنہ! تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ اہل جنت کا چراغ ہیں انہوں نے کہا ہاں میں نے آپ سے سنا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ حدیث مجھے اپنے ہاتھ سے لکھ کر عطا کر دیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لکھا۔

یہ وہ بات ہے جس کے ضامن ہوئے علی المرتضیٰ واسطے عمر بن خطاب

کے کہ رسول خدا نے فرمایا ان سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان سے اللہ تعالیٰ نے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اہل جنت کے چراغ ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان لے لیا اور اپنی اولاد کو وصیت کی میری وفات کے بعد یہ میرے کفن میں رکھ دینا چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے وہ فرمان آپ کے کفن میں رکھ دیا گیا۔

(الریاض النضرۃ، ج۱، ص۲۸۲)

اللہ اللہ نبی کا گھرانہ یہ گھرانہ وراء الوریٰ ہے
اس میں حسنین ہیں فاطمہ ہے اس گھرانے میں مشکل کشا ہے
کعبۂ عشق کا ہوں نمازی ان کی نظرِ عنایت پہ راضی
میری تربت پہ لکھ دینا کاتب پنج تن کا میں ادنیٰ گدا ہوں

علامت نمبر 8۔ آپ کی امت سے محبت:

نبی کریم کی امت کے افراد سے محبت بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامت ہے آپ کی امت کو بڑے فضائل حاصل ہیں چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدیث نمبر 1:

جب قیامت کے دن اللہ ساری مخلوق کو جمع فرمائے گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی وہ لمبا سجدہ کریں گے پھر ان سے کہا جائے گا اپنے سر کو اٹھاؤ میں نے تمہاری تعداد کے مطابق کافروں کو تمہارا فدیہ بنا کر ان کو دوزخ میں داخل کر دیا۔ (کنز العمال، ج۱۲، ص ۱۵۸)

حدیث نمبر 2:

اَهْلُ الْجَنَّةِ مِائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ صَفًّا ثَمَانُوْنَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَالْاَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْاُمَمِ ○

ترجمہ: اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی اسی صفیں اس امۃ کی باقی چالیس صفیں تمام امتوں کی ہوں گی۔ (کنز العمال ج ۱۲، ص ۱۶۷)

حدیث نمبر 3:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ایک بڑی جماعت ظاہر ہوگی جن کے اعضاء چمک رہے ہوں گے ان کا نور مثل آفتاب ہوگا اور انہوں نے آسمان کے کناروں کو گھیر رکھا ہوگا ایک منادی ندا کرے گا اَلنَّبِیُّ الْاُمِّیُّ آواز آئے گی ہر نبی امی ہے کہا جائے گا محمد ﷺ اور ان کی امت اور یہ جماعت بغیر حساب وعذاب داخل جنت ہو جائے گی۔ پھر ایک اور بڑی جماعت ظاہر ہوگی ان کا نور مثل چاند کے ہوگا اور ان کے اعضاء چمک رہے ہوں گے اور انہوں نے آسمان کے کناروں کو گھیر رکھا ہوگا ایک منادی پکارے گا اَلنَّبِیُّ الْاُمِّیُّ آواز آئے گی ہر نبی امی ہے کہا جائے گا محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کی امت یہ جماعت بھی بغیر حساب وعذاب جنت میں داخل ہو جائے گی پھر ایک اور بڑی جماعت ظاہر ہو گی جن کے اعضا چمک رہے ہوں گے ان کا نور بڑے ستارے کی مانند ہوگا ایک منادی ندا کرے گا اَلنَّبِیُّ الْاُمِّیُّ آواز آئے گی ہر نبی امی ہے کہا جائے گا محمد ﷺ اور ان کے امتی پھر یہ جماعت بھی بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہو جائے گی پھر خدا تعالیٰ نزول اجلال فرمائے گا پھر میزان رکھا جائے گا اور مخلوق کا حساب ہوگا۔ (کنز العمال، ج ۱، ص ۱۷۳)

حدیث نمبر 4:

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا اس امت کا حشر قیامت کے دن تین اقسام پر ہوگا ایک قسم وہ ہوگی جو بغیر حساب داخل جنت ہوگی دوسری قسم وہ ہوگی جو آسان حساب کے بعد داخل جنت ہوگی اور تیسری قسم وہ ہوگی جن پر پہاڑوں کی

طرح گناہوں کا بوجھ ہوگا اور وہ اس بوجھ کی وجہ سے دبے جا رہے ہوں گے وہ گھسٹتے ہوئے چلیں گے اللہ تعالیٰ علم ہونے کے باوجود فرشتوں سے پوچھے گا یہ کون ہیں وہ کہیں گے اے ہمارے رب یہ تیرے وہ بندے ہیں جو تیری عبادت کرتے تھے اور تیرا شریک نہ ٹھہراتے تھے اللہ فرمائے گا ان کے گناہ یہود و نصاریٰ پر لاد دو اور ان کو میری رحمت سے جنت میں داخل کر دو۔ (کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۶۹)

حدیث نمبر 5:

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی مخلوق میں تین سو آدمی (اولیاء کرام) ایسے ہیں جن کے دل مثل قلب آدم علیہ السلام ہیں چالیس ایسے ہیں جن کے دل مثل قلب حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں سات ایسے ہیں جن کے دل مثل قلب حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں پانچ ایسے ہیں جن کے دل مثل قلب حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور تین ایسے ہیں جن کے دل مثل قلب حضرت میکائیل علیہ السلام ہیں اور ایک ایسا ہے جس کا دل مثل قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام ہے جب ایک کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کی کمی تین میں سے پوری کی جاتی ہے اور جب تین میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی کمی پانچ میں سے پوری کی جاتی ہے اور اگر پانچ میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی کمی سات میں سے پوری کی جاتی ہے اور اگر سات میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی کمی چالیس میں سے پوری کی جاتی ہے اور چالیس میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی کمی تین سو میں سے پوری کی جاتی ہے اور اگر تین سو میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی کمی عوام الناس سے پوری کی جاتی ہے انہیں کی برکت سے موت و حیات کا سلسلہ جاری ہے بارش برستی ہے سبزہ پیدا ہوتا ہے اور مصائب و آلام دور ہوتے ہیں۔ (کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۹۴)

حدیث نمبر 6:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَکْرِمُوا الْعُلَمَاءَ فَاِنَّھُمْ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ فَمَنْ اَکْرَمَھُمْ فَقَدْ اَکْرَمَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ○

علماء کی عزت کرو یہ انبیاء کے وارث ہیں جس نے ان کی عزت کی اس نے اللہ اور رسول کی عزت کی۔ (مسند الفردوس)

اس امت کے اولیاء کرام علماء عظام صدیقین اور شہداء اور صلحا وہ مقدس ہستیاں ہیں جن کی زیارت عبادت ہے خدا اور رسول کی بارگاہ کے مقبول ہیں ان سے محبت کرنے والا خوش نصیب ہے ان کے فیوض و برکات سے بے شمار لوگ مستفید اور مستفیض ہو جاتے ہیں اتنے نیک لوگ کسی اور نبی کی امت میں نہیں یہ امت بے مثل ہے کیونکہ ان کا رسول بے مثل ہے۔

علامت نمبر 9:

روزانہ قرآن کی تلاوت کرنا اور اس کے احکامات پر عمل کرنا بھی نبی کریم ﷺ کی محبت کی علامت ہے چند احادیث پیش خدمت ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر 1:

اِذَا خَتَمَ الْعَبْدُ الْقُرْاٰنَ صَلّٰی عَلَیْہِ عِنْدَ خَتْمِہٖ سِتُّوْنَ اَلْفُ مَلَکٍ ○

(کنز العمال، ج۱، ص ۵۱۰)

ترجمہ: جب بندہ قرآن ختم کرتا ہے تو ساٹھ ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں۔

حدیث نمبر 2:

صاحب قرآن جب قرآن ختم کرتا ہے تو اس کی ایک دعا خدا کی بارگاہ

میں قبول ہوتی ہے اور اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے جو اتنا بلند ہوگا کہ اس کی جڑ سے ایک کوا اڑنا شروع کرے تو بڑھاپے تک اس کی شاخ تک نہیں پہنچ سکتا۔ (کنز العمال، ج ۱، ص ۵۱۳)

حدیث نمبر 3:

جو آدمی دن کے شروع میں قرآن ختم کرے تو شام تک فرشتے اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں اور اگر دن کے آخری حصہ میں قرآن ختم کرے تو صبح تک فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ (کنز العمال، ج ۱، ص ۵۱۴)

حدیث نمبر 4:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو قرآن اور میرے ذکر میں مشغول رہا اسے میں مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہوں اور اللہ کے کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ کی فضیلت تمام مخلوق پر۔ (کنز العمال، ج ۱، ص ۵۲۰)

حدیث نمبر 5:

مَنْ قَرَاَ الْقُرْآنَ فَحَفِظَهٗ فَاسْتَظْهَرَهٗ وَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهٗ فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ كُلُّهُمْ قَدِ اسْتَوْجَبَ النَّارَ ○

(کنز العمال، ج ۱، ص ۵۲۱)

جس نے قرآن پڑھا حفظ کیا اور یاد رکھا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام جانا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کے گھر والوں میں سے دس ایسے آدمیوں پر اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

حدیث نمبر 6:

مَنْ قَرَاَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهٗ

اَحْسَنَ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِیْ بُیُوْتِ الدُّنْیَا لَوْ کَانَ فِیْکُمْ فَمَا ظَنُّکُمْ بِالَّذِیْ عَمِلَ بِھٰذَا۔ (کنز العمال، ج۱، ص ۵۲۱)

جس نے قرآن پڑھا اور اس کے احکام پر عمل کیا اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب سے بہتر ہو گی اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں۔ پس کیا خیال تمہارا اس کے متعلق جو خود عامل ہے۔

حدیث نمبر 7:

اَفْضَلُ عِبَادَۃُ اُمَّتِیْ قِرَاۃُ الْقُرْآنَ نَظْرًا (کنزل العمال، ج۱، ص ۵۲۶)

ترجمہ: میری امت کی زیادہ فضیلت والی عبادت قرآن کو دیکھ کر پڑھنا ہے۔

حدیث نمبر 8:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔

یَاعَلِیُّ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلِّمْہُ النَّاسَ فَاِنْ مِتَّ حَجَّتِ الْمَلَائِکَۃُ اِلٰی قَبْرِکَ کَمَا تَحُجُّ النَّاسُ اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ ○ (کنزل العمال، ج۱، ص ۵۳۱)

ترجمہ: اے علی (کرم اللہ وجہہ)! قرآن پڑھو اور لوگوں کو پڑھاؤ جب تمہاری وفات ہو گی فرشتے تمہاری قبر کا اس طرح حج کریں گے جس طرح کعبہ کا حج کرتے ہیں۔

حدیث نمبر 9:

مَنْ تَلَا آیَۃً مِنْ کِتَابَ اللّٰہِ کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا یَوْمَ الْقِیَامَۃَ وَمَنِ اسْتَمَعَ الْآیَۃَ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ کُتِبَتْ لَہٗ حَسَنَۃٌ مُضَاعِفَۃٌ○ (کنز العمال، ج۱، ص ۵۳۴)

ترجمہ: جس نے کتاب اللہ سے ایک آیت کی تلاوت کی قیامت کے دن اس کے لئے نور ہو گا اور جس نے کتاب اللہ سے ایک آیت سنی اس کے لئے دگنی نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر 10:

مَنْ قَرَأَ مِائَتَیْ آیَةً فِیْ کُلِّ یَوْمٍ نَظْرًا شَفَعَ فِیْ سَبْعَةِ قُبُوْرٍ حَوْلَ قَبْرِہٖ

(کنز العمال، ج ۱، ص ۵۳۷)

ترجمہ: جو روزانہ دوسو آیات دیکھ کر پڑھے اس کی قبر کے اردگرد سات اہل قبور کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

حدیث نمبر 11:

مَنْ قَرَأَ اَلْفَ آیَةٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کُتِبَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَعَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِكَ رَفِیْقًا ○

(کنز العمال، ج ۱، ص ۵۳۷)

ترجمہ: جس نے فی سبیل اللہ ایک ہزار آیات تلاوت کیں اسے قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کی ہمرائی میں لکھ دیا جائے گا اور ان کی رفاقت بہت اچھی ہے۔

حدیث نمبر 12:

قرآن اپنے پڑھنے والے کے لئے بہترین شفیع ہے۔ قیامت کے دن قرآن کہے گا اے میرے رب اسے تاج کرامت سے مشرف فرما اسے عزت کا تاج پہنا دیا جائے گا پھر کہے گا یا اللہ اس میں زیادتی کر خدا اسے عزت کا لباس پہنا دے گا پھر کہے گا یا الٰہی زیادتی فرما اس سے اس طرح راضی ہو جا کہ اس کے بعد کوئی شے اس کو نقصان نہ دے۔ (کنز العمال، ج ۱، ص ۵۴۰)

حدیث نمبر 13:

جو نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھے اسے ہر حرف کے بدلے سو نیکیاں

ملتی ہیں جو نماز میں بیٹھ کر پڑھے اسے پچاس نیکیاں ملتی ہیں اور جو نماز کے علاوہ پڑھے اسے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (کنز العمال، ج ۱، ص ۵۴۱)

حدیث نمبر 14:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ اگر تو سعادت کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے اور شہادت کی موت چاہتا ہے حشر کے دن نجات، خوف کے دن امن، تاریکی کے دن روشنی، گرمی کے دن سایہ، پیاس کے دن سیرابی، قیامت کے دن اپنا میزان بھاری اور گمراہی کے دن ہدایت چاہتا ہے۔

فَادْرِسُ الْقُرْآنَ فَاِنَّهٗ ذِكْرُ الرَّحْمٰنِ وَحِرْزٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ وَرُجْحَانٌ فِي الْمِيْزَانِ ○

ترجمہ: قرآن پڑھو یہ رحمٰن کا ذکر ہے شیطان سے بچاتا ہے اور میزان کو بھاری کرتا ہے۔ (کنز العمال، ج ۱، ص ۵۴۵)

حدیث نمبر 15:

مومنوں کے گھر عرش کی طرف چراغ کی مانند ہیں اور ساتوں آسمان کے مقرب فرشتے ان کو پہچانتے ہیں اور کہتے ہیں هٰذَا النُّوْرُ مِنْ بُيُوْتَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّتِيْ يُتْلٰى فِيْهَا الْقُرْآنُ ○ (ج ۱، ص ۵۵۴)

ترجمہ: یہ روشنی مومنوں کے ان گھروں کی ہے جن میں قرآن پڑھا جاتا ہے۔

ان احادیث کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ قرآن کی تلاوت کے کس قدر فائدے ہیں لیکن لوگوں کی اکثریت غفلت کا شکار ہے وہ دن رات دنیا کمانے کی فکر میں رہتے ہیں اور اس کے لئے ہر جائز اور ناجائز طریقہ استعمال کرتے ہیں۔ آخرت کی فکر بہت کم لوگوں کو ہے قرآن میں دین و دنیا کی کامیابی کا راز مضمر ہے لیکن ہم روزانہ اخبار تو پڑھ لیتے ہیں ٹی۔ وی پر خبروں کا

پروگرام تو دیکھ لیتے ہیں مگر یہ کبھی کسی کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں کہ ہمارے دن کی ابتداء قرآن کی تلاوت سے ہونی چاہئے۔ قرآن کی تلاوت تمام دنیاوی تفکرات کا علاج ہے سکون واطمینان کا ذریعہ ہے۔ معاشی بدحالی کا مداوا ہے ذرا ماضی کے آئینے میں جھانک کر دیکھو جن خوش نصیب لوگوں نے قرآن کو پڑھا، سمجھا اور اس کے احکامات کی پابندی کی دنیا کے ہر میدان میں کامیابی نے ان کے قدم چومے اور آج ہم نے قرآن سے منہ موڑ لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کفار، یہود، ہنود مسلمانوں کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

خدا تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ قرآن کو پڑھیں سمجھیں اور اس کے رہنما اصولوں کے مطابق زندگی بسر کریں۔

علامت نمبر 10۔ رسول خدا کی تعظیم وتوقیر کرنا:

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر بھی آپ سے محبت کی علامت ہے۔ قرآن کے انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کے بعد نبی کریم ﷺ کی تعظیم کا حکم دیا گیا ہے چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر 1:

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ○

ترجمہ: تاکہ تم لوگ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور تعظیم وتوقیر کرو رسول اللہ ﷺ کی۔

آیت نمبر 2:

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ان پر اور ان کی تعظیم کی اور ان کی مدد کی اور پیروی کی اس نور کی جو ان کے ساتھ اتارا گیا یہی لوگ نجات یافتہ ہیں۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر کے بغیر نجات ممکن نہیں۔

آیت نمبر 3:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ...... الخ

ترجمہ: اے ایمان والو! نبی کریم ﷺ کی آواز سے اپنی آوازوں کو اونچا نہ کرو۔

اس آیت میں ادب سکھایا گیا کہ اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کرو ورنہ تمہارے عمل ضائع ہو جائیں گے۔

آیت نمبر 4:

وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ ○

ترجمہ: اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو۔

آیت نمبر 5:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ○

ترجمہ: اے ایمان والو! پیش دستی نہ کرو اللہ اور اس کے رسول کے روبرو اور اللہ سے ڈرو۔

مقصود اس آیت سے یہ ہے کہ مسلمانوں کو ادب سکھایا جائے کہ کسی قول

وفعل میں رسولِ خدا سے پہل نہ کریں۔

آیت نمبر 6:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ○

ترجمہ: اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور اکرم ﷺ ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھ کر آپ ﷺ کا وعظ سنا کرتے جب کوئی بات اچھی طرح سمجھ میں نہ آتی تو عرض کرتے راعنا یعنی ہماری رعایت کیجئے اور مکرر فرمایئے لیکن یہودی کہتے راعینا یعنی اے ہمارے چرواہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس بات کو سمجھ گئے اور ان گستاخوں سے کہنے لگے اے دشمنانِ خدا اب اگر میں نے تم سے یہ لفظ سنا تو بخدا میں تم کو قتل کر دوں گا وہ بولے تم خود بھی تو یہی کہتے ہو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس کے معنے ہیں کہ اے مسلمانو! تم یہ لفظ راعنا چھوڑ دو اور اس کی جگہ انظرنا کہا کرو اور اول ہی سے غور سے سنا کرو تاکہ تمہیں مکرر کہنے کی ضرورت محسوس نہ ہو اور یہودی جو بری نیت سے اور گستاخی کی غرض سے راعینا کہتے ہیں وہ کافر ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی تعظیم کو ملحوظ خاطر نہ رکھنے والا گستاخ واجب القتل ہے۔ اس آیت میں بھی پہلے ایمان کا ذکر ہوا بعد میں نبی کی بارگاہ کا ادب و احترام سکھایا گیا۔

حضور سرورِ کائنات اعظم شعائر اللہ ہیں اور خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ○

ترجمہ: جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ دلوں کا تقویٰ ہے۔

حدیث:

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک بار میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا کسی نے مجھے کنکری ماری میں نے دیکھا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب تھے انہوں نے کہا جاؤ ان دو آدمیوں کو لے آؤ۔ جب میں ان دونوں کو آپ کے پاس لے گیا تو پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔آپ نے فرمایا اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا اس لئے کہ تم مسجد نبوی میں آواز بلند کرتے ہو۔ (بخاری)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ مسجد نبوی میں بلند آواز سے بات کرنا بے ادبی ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو کنکری مار کر اپنی طرف متوجہ کیا۔آواز نہیں دی اس لئے کہ وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیات ابدی تشریف رکھتے ہیں۔ اندازہ لگائیے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا ادب واحترام کرتے ہیں۔

ادب نبی تھیں تو مومن ہوویں بے ادب سدون کمینے
بے ادباں دی بخشش ناہیں توڑے مرن او وچہ مدینے

جب ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور شیطان نے انکار کر دیا شیطان تھا ناری رہتا تھا نوریوں میں، تھا دوزخی رہتا تھا جنتیوں میں تھا مردود رہتا تھا مقبولوں میں اس کا ناری دوزخی اور مردود ہونا اس وقت معلوم ہوا جب اس نے نبی کی تعظیم کا انکار کیا۔اب یہاں سے دو گروہ شروع ہو گئے ایک گروہ مقبولوں کا جنہوں نے نبی کی تعظیم کی دوسرا گروہ مردود شیطان کا جس نے نبی کی تعظیم کا انکار کیا نتیجہ یہ نکلا جو نبی کی تعظیم کرے وہ مقبول اور جنتی اور جو نبی کی تعظیم وتوقیر نہ کرے وہ مردود اور دوزخی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام ملحوظ خاطر رکھیں اور آپ کی بے ادبی کرنے والے شیطانوں سے دور رہیں یہی ایمان کا تقاضا ہے۔

علامت نمبر 11۔ تبرکات کا ادب واحترام:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کا ادب و احترام بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ایک علامت ہے چند احادیث سنئے۔

حدیث نمبر 1:

حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں ایک عورت ایک چادر لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ چادر میں نے اپنے ہاتھوں سے بنی ہے اور آپ کے لئے لائی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائی پھر اسے بطور تہبند باندھ کر ہماری طرف تشریف لائے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک نے دیکھ کر عرض کی کیا ہی اچھی چادر ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مجھے پہنا دیجئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا۔ چنانچہ کچھ دیر کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس سے اٹھ کر چلے گئے پھر واپس آئے تو چادر لپٹی ہوئی آپ کے پاس تھی وہ آپ نے اس سائل صحابی کے پاس بھیج دی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس سے کہا کہ تو نے چادر کا سوال کر کے اچھا نہیں کیا حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ آپ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے اور اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت تھی۔ اس آدمی نے کہا:

وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهَا اِلَّا لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ يَوْمَ اَمُوْتُ ○

(بخاری، ج ا، ص ۲۲۱)

ترجمہ: خدا کی قسم! میں نے یہ سوال اس لئے کیا ہے کہ جب میری وفات ہوگی تو اس کو بطور کفن لوں گا۔

حضرت سہل فرماتے ہیں وہی چادر اس کا کفن بنی۔

حدیث نمبر 2:

علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک اور کچھ ناخن کے تراشے تھے جب ان کی وفات قریب ہوئی تو آپ نے وصیت فرمائی کہ یہ چیزیں میرے منہ اور آنکھوں پر رکھ دینا اور پھر میرا معاملہ ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۵۲)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ان تبرکات کو اپنے ساتھ اس لئے لے گئے کہ ان کی برکت سے خدا میری تقصیرات کو معاف فرما دے گا اور میری قبر میں خدا کی رحمت نازل ہو گی کیونکہ جہاں انبیاء علیہم السلام کے تبرکات ہوں وہاں خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے چنانچہ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ:

حضرت تمیم داری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے روم کے شہر انطاکیہ میں جتنی بارش ہوتی دیکھی ہے اتنی کسی شہر میں نہیں دیکھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شہر میں ایک غار میں تورات، عصائے موسیٰ علیہ السلام، الواح کے ٹکڑے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا دستر خوان موجود ہے۔ جب بادل ان تبرکات کے بالمقابل آتا ہے تو اپنی تمام برکات وہاں نازل کر دیتا ہے۔ (تاریخ بغداد، ج ۹، ص ۴۷۱)

لہٰذا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات اس لئے قبر میں اپنے ساتھ لے جاتے تا کہ ان تبرکات کی برکات قبر میں نصیب ہوں۔

حدیث نمبر 3:

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خالد بن سفیان کو قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں اسے قتل کر کے واپس آیا۔ آپ نے مجھے ایک عصا مبارک عطا فرمایا اور ارشاد

فرمایا اس کے ساتھ جنت میں چلے جانا وہ عصا حضرت عبداللہ کے پاس رہا جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی وصیت کے مطابق وہ عصا ان کے کفن میں رکھ دیا گیا پھر ان کو دفن کر دیا گیا۔ (مجمع الزوائد، ج ۶، ص ۲۰۳)

حدیث نمبر 4:

حضرت ابو عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ احمد بن فضلویہ بڑے زاہد اور غازی تھے اور بڑے تیرانداز تھے ان کے پاس ایک کمان تھی جس کو حضور اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک میں پکڑا تھا فرماتے ہیں۔

مَامَسَسْتُ الْقَوْسَ بِیَدِیْ اِلَّا عَلٰی طَھَارَۃٍ مُنْذُ بَلَغَنِیْ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَخَذَ الْقَوْسَ بِیَدِہٖ۔ (شفا شریف، ج ۲، ص ۴۴)

ترجمہ: جب سے مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کمان کو ہاتھ میں لیا ہے میں نے اس کو بے وضو نہیں چھوا۔

اس عظیم الشان مجاہد کی عقیدت و محبت کا اندازہ کیجئے کہ اس کمان کو بغیر وضو ہاتھ نہیں لگاتے جس کو نبی کریم ﷺ کا ہاتھ لگ چکا تھا اسی ادب و احترام کا نتیجہ تھا کہ وہ اس فن میں مشہور اور نیک نام ہو گئے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس حضور ﷺ کے کچھ تبرکات تھے انہوں نے ان کو ایک کمرے میں محفوظ رکھا تھا اور ہر روز ایک بار ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اگر کوئی نیک اور شریک آدمی ان کے پاس آتا تو اس کو بھی ان کی زیارت کراتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری میراث یہی ہے اللہ ان کی برکات سے تمہیں بھی عزت دے۔ کہتے ہیں کہ اس کمرے میں ایک چارپائی، چمڑے کا تکیہ جس میں خرما کی چھال بھری ہوئی تھی

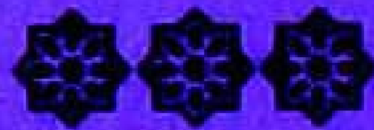
ایک جوڑہ موزہ، لحاف اور چکی اور ایک ترکش جس میں چند تیر تھے لحاف میں حضور علیہ السلام کے سر کی چکنائی کا اثر تھا ایک شخص کو سخت بیماری لاحق ہو گئی۔ جس سے شفا نہ ہوتی تھی حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں التماس کی گئی تو آپ کی اجازت سے اس کی چکنائی میں سے کچھ دھو کر بیمار کی ناک میں ٹپکا دیا گیا وہ شفایاب ہو گیا۔ (مدارج النبوت)

حدیث نمبر 5:

حضرت اسماء بنت صدیق اکبر رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جبہ تھا وہ فرماتی ہیں کہ اس جبہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہنا کرتے تھے ہم اسے دھو کر بیماروں کو وہ پانی پلاتے ہیں تو ان کو شفا ہو جاتی ہے۔

(مسلم۔ ابن ماجہ)

الغرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کا ادب و احترام باعث سعادت ہے اور آپ کی محبت کی علامت ہے۔



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"بے مثل رسول" (حصہ اول)

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ○

ترجمہ: تم فرمادو کہ ظاہری صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے۔

مخلوق کی دو اقسام میں مکلّف اور غیر مکلّف، مکلّف مخلوق غیر مکلّف سے افضل ہے۔ مکلّف مخلوق چار طرح کی ہیں۔ ملائکہ، انسان، جن اور شیطان اور باقی مخلوق غیر مکلّف ہے۔

ملائکہ:

ان کے اجسام ہواتی ہیں اور روحیں نورانی ہیں اس لئے یہ ہوا میں تیزی سے اڑتے ہیں ان میں عرش کو اٹھانے کی طاقت ہے اس لئے کہ ہوا چیزوں کو اٹھا لیتی ہے۔ یہ عالم سموات کے ساکن ہیں۔

شیاطین:

یہ کافر ہیں خدا فرماتا ہے۔ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○ وہ یعنی شیطان کافروں میں سے تھا یہ انسان کے دشمن ہیں خدا فرماتا ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ ○

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بنائے انسان اور جن شیطان میں سے اور یہ ناری مخلوق ہے۔ ابلیس نے کہا تھا خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ تو نے مجھے آگ سے اور اسے مٹی سے پیدا فرمایا۔

جن:

ان میں سے بعض مومن اور بعض کافر ہیں۔

انسان:

انسان کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی ہے۔ یہ پہلے انسان، پہلے آدمی اور پہلے خلیفہ ہیں۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انسان جن اور شیطانوں سے افضل ہیں اور جہاں تک انسانوں اور فرشتوں کا تعلق ہے اس کے بارے میں امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے ایک مخلوق وہ ہے جس کو خدا نے نہ عقل دی ہے نہ شہوت مثلاً نباتات اور دوسری مخلوق وہ ہے جس کو خدا نے شہوت تو دی ہے عقل نہیں مثلاً حیوانات اور تیسری مخلوق وہ جس کو خدا نے عقل دی ہے شہوت نہیں۔ مثلاً فرشتے اور چوتھی مخلوق ہے جس کو خدا نے عقل اور شہوت دونوں دی ہیں مثلاً اگر انسان کی شہوت عقل پر غالب آ جائے تو یہ حیوانات سے بدتر ہو جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ○

ترجمہ: ہم نے بہت سے جنوں اور انسانوں کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے ان کے دل ہیں لیکن فقاہت نہیں۔ آنکھیں ہیں ان سے دیکھتے نہیں، کان ہیں لیکن ان سے سنتے نہیں، وہ حیوانات کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں وہی لوگ غافل ہیں۔

اور اگر انسان کی عقل شہوت پر غالب آ جائے تو یہ فرشتوں سے افضل ہو

جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام انسانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں ان کی عقل کا شہوت پر غلبہ ہوتا ہے اس لیئے وہ فرشتوں سے افضل ہوتے ہیں۔ دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

انبیاء فرشتوں سے افضل ہیں

دلیل اول:

خدا فرماتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ بنانا حضرت آدم علیہ السلام کے افضل ہونے کی دلیل ہے۔

دلیل دوم:

خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں خلافت الٰہیہ کیلیئے آدم علیہ السلام کا انتخاب ہوا، نا کہ فرشتہ کا جو اس بات کی بین دلیل ہے۔ خدا کا نبی حضرت آدم علیہ السلام تمام فرشتوں سے افضل ہے۔

دلیل سوم:

خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کا علم سکھا دیا۔

خدا تعالیٰ نے جو علم حضرت آدم علیہ السلام کو دیا وہ فرشتوں کو نہ دیا اور یہ بھی حضرت آدم علیہ السلام کی دلیل افضلیت ہے۔

دلیل چہارم:

خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۝ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام اور آل ابراہیم (علیہ السلام) اور آل عمران (علیہ السلام) کو تمام عالمین سے چن لیا۔

عالم ما سوا اللہ کو کہتے ہیں معلوم ہوا کہ ان متذکرہ انبیاء کا انتخاب دلیل افضلیت بر ملائکہ ہے۔

پس ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام تمام فرشتوں سے افضل ہیں۔

انبیاء تمام انسانوں سے افضل ہیں

انبیاء علیہم السلام قوت جسمانیہ اور قوت روحانیہ کے اعتبار سے دیگر تمام انسانوں سے افضل ہوتے ہیں۔ قوت جسمانیہ میں دو چیزیں ہیں مدرکہ اور متحرکہ پھر قوت مدرکہ کی دو اقسام ہیں۔ ظاہری حواس اور باطنی حواس

قوت باصرہ:

خدا تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے:

وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۝

اور اسی طرح ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو زمین و آسمانوں کی سلطنت دکھلا دی اس کے تحت علامہ علاؤ الدین نے لکھا ہے۔

اُقِیْمَ عَلٰی صَخْرَةٍ وَّ كُشِفَ لَهٗ عَنِ السَّمٰوٰتِ حَتّٰی رَاَى الْعَرْشَ وَالْكُرْسِیَّ وَمَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ كُشِفَ لَهٗ عَنِ الْاَرْضِ حَتّٰی نَظَرَ اِلٰی اَسْفَلِ الْاَرْضِیْنَ وَ رَاٰی مَا فِیْهَا مِنَ الْعَجَائِبِ ۝

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک پتھر پر کھڑا کیا گیا اور ان کے لئے آسمان

کھول دیئے گئے یہاں تک کہ انہوں نے عرش و کرسی اور جو کچھ آسمانوں میں ہے دیکھ لیا اور آپ کے لئے زمین کھولی گئی یہاں تک تمام زمینوں کے نیچے کو دیکھ لیا اور ان عجائبات کو دیکھا جو زمینوں میں ہیں۔

قوت سامعہ:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کے فاصلے سے چیونٹی کی آواز کو سن لیا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا ○

یہاں تک کہ وادی نمل میں آئے ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو اپنے بلوں میں چلی جاؤ کہیں سلیمان (علیہ السلام) اور اس کا لشکر تمہیں بے خبری میں روند نہ ڈالیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس کی اس بات سے مسکرائے۔

قوت شامہ:

جب حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ مصر سے چلا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں موجود ہو کر اس کرتے کی خوشبو کو سونگھ لیا اور کہا کہ مجھے یوسف علیہ السلام کے کرتے کی خوشبو آ رہی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ ان کے باپ نے کہا مجھے یوسف (علیہ السلام) کی خوشبو آتی ہے۔

قوت ذائقہ:

حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک یہودیہ نے خیبر کے مقام

پر ایک بکری کا گوشت بھون کر اس میں مہلک زہر ملا دیا اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کی دستی لے کر کھائی اور آپ ﷺ کے ساتھ کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی وہ زہر آلو گوشت کھایا پھر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کھانے سے ہاتھ اٹھا لو اور اس یہودیہ کو بلا بھیجا۔ آپ ﷺ نے اس یہودیہ سے کہا کیا تم نے اس گوشت میں زہر ڈالا اس نے دریافت کیا آپ ﷺ کو کس نے بتایا ہے۔ فرمایا میرے ہاتھ کی دستی نے مجھے خبر دی ہے۔ اس نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے اس میں زہر ملایا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیوں؟ کہا اس لئے کہ اگر آپ ﷺ نبی ہیں تو یہ آپ ﷺ کو نقصان نہ دے گا اور اگر نبی نہیں تو ہمیں آپ ﷺ سے امن مل جائے گا۔ آپ ﷺ نے اسے معاف فرما دیا۔ (سنن کبریٰ، ج ۸، ص ۴۶)

قوت لامسہ:

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نارِ نمرود میں ڈالا گیا تو نارِ نمرود گلزار ہو گئی اور اس نے آپ کو جلایا نہیں بلکہ سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو گئی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ ۝

اے آگ سلامتی کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہو جا۔

پس ثابت ہوا کہ خدا کا نبی حواسِ خمسہ کے اعتبار سے دیگر انسانوں سے افضل ہوتا ہے۔

باطنی حواس:

نبی کے باطنی حواس میں سے عقل روح اور دل کا ذکر کیا جاتا ہے۔

عقل:

اگر دنیا بھر کی ریت کا ایک جگہ ڈھیر لگا دیا جائے اور اس میں سے ایک ذرہ الگ کر دیا جائے تو ایک ذرے کے برابر تمام انسانوں کی عقل ہے اور باقی تمام دنیا کی ریت کے ڈھیر کے برابر رسول اکرم ﷺ کی عقل ہے۔

شیخ محقق نے لکھا ہے کہ عقل کے سو حصے ہیں ایک حصہ عقل تمام انسانوں کو دیا گیا ہے اور باقی ننانوے حصے عقل حضور ﷺ کو عطا کی گئی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے غلاموں کی عقل ملاحظہ فرمائیں۔

امام احمد بن حنبل کو نبی کریم ﷺ کی دس لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں۔

امام ابوزرعہ کو سرور کائنات ﷺ کی سات لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں۔

امام بخاری کو رسول اکرم ﷺ کی چھ لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں۔

امام محمد الجعابی کو نبی الانبیاء ﷺ کی چار لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں۔

امام مسلم کو حضور سرور کونین ﷺ کی تین لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں۔

امام عبدالغنی کو رسول پاک ﷺ کی ایک لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں۔

امام ابن النباری کو تیرہ صندوق کتابوں کے بھرے ہوئے زبانی یاد تھے۔

امام زہری نے اسی دن میں سارا قرآن حفظ کر لیا تھا۔

امام شافعی نے پانچ دن میں سارا قرآن یاد کر لیا تھا۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے مکہ مکرمہ میں فتوحات مکیہ لکھی اور عراق تشریف لائے۔ لوگوں نے فتوحات کے بارے میں آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کا نسخہ مکہ مکرمہ میں ہے۔ لوگوں نے کہا فتوحات مکیہ کے بغیر ہمارا گزارہ نہیں۔ آپ نے اپنے حافظہ کی بنا پر ساری فتوحات ان کو لکھوا دیں جب اس

کتاب کو مکہ مکرمہ والے نسخہ سے ملایا گیا تو من وعن کتاب پہلی کتاب سے ملتی جلتی تھی۔

حضرت محمد بن یوسف یمنی نے فقہ حنفی کی ضخیم کتاب ہدایہ شریف سن کر یاد کر لی۔ (جامع کرامات، ص ۵۳۴)

اندازہ لگا لیجئے کہ جس نبی کے امتیوں کی قوت عقلیہ کا یہ کمال ہے اس نبی کی اپنی عقل کا کمال کیا ہوگا۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

روح:

شیخ محی الدین عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے کہ:

اَلْقُطْبُ الْوَاحِدُ فَهُوَ رُوْحُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَهُوَ الْحَمْدُ لِجَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالْاَقْطَابِ مِنْ حِيْنِ النَّشْءِ الْاِنْسَانِيِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ○

قطب واحد حضرت محمد ﷺ کی روح ہے اور وہ ابتدائے انسانیت سے قیامت تک تمام انبیاء مرسلین اور تمام اقطاب کی مدد کرنے والی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے مکتوبات شریف میں لکھا ہے کہ عالم ارواح میں حضور علیہ السلام کی روح تمام نبیوں کی ارواح کی تربیت کرتی رہی ہے اور حضرت علی المرتضیٰ کی روح تمام اولیاء کی روحوں کی تربیت کرتی رہی ہے۔

قلب:

خدا تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ○

اگر یہ قرآن ہم پہاڑ پر نازل کرتے تو ضرور دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔ اگر قرآن پہاڑ پر نازل ہوتا تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا لیکن وہی قرآن نبی کریم کے دل پر نازل کیا گیا خدا فرماتا ہے۔

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ○

ترجمہ: اس نے خدا کے اذن سے قرآن آپ کے دل پر نازل کیا۔

قوت متحرکہ:

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں حجاب کبریا کے نزدیک پہنچا تو آواز آئی اے میرے حبیب گزر جایئے میں نے خیال کیا تو میں حجاب سے پار تھا۔ پھر میں خطاب سنتا تھا اُدْنُ مِنِّیْ میرے نزدیک آجاؤ اس پر میں ایک قدم اٹھاتا تھا تو ہر قدم پر اتنا فاصلہ طے کر لیتا تھا جتنا کہ زمین سے اب تک طے کیا تھا ایک ہزار بار اُدْنُ مِنِّیْ کا خطاب سنا اور ہر قدم پر اتنا ہی فاصلہ طے ہوتا گیا یہاں تک کہ خدا کی بارگاہ خاص میں حاضری ہوئی۔

ادھر سے پیہم تقاضے آیا ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا جمال و رحمت ابھارتے تھے

قوت روحانیہ:

انبیاء کا باطن نہایت پاکیزہ ہوتا ہے وہ گناہ کے تصور سے بھی پاک ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ○

اور اس عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی ارادہ کر لیتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتا حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا جب ساتویں کوٹھڑی میں لے گئی

اور برے ارادے کا اظہار کیا تو آپ نے اپنے رب کی دلیل دیکھی اور اس دلیل کے بارے میں امام فخر الدین رازی نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے۔

اِنَّهٗ تَمَثَّلَ يَعْقُوْبُ فَرَاٰهُ عَاضًّا اَصَابِعَهٗ وَيَقُوْلُ اَتَعْمَلُ عَمَلَ الْفُجَّارِ وَاَنْتَ مَكْتُوْبٌ فِيْ زُمْرَةِ الْاَنْبِيَاءِ ○

حضرت یوسف علیہ السلام پر حضرت یعقوب علیہ السلام متمثل ہوئے اور منہ میں انگلی ڈالے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کیا تو فاجروں کی طرح عمل کرے گا حالانکہ تو زمرہ انبیاء میں لکھا ہوا ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ اللہ کے نبی فواحش ومنکرات سے متنفر ہوتے ہیں ان کا دامن گناہ کے تصور سے پاک ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے تَمَثَّلَ لَهٗ يَعْقُوْبُ فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِهٖ فَخَرَجَتْ شَهْوَتُهٗ مِنْ اَنَامِلِهٖ ○ حضرت یعقوب علیہ السلام نے متمثل ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کے سینے پر ہاتھ مارا تو انگلیوں کے راستے سے شہوت خارج ہوگئی۔

نظر پیا یعقوب پیغمبر منہ وچہ انگلی پائی
نال دہائیاں منع کریندا روندا نال جدائی

الشیخ من عبدہ نے صدیقین کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے۔

هُمُ الَّذِيْنَ زَكَتْ فِطْرَتُهُمْ وَاعْتَدَلَتْ اَمْزِجَتُهُمْ وَصَفَتْ سَرَائِرُهُمْ حَتّٰى اِنَّهُمْ يُمَيِّزُوْنَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَالْخَيْرِ وَالشَّرِّ بِمُجَرَّدِ عُرُوْضِهٖ ○

ان کی فطرت پاکیزہ ہوتی ہے مزاج میں اعتدال ہوتا ہے ان کا باطن پاکیزہ ہوتا ہے یہاں تک کہ جب ان کے سامنے حق و باطل نیکی اور برائی پیش ہوتی ہے تو فوراً تمیز کر لیتے ہیں۔

جب صدیقین کی فطرت اس قدر پاکیزہ ہوتی ہے تو پھر انبیاء کی باطنی طہارت کا کیا کمال ہوگا۔

افضل الانبیاء

ہمارے حضور ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ سید المرسلین ہیں۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

دلیل اول:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

ترجمہ: اس آیت کے تحت امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے۔

فَلَمَّا كَانَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ لَزِمَ اَنْ يَّكُوْنَ اَفْضَلُ مِنْ كُلِّ الْعَالَمِيْنَ ○

جب آپ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں تو لازم ہوا کہ آپ تمام جہانوں سے افضل ہیں۔ (کبیر، ج۲، ص۳۰۰)

آپ تمام جہانوں سے افضل ہیں۔

اور جہانوں میں انبیاء علیہم السلام بھی ہیں اس لئے آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

دلیل دوم:

انبیاء علیہم السلام کو جو کچھ مانگے سے ملا ہمارے حضور ﷺ کو بن مانگے عطا ہوا مثلاً

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے مانگا وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ یا اللہ قیامت کے دن مجھے رسوا نہ کرنا، اور حضور ﷺ کو یہ نعمت بن مانگے عطا ہوئی۔ خدا

فرماتا ہے۔ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا مَعَہٗ۝ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نبی اور ایمانداروں کو رسوانہ کرے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی رضا چاہی خدا فرماتا ہے۔ وَعَجِلْتُ اِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضٰی میں نے تیری طرف اس لئے جلدی کی تاکہ تو راضی ہو جائے اور حبیب کی رضا خدا چاہتا ہے ارشاد ہوتا ہے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی اور عنقریب تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا لَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۝ خواہش کی پیروی نہ کر کہ تجھے بہکا دے خدا کی راہ سے اور حبیب کے بارے میں فرمایا وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتا مگر جو وحی ہوتی ہے۔

نبی کے لبوں پر خدا بولتا ہے
کلام خدا ہے کلام محمد

بے مثل رسول:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزوں سے منع فرمایا۔ ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ تم میں سے میری مثل کون ہے اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ (مسلم شریف)

خدا تعالیٰ نے اپنے بارے میں ارشاد فرمایا لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ کون ہے جو اس کی مثل ہو اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَیُّکُمْ مِثْلِیْ معلوم ہوا خدا بھی بے

مثل اور مصطفےٰ ﷺ بھی بے مثل۔ وہ خدائی میں بے مثل یہ رسالت و نبوت میں بے مثل لیکن اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے۔

اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی ولی اور جن و فرشتہ جبریل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔

(تقویۃ الایمان، ص ۲۱)

حضور اکرم ﷺ کے برابر کا موجود ہونا کذب الٰہی کو مستلزم ہے یعنی اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ خدا تعالیٰ دوسرا محمد پیدا کر سکتا ہے تو خدا کا کلام جھوٹ ہو جائے گا۔ خدا فرماتا ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ○ حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) تم میں سے کسی کے باپ نہیں وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

کیونکہ دوسرا محمد پیدا ہونے سے پھر حضور خاتم النبیین نہیں رہیں گے۔ لہٰذا اسماعیل کا یہ دعویٰ سراسر باطل اور بے بنیاد ہے کہ خدا دوسرا محمد پیدا کر سکتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آپ بے مثل نبی ہیں آپ کی نظیر ناممکن ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے جنت کے کھانے کھلائے جاتے ہیں۔ امام رازی نے لکھا ہے کہ آپ کو جمال رب کا دیدار ہوتا ہے جو آپ کو کھانے پینے کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتا تھا حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط کے ایام میں لوگ آپ کا دیدار کرتے تو چوبیس گھنٹے تک بھوک اور پیاس سے بے نیاز ہو جاتے جب نبی کے دیدار فیض آثار کا یہ کمال ہے تو جو خدا کا دیدار کرتا ہوگا اس کو بھوک اور پیاس کیسے لگ سکتی ہے۔ اس قول کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مجھ میں کھانے پینے والے آدمی جیسی قوت و طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے بھی دو ہاتھ نبی کے بھی دو ہاتھ ہماری بھی دو آنکھیں نبی کی بھی دو آنکھیں ہمارے بھی دو کان نبی کے بھی دو کان لہذا ہم نبی کی مثل ہیں۔ ایسے ظالم لوگوں سے کہو تم ہاتھ تو دو دکھا دو گے لیکن وہ ہاتھ کہاں سے لاؤ گے جو چاند کو شق کر دے دو آنکھیں تو دکھا دو گے لیکن وہ آنکھ کہاں سے لاؤ گے جو بلا حجاب خدا کا دیدار کرے تم دو کان تو دکھا دو گے لیکن وہ کان کہاں سے لاؤ گے جو خالق کائنات کا کلام سن سکیں۔

بعض لوگ یہ آیت پیش کرتے ہیں قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ۔ یُوْحٰی اِلَیَّ کہہ دو کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ امام فخر الدین رازی نے اس آیت کے تحت لکھا ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمَّا بَیَّنَ کَمَالَ کَلَامِ اللّٰہِ اَمَرَ مُحَمَّدًا بِاَنْ یَّسْلُکَ طَرِیْقَۃَ التَّوَاضُعِ فَقَالَ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ۝

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے کمال کو ظاہر کرنا چاہا تو عاجزی کے راستے پر چلنے کا حکم دیا اور فرمایا کہہ دو میں تم جیسا بشر ہوں۔

معلوم ہوا قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ بطور عاجزی آپ سے کہلوایا گیا اور جو کلام نبی بطور انکساری کہے وہ امتی کو کہنے کا حق نہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

(ا) حضرت آدم علیہ السلام نے کہا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا اب ہم ان کو ظالم نہیں کہہ سکتے۔

(ب) حضرت یونس علیہ السلام نے کہا اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ میں ظالموں میں سے ہوں ہم حضرت یونس علیہ السلام کو ظالم نہیں کہہ سکتے۔

(ج) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے فرمایا فَعَلْتُھَا اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ

جب میں نے فرعونی کو مار ڈالا تو اس وقت میں ضالین میں سے تھا۔

کیا ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گمراہ کہہ سکتے ہیں ہر گز نہیں۔

جب ہم حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام کو ظالم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گمراہ نہیں کہہ سکتے اگر کہیں تو دائرہ اسلام سے خارج۔ اسی طرح قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ حضور ﷺ سے بطور انکساری کہلوایا گیا ہمیں کہنے کا حق نہیں۔ لیکن اگر کوئی کہے کہ ہمیں حق حاصل ہے اور ہم حضور ﷺ کو اپنی مثل کہہ سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔

ایک بار ایک صاحب ملنے کے لئے آئے ان کے پاس اس وقت بھری ہوئی بندوق تھی۔ بار بار جی میں آتا تھا کہ ان سے کہہ دوں کہ خدا کے لئے خیر کر کے میرے وجود سے دنیا کو پاک کر دو کیونکہ فرعون و ہامان سے بھی بدتر ہوں۔ (حیات اشرف، ص ۸۶)

نیز مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا ہے۔

میں تو واقعی اپنے کو کلب (کتا) اور خنزیر سے بدتر سمجھتا ہوں۔

(الافاضات، ج ۴، ص ۷۹)

ایک مرتبہ مولانا محمد یعقوب دیوبندی نے کہا۔

یہ شیخ زادے کی قوم بڑی ہی خبیث ہوتی ہے ایک طالب علم نے عرض کیا حضرت آپ بھی تو شیخ زادے ہیں تو بے تکلف فرمایا میں بھی خبیث ہوں۔ (الافاضات، ج ۵، ص ۲۸۷)

مولوی اشرف تھانوی نے مولوی قاسم نانوتوی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ:

"دنیا میں اس سے زیادہ ذلیل وخوار کوئی ہستی نہیں۔"

(ارواح ثلاثہ، ص ۲۸۰)

ان عبارات پر غور کریں کہ مولوی اشرف علی نے کہا میں فرعون و ہامان کتے اور خنزیر سے بھی بدتر ہوں مولوی یعقوب نے کہا میں بھی خبیث ہوں اور قاسم نانوتوی ذلیل وخوار تھا۔ اب اگر ہم اہلسنت و جماعت ان مولویوں کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کریں تو دیوبندی ناراض ہوں گے اور کہیں گے کہ انہوں نے بطور عجز و انکساری یہ الفاظ استعمال کئے ہیں ہم یہ الفاظ ان کے بارے میں استعمال کرنے کا تمہیں حق نہیں دیتے تو ہم اہل سنت و جماعت جواباً کہیں گے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ حضور اکرم ﷺ سے تو اضعاً کہلوایا گیا ہم بھی تمہیں حق نہیں دیتے کہ تم آیت سے یہ نتیجہ نکالو کہ حضور اکرم ﷺ ہماری مثل ہیں۔

جب ہم قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو اپنی مثل بشر کہنا طریقہ کفار ہے چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے،

(ل) فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا ۝

ترجمہ: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کافروں نے کہا ہم تو تجھے اپنی مثل بشر دیکھتے ہیں۔

(ب) مَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

ترجمہ: قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا تو تو ہم جیسا بشر ہے کوئی نشانی لے آ اگر تو سچا ہے۔

(ج) وَمَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

اہل مدین نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا۔

تو ہماری مثل بشر ہے اور ہم تمہیں جھوٹا گمان کرتے ہیں۔

(د) فَقَالُوْا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِیْنَ ○

فرعون اور اس کی قوم نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے بارے میں کہا۔ کیا ہم اپنی مثل دو بشروں پر ایمان لے آئیں ان کی قوم تو ہماری بندی کرنے والے ہیں انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا اور وہ ہلاک ہو گئے۔

(ن) قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ○

کافروں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تم تو ہماری مثل بشر ہو۔

(ی) وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ○

ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے حضور علیہ السلام کے بارے میں کہا اور ظالموں نے سرگوشی کی کہ نہیں ہے یہ مگر تمہاری مثل بشر۔

ان آیات بینات سے پتہ چلا کہ بعض انبیاء علیہم السلام کے زمانے کے کفار نے ان کو اپنی مثل بشر کہا نتیجہ یہ نکلا کہ نبیوں کو اپنی مثل بشر کہنا کافروں کا طریقہ فرعونیوں کا شعار ہے کسی مومن امتی نے آج تک اپنے نبی کو اپنی مثل بشر نہیں کہا۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ نبی کو بشر یا اپنی مثل بشر خدا نے خود یا انبیاء نے یا کفار نے کہا ہے یا پھر شیطان نے کہا۔

خدا نے فرمایا: اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ○

جب کہ تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں مٹی سے بشر (آدم) کو پیدا کرنے والا ہوں۔

انبیاء نے کہا: قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ○

ان کو ان کے رسولوں نے کہا ہم تو تمہاری مثل بشر ہیں۔

کافروں نے کہا: قَالُوْا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ○

کافروں نے کہا تم تو ہماری مثل بشر ہو۔

شیطان نے کہا: جب شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا تو خدا نے اس سے وجہ پوچھی اس نے جواب دیا۔ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ میں بشر کو سجدہ کیوں کروں۔

جو لوگ نبی کو صرف بشر یا اپنی مثل بشر کہتے اور سمجھتے ہیں وہ بتائیں کیا وہ خدا ہیں؟ ہر گز نہیں۔ کیا وہ رسول ہیں؟ بالکل نہیں۔ اب باقی کافر رہ جاتے ہیں کافر یا شیطان اب وہ خود فیصلہ کریں اگر کافروں میں ہونا چاہتے ہیں تو ان کی مرضی اور اگر شیطان بننا چاہتے ہیں تو ان کو مبارک ہو کیسا اچھا ساتھی تلاش کیا ہے۔ لیکن ذرا اس بات پر غور فرمالیں کہ شیطان نے جنت میں رہ کر نبی کو صرف بشر کہا خدا نے اسے جنت سے نکال دیا تو جو دنیا میں رہ کر نبی کو صرف بشر یا اپنی مثل بشر کہے گا خدا اس کو جنت میں کیسے جانے دے گا۔

خدا تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا سایہ پیدا نہیں کیا کیونکہ سایہ اصل کی مثل ہوتا ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ہوتا تو وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہوتا اور خدا کو یہ منظور ہی نہیں کہ کوئی چیز حضور کی مثل ہو اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔

نظر آیا اسے سایہ میں بھی محبوب کا ثانی
خدا نے اس لئے رکھا نہیں سایہ محمدؐ کا

خدا تعالیٰ کا ذاتی نام: اللہ ہے اور اس لفظ کے اوپر یا نیچے کوئی نکتہ نہیں جو اس طرف اشارہ ہے کہ نہ اوپر والی مخلوق میں خدا کا شریک اور نہ نیچے والی مخلوق میں خدا کا شریک ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نام "محمد" ہے اس لفظ کے بھی نہ اوپر کوئی نکتہ ہے نہ نیچے جو اس طرف اشارہ ہے کہ نہ اوپر والی مخلوق میں آپ کی مثل

ہے اور نہ نیچے والی مخلوق میں کوئی آپ کی مثل ہے۔ خدا کی ساری مخلوق میں آپ بے مثل ہیں۔

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امین
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

خالق کائنات کا بھی ذاتی نام ایک ہے اور ساری مخلوق میں ہر انسان کا ذاتی نام ایک ہوتا ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ذاتی نام ہیں۔ زمین پر آپ کا ذاتی نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ ہی کی ایک ذات اقدس ہے جس کے دو ذاتی نام ہیں جو اس طرف اشارہ ہے۔ آپ خدا کی وہ مخلوق ہیں جس کی مثل کوئی مخلوق نہیں۔

محبوب خدا کا کوئی ہم پایہ نہیں ہے
اس شان کا مرسل کوئی آیا نہیں ہے
بے مثل نے محبوب بھی بے مثال بنایا
وہاں جسم نہیں ہے تو یہاں سایہ نہیں ہے

عقلی دلائل:

نمبر 1:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو آپ نے دنیا میں آتے ہی سجدہ کیا اور سجدہ سے سر اٹھا کر انگشت شہادت آسمان کی طرف کی اور کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ یہ کلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اگر آپ کے سوا کوئی اور اس اعتقاد سے یہ کلمہ پڑھے تو کافر ہو جائے۔ معلوم ہوا ہمارا کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے اور نبی کا کلمہ اور ہے۔

نمبر 2:

امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے۔ آپ نے ایک آدمی کو سوتے ہوئے دیکھا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اسے وضو کے لئے جگا دو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسے بیدار کر دیا۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو اعمال صالحہ میں سبقت کرنے والے ہیں۔ آپ نے خود کیوں نہ جگایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میرے جگانے پر بیدار نہ ہوتا تو کافر ہو جاتا اور تیرے جگانے پر یہ بیدار نہ ہوتا تو کافر نہ ہوتا۔ جب نبی ﷺ اور علی کرم اللہ وجہہ میں اتنا فرق ہے تو پھر کون ہے جو نبی کی مثلیت کا دعویٰ کرے۔

نمبر 3:

نبی اگر اذان دے اور کوئی مسلمان نماز کے لئے نہ آئے تو وہ کافر ہو جائے جبکہ عام آدمی کا یہ حکم نہیں تو مثلیت کیسی؟ یہی وجہ ہے نبی کریم ﷺ نے کسی شہر یا آبادی میں اذان نہیں دی۔ صرف ایک مرتبہ سفر میں اذان کہی ہے۔

وہ رحمۃ للعالمین اور تو سراپا بغض و کین
پھر کس طرح آئے یقین تو بھی بشر وہ بھی بشر

نمبر 4:

عام مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض تھیں اور علامہ شامی نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر تہجد کی نماز بھی فرض تھی۔ گویا آپ پر چھ نمازیں فرض تھیں پھر مثلیت کیسی؟

نمبر 5:

نماز عصر کے بعد نفل نماز ہمارے لئے جائز نہیں لیکن علامہ یعقوب شیرازی نے لکھا ہے وَکَانَ یُدَاوِمُ عَلٰی رَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ آپ عصر کے بعد دو رکعتیں ہمیشہ پڑھا کرتے تھے لیکن وَیُکْرَہُ فِیْ حَقِّ غَیْرِہٖ (سفر السعادت، ج۱، ص۸۱) لیکن دوسروں کے لئے مکروہ ہیں لہذا مثلیت کیسی؟

نمبر 6:

نماز پڑھتے ہوئے ہم اگر کسی کو سلام کریں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور ہم نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام نہ کریں تو نماز ناقص ہے۔ التحیات پڑھتے ہوئے ہم کہتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۝

تو شر ہے وہ خیر البشر یکساں کہاں ہیں خیر و شر
ہے فرق ان میں کس قدر تو بھی بشر وہ بھی بشر

نمبر 7:

ہم اگر کسی نمازی کو نماز کی حالت میں بلائیں تو اس کا نہ آنا واجب ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی نمازی کو بلائیں تو اس کا آنا واجب ہے۔ ایک مرتبہ حضرت سعید بن معلی نماز پڑھ رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا انہوں نے نماز جلدی سے ختم کی اور حاضر خدمت ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تک کہاں تھے عرض کی نماز پڑھ رہا تھا۔ فرمایا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا۔ قرآن میں ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ ۝

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تم کو زندگی بخشے۔۔۔۔مقام

غور ہے اتنے فرق کے ہوتے ہوئے مثلیت کا دعویٰ درست کیسے ہو سکتا ہے؟

نمبر 8:

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے بھول کر پانچ رکعتیں پڑھا دیں جب سلام پھیرا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ عرض کی آپ ﷺ نے پانچ رکعتیں پڑھائی ہیں اس پر قبلہ کی جانب ہوئے اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیر دیا۔

(طبرانی صغیر ج۱، ص ۱۰۵) (مسلم، ج۱، ص ۲۱۳)

اس سے دو باتوں کا پتہ چلا۔

(۱) حضور اکرم ﷺ نے پانچ رکعتیں پڑھانے پر اپنا رخ کعبہ سے پھیر لیا پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے یاد دلانے پر قبلہ رخ ہو کر دو سجدے کیے اور سلام پھیرا اس سے آپ کی نماز فاسد نہیں ہوتی اور نماز کی حالت میں ہمارا رخ اگر قبلہ سے پھر جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے پھر مثلیت کیسی؟

(۲) نماز کی حالت میں نبی کریم ﷺ سے کلام کیا جائے تو نماز ٹوٹتی نہیں اگر غیر نبی سے کلام کیا جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ پھر مثلیت کیسی؟

نمبر 9:

کوئی آدمی احرام کی حالت میں نکاح نہیں کر سکتا۔ حضور اکرم ﷺ کی حدیث ہے:

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ یَّتَزَوَّجَ اَوْ یُزَوِّجَ اَوْ یَنْحَرَ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ اِحْرَامِهٖ۔

نبی کریم ﷺ نے احرام کی حالت میں نکاح اور قربانی کرنے سے منع فرمایا۔ (طبرانی کبیر، ج ۱۲، ص ۱۹۵)

لیکن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَھُوَ مُحْرِمٌ ○ (طبرانی کبیر، ج ۱۲، ص ۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں نکاح کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے اسی حال میں نکاح کیا۔

نمبر 10:

عام مسلمان کی وفات کے بعد اس کی بیوی عدت گزارنے کے بعد دوسرے مسلمان سے شادی کر سکتی ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ آپ کے وصال کے بعد کسی دوسرے مسلمان سے شادی نہیں کر سکتی۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ○

ترجمہ: ور نبی کے بعد اس کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح نہ کرو۔

ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

اتنے بڑے فرق کے ہوتے ہوئے مثلیت کا دعویٰ بے بنیاد ہے۔

نمبر 11:

ہمارے لئے شادیوں میں قید ہے۔ کوئی مومن چار سے زائد شادیاں نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ جن عورتوں کو تم پسند کرتے ہو ان سے نکاح کرو دو سے تین سے اور چار سے۔

جو آدمی چار سے زائد شادیاں جائز سمجھ کر کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے

خارج ہے۔ لیکن نبی کریم ﷺ کے لئے شادیوں میں کوئی قید نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے نکاح میں بیک وقت نو ازواج مطہرات رہی ہیں پھر مثلیت کا دعویٰ کیسے درست ہوسکتا ہے۔

نمبر 12:

اگر نبی کریم ﷺ کسی عورت سے نکاح کی رغبت کریں اور وہ عورت بے شوہر کے ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو آپ ﷺ کے نکاح میں دے دے اور سر تسلیم خم کر دے اور اس کے ساتھ کسی دوسرے مومن کو منگنی کرنا حرام ہے اور اگر وہ عورت شوہر والی ہے تو شوہر پر طلاق دینا فوری واجب ہے تاکہ آپ ﷺ اس سے نکاح کر سکیں۔ (خصائص کبریٰ، ج ۲، ص ۶۳۹)

مگر ہم میں سے کسی کا یہ حکم نہیں پھر مثلیت کیسی۔

وہ مظہر صدق و صفا تو پیکر مکر و دغا
کچھ سوچ بھی بہر خدا تو بھی بشر وہ بھی بشر

نمبر 13:

کوئی بھی مسلمان اہل کتاب یعنی یہودی اور عیسائی عورت سے شادی کر سکتا ہے لیکن یہ بات حضور علیہ السلام کے اختصاص میں ہے کہ کتابیہ کا نکاح آپ ﷺ کو حرام ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کی زوجہ مومنوں کی ماں بن جاتی ہے اور یہودی اور عیسائی عورتیں یہ صلاحیت نہیں رکھتیں کہ وہ مومنوں کی مائیں بنیں اور نہ ہی ان کو یہ سزاوار ہے کہ وہ جنت میں آپ کی بیویاں بنیں۔

(خصائص، ج ۲، ص ۶۲۱)

نمبر 14:

بغیر ولی گواہ اور مہر کے نکاح جائز نہیں لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں شرطوں کے بغیر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا ہے۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو صحابہ نے کہا ہم نہیں جانتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی ہے یا ام ولد یعنی کنیز کی حیثیت سے رکھا ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا اگر آپ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ کو پردہ کرائیں گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی ہے اور اگر پردہ نہ کرائیں گے تو مطلب یہ ہوگا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیز ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو پردہ کرایا جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی ہے اور شادی ولی، گواہ اور مہر کے بغیر تھی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آزادی آپ کا مہر قرار پایا اور گواہ اس کے لئے ہوتے ہیں کہ بوقت انکار نکاح کام آئیں اور نبی نکاح کر کے انکار نہیں کرتا اور جس عورت سے نبی نکاح کرنے اگر وہ آپ کی تکذیب کرے تو کافر ہو جائے اور ولی کی ضرورت اس لئے نہ تھی کہ نبی امت کے حق میں تمام اولیاء سے بڑھ کر ولی ہے۔ (خصائص کبریٰ، ج ۲، ص ۲۶۲)

نمبر 15: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ اَنْ اُزَوِّجَ وَاَتَزَوَّجَ اِلَّا اَهْلَ الْجَنَّةِ (زرقانی، ج ۳، ص ۲۱۰)

اللہ تعالیٰ نے انکار کیا کہ میں اپنی کسی بیٹی اور اپنا نکاح کروں مگر یہ کہ وہ جنتی ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی جملہ ازواج مطہرات اور آپ ﷺ کے داماد تمام جنتی ہیں اور آپ ﷺ کی صاجزادیاں یقیناً جنتی ہیں جبکہ عام مسلمان کا یہ حکم نہیں ہے۔

نمبر 16:

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

مَاتَزَوَّجْتُ شَيْئًا مِنْ نِسَائِيْ وَلَا زَوَّجْتُ مِنْ بَنَاتِيْ اِلَّابِوَحْيٍ جَاءَنِيْ بِهٖ جِبْرِيْلُ عَنْ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ۔ (زرقانی، ج ۳، ص ۲۱۹)

میں نے اپنی اور اپنی کسی بیٹی کی شادی بذریعہ وحی کی ہے جو جبریل علیہ السلام میرے رب کی طرف سے لائے۔

ہے کوئی مسلمان جو یہ دعویٰ کرے کہ میری یا میری کسی بیٹی کی شادی وحی الٰہی سے ہوئی ہے۔ ہرگز کوئی نہیں پھر مماثلت کیسی؟

نمبر 17:

بغیر ولی ایجاب وقبول بغیر مہر اور گواہوں کے نکاح منعقد نہیں ہوتا لیکن جب حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی اور عدت پوری ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم جا کر زینب رضی اللہ عنہا کو میری طرف سے نکاح کا پیغام دے دو۔ انہوں نے یہ پیغام حضرت زینب رضی اللہ عنہا تک پہنچایا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں خدا سے استخارہ کرلوں یہ کہہ کر وہ نماز پڑھنے کھڑی ہوئیں ادھر حضور اکرم ﷺ پر یہ وحی نازل ہوئی فَلَمَّا قَضٰی زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا جب زید رضی اللہ عنہ نے اس سے غرض پوری کرلی تو ہم نے اس کی شادی آپ ﷺ سے کردی۔

چنانچہ اسی وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بغیر اطلاع کئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے آئے۔ یہاں پر طبرانی نے لکھا ہے کہ اس وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بال کھلے تھے فرماتی ہیں میں نے دل میں اِنَّہٗ اَمْرٌ مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے حکم نازل ہوا ہے فرماتی ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بغیر منگنی اور گواہوں کے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شادی اور نکاح کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور گواہ جبریل علیہ السلام ہیں۔ (طبرانی کبیر، ج ۲۴، ص ۳۹)

کیا پوری دنیا کے مسلمانوں میں کوئی ایسا ہے جس کی شادی اس طرح ہوئی؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا مثلیت کا دعویٰ غلط ہے۔

نمبر 18:

جب حضور علیہ السلام مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرے۔ اس قیام کے دوران جب آپ کھانا تناول فرماتے تھے تو بچا ہوا کھانا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیتے تھے وہ کھاتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کا نشان دیکھ لیتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سے کھانا کھایا ہے۔

ایک دن ابو ایوب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس کھانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کا نشان نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کھانے میں لہسن تھا۔ عرض کی کیا لہسن حرام ہے؟ فرمایا نہیں تم میری مثل نہیں میرے پاس فرشتہ آتا ہے۔ (خصائص کبریٰ، ج ۲، ص ۶۱۳)

نمبر 19:

حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی

لڑکی کی شادی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کر دیں۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا کہ میں ان کو ہرگز اجازت نہ دوں گا مگر ہاں جبکہ علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دیں۔ میری بیٹی میرے گوشت کا ٹکڑہ ہے جو چیز اس کو ناپسند اور اذیت دیتی ہے وہ مجھے بھی ناپسند اور اذیت دیتی ہے۔ دنیا کے کسی مسلمان کی بیٹی کا یہ حکم نہیں لہذا مماثلت نہ ہوئی۔

عجیب استدلال:

نمبر 1:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر پڑے جس سے آپ ﷺ کی دائیں جانب زخمی ہو گئی اور آپ ﷺ نے کئی دن بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ (مسلم شریف)

لیکن معراج کی رات آپ براق پر سوار تھے جس کا قدم حد نگاہ پر پڑتا تھا۔ اتنی تیز رفتار سواری سے تو حضور اکرم ﷺ گرے نہیں لیکن گھوڑے سے گر پڑے اس میں حکمت یہ تھی کہ گھوڑے سے گر پڑے اس طرف اشارہ تھا کہ میں صاحب کمالات ہونے کے باوجود خدا نہیں اور براق سے نہ گرے یہ اس طرف اشارہ تھا کہ اے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تمہارے جیسا بھی نہیں۔

نمبر 2:

حضور سرور کونین ﷺ اخیر عمر میں دردِ سر اور بے ہوشی کے مرض میں مبتلا ہوئے اور اس مرض کے دوران خالق حقیقی سے جا ملے اس کے باوجود آپ نے کئی بیماروں کو شفایاب کیا مثلاً جب سانپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایڑھی پر ڈس لیا تو آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگا کر ٹھیک کر دیا۔ (مشکوۃ، ص ۵۶۲)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھیں دکھنے آ گئیں آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا وہ ٹھیک ہو گئیں۔ (مشکوۃ، ج ۳، ص ۴)

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا ڈھیلا نکل گیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگا کر ڈھیلا ان کی آنکھ میں رکھ دیا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ روشن ہو گئی۔ (کتاب الاصابہ، ج ۳، ص ۲۲۵)

رسول اللہ ﷺ نے ان بیماروں کو لعاب دہن سے ٹھیک کر دیا اور گویا اس طرف اشارہ فرما دیا کہ میں تم جیسا نہیں اور خود بے ہوشی کے مرض میں مبتلا رہ کر یہ سمجھا دیا کہ میں خدا جیسا نہیں۔

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
برزخ ہیں وہ سرِ نہاں یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

نمبر 3:

غزوۂ احد میں عتبہ بن ابی وقاص نے سنگ باری کی جس سے رسول اکرم ﷺ کے دانت کو صدمہ پہنچا اور آپ کا ہونٹ زخمی ہوا جس سے خون نکلا۔ لیکن معراج کی رات آپ کا شق صدر ہوا تو خون نہیں نکلا۔ لَمْ یَسِلِ الدَّمَ خون نہ نکلا۔ غزوۂ احد میں ہونٹ سے خون کا نکلنا اس طرف اشارہ تھا کہ میں خدا نہیں اور شق صدر کے وقت خون کا نہ نکلنا اس طرف اشارہ تھا کہ میں تم جیسا بھی نہیں ہوں۔

نمبر 4:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہود عالم تھا اس کے رسول خدا پر چند دینار تھے اس نے آپ سے تقاضا کیا۔ آپ نے اس سے فرمایا

اے یہودی! میرے پاس کچھ نہیں کہ میں تجھے دوں اس نے کہا اے محمد ﷺ! میں اس وقت تک تجھ سے جدا نہ ہوں گا جب تک آپ میرا قرض ادا نہ کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اچھا میں تیرے پاس بیٹھ جاتا ہوں چنانچہ آپ ﷺ اس کے سامنے بیٹھ گئے اور اسی مقام پر آپ نے ظہر، عصر، مغرب عشاء اور فجر نماز ادا فرمائی۔ رسول خدا ﷺ کے صحابی اسے دھمکاتے اور نکال دینے کا خوف دلاتے تھے جب رسول خدا ﷺ نے اس بات کو محسوس کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو دھمکاتے ہیں تو آپ ﷺ نے ان کو منع کیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ایک یہودی آپ کو روک سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خدا تعالیٰ نے مجھے منع فرمایا ہے کہ میں اس شخص پر ظلم کروں جو ہماری پناہ اور ذمہ میں ہے پھر جب دن چڑھ گیا تو یہودی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ خدا کے رسول ہیں۔ اور میرے مال کا آدھا حصہ خدا کی راہ میں صدقہ ہے اور خدا کی قسم میں نے آپ ﷺ کے ساتھ جو سلوک کیا ہے صرف اس لئے کہ دیکھوں جو صفات تورات میں مذکور ہیں آپ میں پائی جاتی ہیں کہ نہیں۔ تورات میں لکھا ہے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) بن عبداللہ مکہ میں پیدا ہوں گے۔ طیبہ کی طرف ہجرت کریں گے ان کی حکومت شام میں ہوگی۔ (مشکوۃ، ج ۲، ص ۱۵۴)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا باپ عبداللہ بن عمرو شہید ہو گیا اور ان پر قرض تھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ قرض خواہوں سے کہہ دیں کہ کچھ قرض معاف کر دیں ان سے کہا گیا وہ نہ مانے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ہر قسم کی کھجور اتار کر اس کا ڈھیر لگا لو اور مجھے اطلاع کر دو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا اور بارگاہ

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ڈھیر پر تشریف فرما ہو گئے۔ پھر فرمایا اب تول تول کر قرض خواہوں کو دیتے جاؤ۔ میں نے سب کا قرض ادا کر دیا جو کھجوریں باقی بچیں ان کو دیکھا گیا تو یوں محسوس ہوا کہ ڈھیر میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔

(مسند ابی یعلیٰ، ج ۳، ص ۴۳۱، مسند امام احمد، ج ۳، ص ۳۶۵)

یہودی کو قرض بروقت ادا نہ کر سکنا اس طرف اشارہ تھا کہ میں خدا نہیں اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قرض ادا کر دینا اس طرف اشارہ تھا کہ میں تم جیسا بھی نہیں۔

نمبر 5:

تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی ابن ملکان سے کہا جاؤ کہیں سے پانی تلاش کر کے لاؤ۔ وہ گئے دیکھا کہ آسمان سے ایک پرندہ اترا اس نے ریت کے چھوڑے سے ٹیلے پر بیٹھ کر اپنی چونچ سے ریت کو کریدا پھر اڑ گیا۔ حضرت ابن ملکان نے اسی جگہ سے ریت کریدی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ آپ نے خود بھی پیا اور رسول خدا کے لیئے برتن میں پانی بھر لیا اور آپ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن ملکان پانی والا ہاتھ میرے دل پر رکھ دو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو ان کا ہاتھ اندھیرے میں چمکتا تھا۔ (تاریخ بغداد)

غزالی زماں مولانا احمد سعید کاظمی نے لکھا ہے کہ معراج کی رات خدا تعالیٰ نے اٹھارہ سال کی لمبی کر دی اب مقام غور ہے کہ اتنے عرصہ میں آپ کو پیاس نہ لگی۔ پیاس محسوس ہونا اس طرف اشارہ ہے کہ میں خدا نہیں اور اٹھارہ سال تک کے عرصہ میں پیاس نہ لگنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ میں تم جیسا نہیں۔

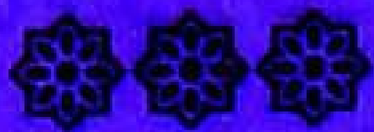
نمبر 6:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خیبر سے واپسی پر رات کا وقت تھا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ آپ کو اونگھ آ گئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر جھکے تو میں نے جگائے بغیر آپ کو سہارا دیا حتیٰ کہ آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر چلتے رہے یہاں تک کہ رات ڈھل گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر جھک گئے تو میں نے جگائے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا دیا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہو کر سواری پر بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ رات کا آخری حصہ آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر سواری پر پہلی دو بار سے زیادہ جھک گئے۔ قریب تھا کہ گر پڑتے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اقدس اٹھا کر پوچھا۔ تم کون ہو؟ میں نے عرض کی ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ)۔ پوچھا کب سے میرے ساتھ چل رہے ہو؟ میں نے عرض کی پوری رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا آ رہا ہوں۔ فرمایا خدا تمہاری حفاظت کرے جس طرح تم نے اپنے نبی کی حفاظت کی ہے۔

(مسلم کتاب المساجد)

لیکن معراج کی رات اٹھارہ سال لمبی رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند نہیں آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نیند کا غلبہ ہونا اس طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا نہیں ہیں اور اٹھارہ سال لمبی رات نیند نہ آنا اس طرف اشارہ ہے کہ میں تم جیسا نہیں ہوں بلکہ بے مثل ہوں۔

تیرا قد تو نادر دہر ہے کوئی مثال ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں



(حصہ دوم)

بے مثل رسول

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل رسول ہیں مسند امام احمد میں حدیث ہے:

اُعْطِیْتُ مَالَمْ یُعْطِ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ ○

ترجمہ: مجھے جو کچھ بھی عطا کیا گیا وہ پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوا۔

یعنی ہر وہ چیز جو مجھے عطا کی گئی اس کی پہلے انبیاء میں مثال نہیں ملتی۔

نتیجہ یہ نکلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذات و صفات کے اعتبار سے، رسالت کے اعتبار سے بے مثل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب قرآن ملا تو بے مثل، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تو بے مثل، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بے مثل ہیں، آل و اصحاب ملے تو بے مثل، اولیاء علم ملے تو بے مثل اور امت ملی تو بے مثل غرضیکہ ہر وہ چیز جس کا بالواسطہ یا بلا واسطہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہو گیا وہ بے مثل ہو گئی۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

ذات بے مثل:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قامت زیبا کا سایہ نہ تھا خدا تعالیٰ نے آپ کے جسد اقدس کو ایسا لطیف و نظیف اور پاکیزہ و برگزیدہ بنایا تھا کہ اس میں مادی کثافت بالکل نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مادی کثافتوں سے پاک اور سراپا نور تھے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: "وَسِرَاجًا مُّنِيرًا" ایک اور جگہ فرمایا "قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ" چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا فِيْ قَلْبِيْ وَ نُوْرًا فِيْ قَبْرِيْ وَ نُوْرًا مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَنُوْرًا مِنْ خَلْفِيْ وَ نُوْرًا عَنْ يَمِيْنِيْ ، وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِيْ وَنُوْرًا مِنْ فَوْقِيْ وَ نُوْرًا مِنْ تَحْتِيْ وَ نُوْرًا فِيْ سَمْعِيْ وَ نُوْرًا فِيْ بَصَرِيْ وَ نُوْرًا فِيْ شَعْرِيْ وَ نُوْرًا فِيْ بَشَرِيْ وَ نُوْرًا فِيْ لَحْمِيْ وَ نُوْرًا فِيْ دَمِيْ وَ نُوْرًا فِيْ عِظَامِيْ اَللّٰهُمَّ اَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا وَ اَعْطِنِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِيْ نُوْرًا ○ (ترمذی شریف)

ترجمہ: اے اللہ میرے لئے میرے دل میں نور کر دے اور میری قبر میں نور کر دے، میرے آگے نور میرے پیچھے نور میرے دائیں اور بائیں نور، میرے اوپر نیچے نور اور میرے کانوں میں نور، میری آنکھوں میں نور، میرے بالوں میں نور، میری جلد میں نور میرے گوشت میں نور، میرے خون میں نور، میری ہڈیوں میں نور کر دے اے اللہ میرے لئے بہت زیادہ نور کر دے اور مجھ کو نور عطا کر اور میرے لئے نور کر دے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

(ا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ہر عضو نور ہے۔ اندر باہر، اوپر نیچے، دائیں بائیں، آگے پیچھے نور ہی نور ہے تو پھر سایہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ جو چیز ہر جہت سے نور ہو اس کا سایہ نہ ہوگا۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

(ب) شیطان انسان کے پاس چھ اطراف سے آکر حملہ کرتا ہے۔ آگے پیچھے، دائیں بائیں اور اوپر نیچے سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان چھ اطراف سے نور ہیں اور نور میں ٹھنڈک ہوتی ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور ٹھنڈک سے آگ بجھ جاتی ہے لہذا یہی وجہ ہے کہ شیطان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آنے سے ڈرتا ہے۔

(ج) جب آپ کے کان میں نور آ گیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ ﷺ دور کی آواز کو سن لیتے ہیں چنانچہ حدیث میں ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ قُلْنَا وَ بَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِیْ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَامَ الْاَنْبِیَاءِ ○ (جلاء الافہام، ص ۶۳)

کہیں سے بھی کوئی بندہ مجھ پر درود شریف پڑھے تو اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے۔

ہم نے عرض کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں وفات کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔

(د) آپ کی آنکھوں میں نور آ گیا تو آپ دور کی چیزوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَتَرَی الْمَلٰٓئِکَۃَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ○

ترجمہ: تو ان فرشتوں کو دیکھ رہا ہے جو فرش کے گرد جمع ہو کر اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں۔

جو نگاہ فرش سے عرش تک پہنچ جاتی ہے اس سے دنیا کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی چنانچہ حدیث میں ہے کہ

مَامِنْ شَیْءٍ لَمْ اَکُنْ اَرَیْتُہٗ اِلَّا قَدْ رَاَیْتُہٗ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا حَتّٰی الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ ○

ترجمہ: کوئی شے ایسی نہیں جو مجھ کو نہ دکھائی گئی ہو مگر میں نے اسے اس مقام پر دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی۔

جنت ساتویں آسمان کے اوپر اور دوزخ ساتویں زمین کے نیچے ہے۔

پتہ چلا کہ تحت الثریٰ سے لے کر ساتویں آسمان کے اوپر جنت تک کوئی چیز آپ ﷺ پر پوشیدہ نہیں۔

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

(ن) ملا علی قاری نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

نُوْرُ الْقَلْبِ كَاشِفٌ عَنِ الْمَعْلُوْمَاتِ ○

یعنی دل میں نور آنے سے آپ ﷺ کے علم میں اضافہ ہوا۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عائش سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

رَأَيْتُ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ○ (مشکوٰۃ)

میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا۔ رب تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے سینے پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی پس میں نے زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو جان لیا۔

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

(ی) حدیث زیر بحث سے یہ نتیجہ نکالنا کہ نبی کریم ﷺ اس دعا سے پہلے نور نہ تھے سراسر غلط ہے اس لئے کہ خدا فرماتا ہے:

اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

بے شک تو صراط مستقیم پر ہے۔

اِنَّكَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ○

بے شک تو سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ آپ ﷺ صراط مستقیم کے مرتبے پر فائز تھے اس کے باوجود آپ ﷺ ہر نماز میں پڑھتے تھے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ معلوم ہوا صراط مستقیم پر رہ کر صراط مستقیم کی دعا مانگتے تھے اسی طرح نور ہو کر نور کی دعا مانگی۔

صفات بے مثل:

قوت باصرہ:

امام بخاری نے روایت کی ہے کہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هٰهُنَا وَاللّٰهِ مَا یَخْفٰى عَلَیَّ رُكُوْعُكُمْ وَلَا خُشُوْعُكُمْ وَاِنِّیْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ○

(بخاری، ج ا، ص ۲-۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں صرف سامنے دیکھتا ہوں۔ قسم بخدا نہ مجھ پر تمہاری نماز کی ظاہری حالت پوشیدہ ہوتی ہے اور نہ باطنی خشوع و خضوع۔ بیشک میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ کی قوت باصرہ کی یہ صفت دائمی ہے عارضی نہیں اس لئے کہ۔

(ا) نماز کے اندر یا باہر تمام کائنات کو دیکھنا خدا کی ایک عظیم نعمت ہے اور قانون خدا یہ ہے کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہاری

نعمتوں میں اضافہ کروں گا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شکر گزار نہیں۔
لہذا آپ کی نعمت قوت باصرہ میں روز افزوں ترقی تو ممکن ہے کمی نہیں ہو سکتی۔

(ب) خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا آپ دعا فرمائیں اے اللہ میرے علم میں زیادتی عطا فرما۔

مقام غور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا مقصود یہ ہے کہ رسول خدا کے علم میں اضافہ ہو اور کائنات کو ہر طرف سے دیکھنا علم کا سبب ہے اور ہمیشہ دیکھنا علم میں زیادتی کا سبب ہے تو اللہ تعالیٰ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں زیادتی کا خواہاں ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی طور پر دیکھنا زیادتی علم کے لئے ضروری ہے۔

(ج) کوئی نعمت ہمیشہ کے لئے نہ دینے کی چار وجوہات ہو سکتی ہیں۔

پہلی وجہ:

دینے والے میں نعمت دینے سے کوئی کمی آ جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کسی بھی وقت کسی نعمت میں کمی کا تصور بھی جائز نہیں کیونکہ کمی متصور ہوتی تو اللہ نعمت دیتا ہی نہیں۔

دوسری وجہ:

نعمت لینے والا اس کا اہل نہیں۔

رسول خدا سے بڑھ کر کون ہے جو خدا کی نعمت کا اہل ہو۔

تیسری وجہ:

نعمت لینے والا نعمت دینے والے کی مرضی کے خلاف کر دیتا ہے اور وہ ناراض ہو جاتا ہے اور نعمت واپس لے لیتا ہے۔

یہ وجہ بھی درست نہیں اس لئے کہ رسول کا مقام تو یہ ہے کہ:

قُلْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَىَّ ○

آپ ﷺ فرمائیں کہ میں تو اللہ کی وحی کے بغیر کام نہیں کرتا نیز خدا خود اپنے محبوب کی رضا چاہتا ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○

عنقریب آپ کا خدا آپ کو اتنا دے گا کہ آپ کو راضی کرے گا۔

فَتَرْضٰی نے ڈالی ہیں باہیں گلے میں
کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی
فترضیٰ کی یہ پیاری پیاری صدا ہے
کہ ہو گا . قیامت میں چاہا تمہارا

چوتھی وجہ:

نعمت لینے والے سے زیادہ کوئی اور محبوب ہے۔

یہ وجہ بھی درست نہیں اس لئے آپ سے بڑھ کر خدا کا اور کوئی محبوب ہے ہی نہیں۔ ان کی محبوبی کا تو یہ حال ہے کہ خدا فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ○

آپ فرمادیں اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہوتو میری اتباع کرو۔ خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔

جب رسول ﷺ کی اتباع کرنے والے خدا کے محبوب ہیں تو خود رسول اکرم ﷺ خدا کے کتنے محبوب ہوں گے۔

(د) معراج کی رات حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ!

قَلْبٌ سَدِيْدٌ فِيْهِ عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ ○

دل مبارک ہر قسم کی کجی سے پاک ہے اس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں۔

یہ آنکھیں دور کی چیزوں کو دیکھنے کے لئے اور کان دور کی آوازوں کو سننے کے لئے ہیں جس طرح ظاہری آنکھوں کا دیکھنا دائمی ہے اور ظاہر کانوں کا سننا دائمی ہے اسی طرح دل کی آنکھوں کا دیکھنا اور کانوں کا سننا دائمی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ ○

ترجمہ: میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

قوت سامع:

خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کو قوت سامعہ بھی بے مثال عطا فرمائی ہے اس وقت ساری دنیا میں مسلمان موجود ہیں اور اپنے اپنے ملک میں اپنی اپنی مساجد میں نمازیں ادا کرتے ہیں اور نماز میں جب التحیات پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ○

ترجمہ: اور سلام کا جواب دینا فرض ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے:

وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَا اَوْ رُدُّوْھَا ○

ترجمہ: اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ ہر سلام کرنے والے کا جواب دیتے ہیں اور سلام کے جواب سے پہلے سلام کا سننا ضروری ہے اس لئے پتہ چلا کہ حضور اکرم ﷺ ساری دنیا کے مسلمانوں کے درود و سلام کو سنتے ہیں اور اس کا

جواب بھی دیتے ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول خدا کی بارگاہ میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی نبوت کی نشانی جس وجہ سے میں آپ کے دین میں داخل ہوا ہوں یہ ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھولے میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے باتیں کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند کو انگلی کا جدھر اشارہ کرتے تھے وہ ادھر ہو جاتا تھا۔ فرمایا: میں اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے منع کرتا تھا اور جب وہ عرش کے نیچے سجدہ میں گرتا تھا تو میں اس کی آواز سنتا تھا۔ (تفسیر مظہری، ج۶، ص۵۱۲)

کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لئے
وہ سراپا نور تھے یہ تھا کھلونا نور کا
چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

رسالت بے مثل:

حضور سرور کائنات تمام انسانوں کے رسول ہیں۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا ۝

ترجمہ: تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے انبیاء کے بھی رسول ہیں۔ خدا فرماتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ ۝

یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و

حکمت دوں پھر ایسا رسول آئے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا۔

معلوم ہوا کہ انبیاء کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں کیونکہ آپ ان کے لئے بھی رسول بن کر آئے ہیں۔

انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو

کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام فرشتوں کے بھی رسول بن کر آئے ہیں۔ دلائل یہ ہیں۔

دلیل اول:

حضرت اسرافیل علیہ السلام اہل آسمان کے مؤذن ہیں جب آپ اذان دیتے ہیں تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے آپ کی اذان سنتے ہیں۔ حضرت میکائیل علیہ السلام بیت المعمور میں تمام فرشتوں کی امامت کراتے ہیں۔

(الحاوی، ج ۲، ص ۱۴۲)

اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے وہی اذان دیتے ہیں جو ہماری اذان ہے اور ہماری طرف امامت کراتے ہیں اس لئے کہ وہ بھی ہمارے نبی کے امتی ہیں۔

دلیل دوم:

حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ:

اِذَا كَانَ الرَّجُلُ فِي اَرْضٍ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ صَلّٰى خَلْفَهٗ مَلَكَانِ فَاِنْ اَذَّنَ وَاَقَامَ صَلّٰى خَلْفَهٗ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مَالَا يُرٰى طَرَفَاهُ يَرْكَعُوْنَ بِرُكُوْعِهٖ وَيَسْجُدُوْا بِسُجُوْدِهٖ وَيُؤْمِنُوْنَ عَلٰى دُعَائِهٖ○ (الحاوی، ج ۲، ص ۱۴۳)

جب کوئی آدمی کسی زمین میں ہوتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے تو اس کے

پیچھے دو فرشتے نماز ادا کرتے ہیں۔ اگر وہ اذان کہہ کر نماز قائم کرتا ہے تو دونوں طرف حدِ نگاہ تک فرشتے اس کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں۔ اس کے رکوع کے ساتھ رکوع سجدے کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں اور اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔

دلیل سوم:

حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان میں نازل ہوئے۔ آپ پر وحشت طاری ہوئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام امین نازل ہوئے انہوں نے اذان کہی اور اذان میں دو مرتبہ کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حضرت جبرائیل علیہ السلام امین کی یہ شہادت اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے بھی رسول بن کر آئے ہیں۔

دلیل چہارم:

حدیث میں آیا ہے:

فَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَائِيْلُ وَ مِيْكَائِيْلُ وَ اَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ ۝ (مشکوٰۃ)

میرے دو وزیر اہل آسمان سے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام ہیں اور دو وزیر اہل زمین سے صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہم ہیں۔

وزیر بادشاہ کے ہوتے ہیں اور اس کے متبعین سے ہوتے ہیں لہذا جس طرح حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں حضرت جبرائیل امین اور میکائیل علیہم السلام بھی آپ کے امتی ہیں۔

اللہ اللہ شہِ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

بلکہ حضور علیہ السلام ساری مخلوق کے رسول ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر وہ کتاب نازل فرمائی جو حق و باطل کے درمیان فرق کرتی ہے تاکہ وہ تمام جہانوں کا نذیر یعنی نبی بن جائے۔

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
ان کا ان کا تمہارا ہمارا نبی

جب ساری مخلوق کے رسول ہیں تو سب کی زبان جانتے ہیں خدا فرماتا ہے:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ ۝

ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان دے کر بھیجا ہے۔

دلیل اول:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہء انور پر ہر ملک کا باشندہ اپنی اپنی زبان میں بات کرتا ہے اور آپ سب کے سنتے ہیں۔ کوئی فرشتہ ترجمان نہیں ہوتا۔

دلیل دوم:

مختلف زبانیں بولنے والے خدا کے برگزیدہ بندے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کی زبان میں کلام فرماتے ہیں جس سے پتہ چلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کی زبان جانتے ہیں۔

ازواج بے مثل:

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ۝

اے نبی کی عورتو تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

چند ازواج مطہرات کا ذکر ملاحظہ ہو۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ:

(ا) جب حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی آمد شروع ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اگر ممکن ہو تو جس وقت وہ فرشتہ آپ کے پاس آئے مجھے ضرور مطلع فرمائیں چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام امین آپ کے پاس آئے تو آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو مطلع فرمایا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی آپ میری آغوش میں آ جائیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آغوش میں آ گئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا سر کھول دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کیا آپ اس وقت بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت ہو خدا کی قسم! یہ فرشتہ ہے۔ شیطان نہیں۔ اگر شیطان ہوتا تو نہ شرماتا۔

(فتح الباری، ج۸، ص۵۵۳)

اس واقعہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وفور عقل ثابت ہوتا ہے۔

(ب) جاہلیت کے ایک عہد میں مکہ کی عورتیں جمع ہوئیں ان میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں یکا یک ایک آدمی ظاہر ہوا اور بلند آواز سے ندا دی۔

اے عورتو! تمہارے شہر میں عنقریب ایک نبی ظاہر ہوگا جس کا نام احمد ہو گا جو عورت تم میں سے اس کی بیوی بن سکے تو ضرور ایسا کر گزرے۔ سب عورتوں نے اس ندا دینے والے کو سنگریزے مارے مگر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایسا نہیں کیا اور خاموش ہو گئیں۔ بعد میں آپ کا نکاح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔

(کتاب الاصابہ، ج۴، ص۲۸۳)

(ج) بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے لئے کھانا لا رہی ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو ان کو پروردگار کی طرف سے اور پھر میری طرف سے سلام کہہ دیں اور ان کو جنت کے ایک محل کی بشارت دے دیں جس میں کوئی شور وغل نہ ہو گا اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی مشقت اور تکلیف ہو گی۔

نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ نے جواب میں فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ خود ہی سلام ہے البتہ جبرائیل علیہ السلام پر سلام ہو اور خدا کی برکتیں اور رحمتیں ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

آپ کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! یہ جبرائیل (علیہ السلام) تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے عرض کی: ان پر بھی سلام رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں سے بہت لوگ کمال کو پہنچے اور عورتوں میں سے سوائے حضرت مریم علیہا السلام اور آسیہ زوجہ فرعون کے سوا کوئی عورت کمال کو نہیں پہنچی اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سوا کسی باکرہ سے نکاح نہ فرمایا۔

(۴) نکاح سے پیشتر فرشتہ میری تصویر لے کر نازل ہوا اور آپ ﷺ کو دکھلا کر کہا یہ آپ ﷺ کی بیوی ہے۔

(۵) رسول خدا ﷺ سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے تھے۔

(۶) جو شخص سب سے زیادہ نبی کو محبوب تھا میں اس کی بیٹی ہوں۔

(۷) میری براءت کی آیات آسمان سے نازل ہوئیں۔

(۸) میں نے حضرت جرائیل علیہ السلام کو دیکھا میرے سوا کسی نے نہ دیکھا۔

(۹) جب حضرت جرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو میں اور آپ ﷺ ایک لحاف میں ہوتے۔

(۱۰) میری باری کے دو دن اور دو راتیں تھیں۔

(۱۱) انتقال کے وقت آپ ﷺ کا سر اقدس میری گود میں تھا۔

(۱۲) آپ ﷺ میرے حجرے میں مدفون ہوئے۔

(مجمع الزوائد، ج۹، ص ۲۴۱)

آل رسول بے مثل:

(ا) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِیْ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ○

جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے ان کے باپ اور ماں سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔ (اسد الغابہ، ج۴، ص ۲۹)

(ب) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ ہمیں

ملنے کے لئے تشریف لائے اور رات ہمارے ہاں قیام فرمایا اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم دونوں سوئے ہوئے تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور مشکیزے سے پانی لائے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے ہاتھ بڑھا کر پانی پینا چاہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ دیا بلکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ آپ سے کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاید آپ امام حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبت کرتے ہیں فرمایا نہیں بلکہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے پہلے پانی مانگا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)!

اِنِّیْ وَاِیَّاكَ وَهٰذَانِ وَهٰذَا الرَّاقِدُ یَعْنِیْ عَلِیًّا فِیْ مَكَانٍ وَّاحِدٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ○

میں اور تو اور یہ دونوں اور یہ سونے والے علی (رضی اللہ عنہ) قیامت کے دن ایک جگہ ہوں گے۔ (اسد الغابہ، ج۵، ص ۲۶۹)

اللہ اللہ نبی کا گھرانہ یہ گھرانہ وراء الوراء ہے
اس میں حسنین ہیں فاطمہ ہے اس گھرانے میں مشکل کشا ہے
کعبہ عشق کا ہوں نمازی ان کی نظر عنایت پر راضی
میری تربت پہ لکھ دینا کاتب پنجتن کا یہ ادنیٰ گدا ہے

(ج) سترہ ہجری کا سال تباہی و بربادی کا سال کہلاتا ہے۔ لوگوں نے کئی مرتبہ نماز استسقیٰ ادا کی لیکن بارش نہ ہوئی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کل میں ان لوگوں کے وسیلے سے بارش کی دعا کروں گا جن کے وسیلے سے ضرور بارش ہو گی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جا کر حضرت عباس کا دروازہ کھٹکھٹایا، انہوں نے کہا کون؟ فرمایا عمر ہوں۔ پوچھا کیا کام ہے فرمایا بارش کی دعا کرنی ہے انہوں نے کہا ذرا ٹھہرو بنی ہاشم سے کہہ دو بہترین لباس زیب تن کر کے باہر نکلیں اور خوشبو لگائیں

پھر اس طرح باہر نکلے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے آگے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دائیں بائیں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے پیچھے باقی بنو ہاشم۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ کوئی اور شامل نہ ہو پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نماز کی جگہ پہنچ کر خدا کی حمد و ثناء بیان کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ موسلادھار بارش ہونے لگی اور لوگ بھیگتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس ہوئے۔(صواعق محرقہ، ص ۱۷۸)

جب ہجرت کی رات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے بستر پر سوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں گئے اور مکہ سے باہر ایک غار میں ٹھہرے اس شب کفار کا ارادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا تھا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام سے فرمایا میں نے تمہارے درمیان بھائی چارہ قائم کیا ہے اور تمہاری زندگی ایک دوسرے سے دراز کی ہے بتاؤ تم میں سے کون ہے جو اپنے بھائی پر اپنی زندگی کا ایثار کرے اور مرنے کو تیار ہو دونوں اپنی اپنی زندگی بارگاہ الٰہی سے طلب کرنے لگے۔ خدا کی طرف سے ارشاد ہوا اے جبرائیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام دیکھو علی المرتضیٰ اپنی زندگی کی قربانی کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر لیٹ گیا ہے کیونکہ ان دونوں کے درمیان سلسلہء اخوت قائم ہوا ہے۔

اب تم دونوں جاؤ اور دشمنوں سے ان کی حفاظت کرو چنانچہ دونوں آپ کی حفاظت کے لئے آئے ایک سرہانے کی طرف اور ایک پاؤں کی طرف کھڑا ہو گیا اور زبان حال سے کہنے لگے۔

مَنْ مِّثْلُكَ يَاابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اِنَّ اللّٰهَ يُبَاهِيْ بِكَ عَلٰى مَلَائِكَتِهٖ○

اے علی (کرم اللہ وجہہ)! تمہاری مثل کون ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم

پر فرشتوں کے سامنے فخر کر رہا ہے۔

اس وقت یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۝

اللہ کے بعض بندے وہ ہیں جو اس کی رضا جوئی میں اپنی جان بیچتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر شفقت کرنے والا ہے۔

اس واقعہ میں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ایثار کی ایک عظیم مثال ہے کہ انہوں نے یہ جانتے ہوئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر لیٹنا خطرے سے خالی نہیں پھر بھی اپنی جان کی قربانی پیش کر دی کیونکہ:

حوصلہ ہارے نہ انسان پریشانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں
ڈوب سکتی نہیں کبھی موجوں کی طغیانی میں
جن کی کشتی ہو محمدؐ کی نگہبانی میں

صحابہ بے مثل:

صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل شدہ چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر 1:

خدا تعالٰی ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ۝

ترجمہ: اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور جنہوں نے ٹھکانہ دیا اور مدد کی وہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لئے مغفرت ہے

اور عزت کی روزی ہے۔

آیت نمبر 2:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○

ترجمہ: مہاجرین اور انصار میں سے سبقت لے جانے والے پہلے اور وہ جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی اتباع کی اللہ ان سے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور ان کے لئے باغات تیار کئے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

آیت نمبر 3:

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ○

ترجمہ: اللہ نے تمہارے لئے ایمان محبوب کر دیا اور اسے دلوں میں مزین کر دیا اور تمہارے لئے کفر فسق اور نافرمانی مکروہ کر دی۔ وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِیْ یَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَّنُوْرًا لَّهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ○

ترجمہ: میرا صحابی جس زمین میں فوت ہوگا اس زمین والوں کے لئے قائد اور نور ہوگا قیامت کے دن۔ (مشکوٰۃ)

چند بے مثل صحابہ

حضرت مصعب بن عمیر:

یہ وہ صحابی رسول تھے کہ مینڈھے کی کھال کی پوستین پہنتے تھے جو ان سے ہمکلام ہوتی تھی۔ چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

نَظَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰی مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ مُقْبِلًا وَعَلَيْهِ اِهَابُ كَبْشٍ قَدْ تَنْطِقُ بِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اُنْظُرُوْا اِلٰی هٰذَا الَّذِيْ قَدْ نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ ○

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو آتے ہوئے دیکھا ان پر ایک مینڈھے کی کھال تھی جو ان سے باتیں کرتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آدمی کو دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو نور سے منور کر دیا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، ج ۴، ص ۱۰۸)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ:

ان کے بارے میں علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ ابو عمر بن عبدالبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ مِنْ فُضَلَاءِ الصَّحَابَةِ وَفُقَهَائِهِمْ يَقُوْلُ عَنْهُ اَهْلُ الْبَصْرَةِ اِنَّهٗ كَانَ يَرَى الْحَفَظَةَ وَكَانَتْ تُكَلِّمُهٗ ○

(کتاب الاصابہ، ج ۳، ص ۲۶)

حضرت عمران بن حصین بڑے جلیل القدر تھے اور فقہاء صحابہ میں سے تھے۔ اہل بصرہ خود حضرت عمران سے ناقل ہیں کہ وہ کراماً کاتبین کو دیکھا کرتے تھے اور ان سے باتیں کرتے تھے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی قوم کی طرف بھیجا کہ میں ان کو خدا اور رسول کی طرف بلاؤں اور احکام اسلام ان کے سامنے پیش کروں میں وہاں پہنچ کر اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ اتفاقاً ایک خون سے بھرا پیالہ لے کر میرے سامنے آ بیٹھے اور حلقہ باندھ کر کھانے کے ارادے سے بیٹھے اور مجھ سے کہنے لگے آؤ تم بھی کھاؤ میں نے کہا تم کیا غضب کر رہے ہو میں تو ان کے پاس سے آ رہا ہوں جو اس کا کھانا ہم سب پر حرام کرتے ہیں۔ تب وہ سب میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا پوری بات کہو۔ میں نے یہ آیت پڑھ دی حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ۔۔۔ الخ یعنی تم پر مردار اور خون حرام کر دیا گیا ہے۔ میں بہت دنوں تک وہاں رہا اور انہیں پیغام اسلام پہنچاتا رہا لیکن وہ ایمان نہ لائے۔ ایک دن میں سخت پیاسا ہوا میں نے ان سے پانی مانگا اور کہا پیاس کے مارے میرا برا حال ہو رہا ہے مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو۔ لیکن کسی نے مجھے پانی نہ دیا بلکہ کہا ہم تجھے یونہی پیاس سے تڑپا تڑپا کر ماریں گے میں غمناک ہو کر دھوپ میں تپتے ہوئے سنگریزوں پر اپنا کمبل اوڑھے پڑا رہا۔ اتفاقاً میری آنکھ لگ گئی تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بہترین جام لئے میرے پاس آیا اس میں خوش ذائقہ مزیدار پینے کی چیز تھی۔ وہ جام اس نے میرے ہاتھ میں دے دیا میں نے خوب پیٹ بھر کر پی لیا پھر میری آنکھ کھل گئی۔ خدا کی قسم مجھے مطلق پیاس نہ تھی بلکہ بعد میں بھی پیاس نے کبھی ستایا نہیں۔ میرے جاگنے کے بعد وہ آپس میں کہنے لگے آخر تو یہ تمہاری قوم کا سردار ہے تمہارا مہمان بن کر آیا ہے۔ اتنی بے رخی بھی ٹھیک نہیں کہ اسے ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیں چنانچہ اب یہ لوگ میرے پاس

کچھ پانی لے کر آئے میں نے کہا اب مجھے حاجت نہیں میرے رب نے مجھے پلا دیا ہے یہ کہہ کر میں نے ان کو اپنا پیٹ بھرا دکھا دیا اس کرامت کو دیکھ کر وہ سارے مسلمان ہو گئے۔ (ابن کثیر، ج ۶، ص ۳۹)

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ:

ایک مرتبہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر تیار فرمایا۔ اس کا افسر حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں میں بھی اس لشکر میں موجود تھا جب ہم جنگ کے لئے آگے بڑھے تو دشمن کو ہماری اطلاع ہو گئی۔ انہوں نے پانی کے تمام آثار مٹا دیئے۔ گرمی بہت سخت تھی ہمیں اور ہماری سواریوں کو پیاس نے نڈھال کر دیا تھا۔ جب سورج ڈھلا تو علاء بن حضرمی نے دو رکعت نماز پڑھائی پھر دعا کے لئے ہاتھ پھیلا دیئے۔ آسمان پر بادل کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ ابھی انہوں نے ہاتھ ہٹائے بھی نہ تھے کہ سہانی ہوا چلنے لگی۔ بادل اٹھے اور موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ تالاب جوہڑ اور وادیاں پانی سے لبریز ہو گئیں۔ ہم نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔ پھر ہم دشمن سے مقابلہ کے لئے آگے بڑھے جو سمندری خلیج سے ایک جزیرے کی طرف بڑھ چکا تھا۔ حضرت علاء بن حضرمی نے اس خلیج پر آ کر کہا یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ یَا کَرِیْمُ اور فرمایا خدا کا نام لے کر اتر پڑو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پانی صرف سواریوں کے پاؤں تر کر رہا تھا۔

پھر حضرت علاء کا وصال ہو گیا ہم نے ان کو دفن کر دیا کسی نے ہم سے کہا یہ زمین مردوں کو قبول نہیں کرتی ہم نے کہا یہ بات تو اچھی نہیں کہ ان کو درندے کھائیں۔ ہم نے ان کو نکالنے کے لئے قبر کھودی تو وہ حد نگاہ تک نور سے

معمور تھی ہم نے دوبارہ قبر پر مٹی ڈال دی۔ (جامع کرامات، ص ۴۳۶)

اوس اور خزرج کا باہمی تفاخر:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ انصار کے دو قبیلوں اوس اور خزرج نے باہمی تفاخر کیا۔ قبیلہ اوس کے لوگوں نے کہا ہمارا قبیلہ وہ ہے کہ اس میں غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ ہیں اس میں حضرت سعد بن معاذ ہیں جن کی وفات پر اللہ کا عرش لرزہ براندام ہو گیا۔ حضرت عاصم بن ثابت بھی اس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جن کی لاش کی حفاظت بھڑوں نے کی۔ حضرت خزیمہ بن ثابت ہمارے قبیلے کے وہ شخص ہیں جن کی ایک کی شہادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کے برابر کر دی۔

اہل خزرج نے کہا ہمارے قبیلے کے چار حضرات وہ ہیں کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا اور وہ یہ ہیں۔

حضرت زید بن ثابت۔ ابو زید۔ ابی بن کعب اور حضرت معاذ بن جبل (ابن عساکر، ج ۵، ص ۱۳۶)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی آدَمَ فِیْ عِلْمِہٖ وَاِلٰی نُوْحٍ فِیْ فَھْمِہٖ وَاِلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِیْ حِلْمِہٖ وَاِلٰی یَحْیٰی فِیْ زُھْدِہٖ وَاِلٰی مُوْسٰی وَ بَطْشَہٗ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ○ (الریاض النضرہ، ج ۲، ص ۲۹۰)

جو حضرت آدم علیہ السلام کے علم کو حضرت نوح علیہ السلام کی عقل کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بردباری کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے زہد کو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

قوت کو دیکھنا چاہے وہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غار ثور میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غار کے دروازے پر چلے جاؤ اور پانی پی لو۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہاں آ کر شہد سے میٹھا دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبو دار پانی پیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے بشارت دوں کہ یہ پانی وہ ہے خدا نے جنتی نہروں کے متوکل فرشتے سے فرمایا جنت الفردوس سے ایک نہر کا رخ غار کے دروازے کی طرف کر دو تا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ پانی پی لیں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی بارگاہ میں میرا یہ مقام ہے فرمایا ہاں۔ بلکہ اس سے بھی افضل وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُبْغِضُكَ وَلَوْ كَانَ لَهٗ عَمَلُ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ مجھے بھیجا تجھ سے دشمنی رکھنے والے کے عمل ستر انبیاء کے برابر نہ ہوں وہ جنت میں داخل نہ ہو گا۔ (الریاض النظرۃ، ج ا، ص ۹۵)

اولیاء بے مثل:

خواجہ ناصر الدین ابو محمد چشتی:

آپ اپنی والدہ کے پیٹ ہی میں اہل نعمت ہو گئے تھے۔ ان کی والدہ فرماتی ہیں کہ ابو محمد چار مہینے کے میرے پیٹ میں [illegible] میرے پیٹ میں حرکت کرتے تھے اور میرے پیٹ سے میرے کان میں ذکر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کی آواز آتی تھی۔ خواجہ ناصر الدین کے پیر و مرشد خواجہ ابو احمد نے فرمایا کہ جس رات ابو محمد پیدا ہوئے میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ

فرمارہے ہیں کہ اے ابو احمد تمہیں بشارت ہو آج تمہارا ایک مرید دنیا میں آ رہا ہے جو پیدائش کے وقت سات مرتبہ بلند آواز سے کہے گا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جسے تمام حاضرین مجلس سنیں گے تم انہیں روزانہ دیکھنے جانا اور کہنا کہ پیارے مصطفےٰ ﷺ نے تمہیں سلام فرمایا ہے۔ خواجہ ابو احمد بیدار ہوئے اتنے میں ابو محمد چشتی کی والدہ کی طرف سے ایک آدمی آیا، اور خبر دی کہ اسی ساعت ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس نے تمام حاضرین کے سامنے بلند آواز سے سات مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا ہے۔ شیخ ابو احمد چشتی نے وضو کیا اور شیخ ابو محمد چشتی کے مکان پر تشریف لے گئے۔ ابو محمد کی والدہ نے آپ کو شیخ ابو احمد کے پاس بھیج دیا ابو احمد چشتی نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ وَلِیَّ اللّٰہِ انہوں نے جواب دیا، وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا شَیْخُ اَبُو اَحْمَدَ آج رات کا خواب بیان کیجئے۔ شیخ ابو احمد نے کہا کہ مصطفےٰ علیہ السلام نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ آپ نے سنا تو یوں جواب دیا وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ○

شیخ ابو محمد چشتی روزانہ چند مرتبہ ہنستے تھے۔ آپ کی والدہ نے یہ بات خواجہ ابو احمد چشتی سے کہی انہوں نے فرمایا کہ شیطان ملعون کی یہ عادت ہے کہ وہ بچوں کے کان مسل دیتا ہے اور وہ روتے ہیں جب شیطان تمہارے بچے کے پاس آتا ہے تو ایک فرشتہ اسے طمانچہ مارتا ہے تمہارا بچہ مادرزاد سعید ہے اسے دیکھتا ہے تو ہنسنے لگتا ہے۔ (سبع سنابل، ص ۲۲۵)

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

جب آپ کی عمر چار سال چار مہینے چار دن کی ہوئی تو آپ کی والدہ نے آپ کو خواجہ معین الدین کے پاس بغرض تعلیم بھیج دیا۔ انہوں نے آپ کی تختی

لے کر لکھنا چاہا تو غیب سے آواز آئی کہ ٹھہر و حمید الدین ناگوری آرہے ہیں وہی ہمارے قطب الدین کی تختی لکھیں گے۔ دوسرے ہی لمحے میں خواجہ حمید الدین ناگوری تشریف لے آئے خواجہ معین الدین نے دیکھا تو تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور تختی آپ کے ہاتھ میں دی۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی سے پوچھا کہ کہاں سے لکھوں انہوں نے جواب دیا لکھئے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔۔۔۔الخ

قاضی حمید الدین نے فرمایا یہ تو پندرھواں پارہ ہے تم نے قرآن کہاں سے پڑھا ہے جواب دیا میری والدہ کو پندرہ پارے یاد ہیں میں نے توفیق الٰہی سے وہاں سے دیکھ کر یاد کر لئے۔

حمید الدین ناگوری نے آپ کو چار روز میں قرآن پڑھایا اور چلے گئے۔

(سبع سنابل، ص ۴۳۹)

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

حضور داتا صاحب نے لکھا ہے کہ آپ کا درجہ یہاں تک بلند ہوا کہ ایک مرتبہ حضرت حسن بصری آپ کی عبادت گاہ میں آئے نماز عشاء کی تکبیر ہو رہی تھی اور جماعت کھڑی ہو چکی تھی حضرت حسن بصری نے آپ کی اقتداء میں نماز کی نیت باندھ لی مگر جب دیکھا کہ حضرت حبیب عجمی کی زبان سے مخارج قرآن صحیح نہیں نکل رہے نماز تو آپ نے پڑھ لی مگر یہ محسوس ہوا کہ ان کے مخارج صحیح نہیں ہیں شام کو جب سوئے تو خواب میں جمال الٰہی سے مشرف ہوئے عرض کی الٰہی تیری رضا کس چیز میں ہے جواب ملا اے حسن اگر میرے حبیب کے پیچھے

نماز اس طرح پڑھتا کہ تیری نیت درست ہوتی تو میں تجھ سے راضی ہو جاتا۔
(کشف المحجوب، ص ۲۰۶)

محمد بن علی حکیم ترمذی:

حضرت ابوبکر وراق روایت کرتے ہیں کہ ایک روز محمد بن علی حکیم ترمذی نے اپنی تصانیف میں سے چند جز مجھے دیئے اور فرمایا یہ دریائے جیحوں میں ڈال دو جب میں باہر آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ خبر نہایت عمدہ علمی جواہر پارے ہیں۔ میرے دل نے نہ چاہا کہ ان کو دریا میں ڈال دوں میں نے وہ جز دریا میں ڈالنے کی بجائے اپنے پاس رکھ لئے اور واپس آ کر عرض کی آپ کے ارشاد کی تعمیل کر دی ہے انہوں نے مجھ سے پوچھا جب تو نے وہ جز دریا میں ڈالے تو تو نے کیا دیکھا میں نے جواب دیا کچھ نہیں دیکھا۔ فرمایا تو پھر تو نے وہ جز دریا برد نہ کیا۔ میں حیران ہوا کہ دریا میں جز ڈالنے سے کیا نظر آنا تھا جس کی وجہ سے مجھ پر حکم لگا دیا گیا کہ تو نے وہ جز دریا میں نہ ڈالے۔ آخر کار میں نے وہ جز دریا برد کر دیئے۔ ان اجزاء کا دریا میں ڈالنا تھا کہ دریا پھٹا اور ایک صندوق برآمد ہوا اور اس کا ڈھکنا کھلا اور اس میں جزء داخل ہو گئے پھر صندوق کا منہ بند ہو گیا اور وہ دریا میں چلا گیا اور پانی کی سطح ہموار ہو گئی۔ میں حاضر ہوا اور اطلاع دی کہ وہ اجزاء دریا برد کر آیا ہوں۔ اس کے بعد جو دیکھا وہ بھی بیان کر دیا پھر میں نے اس راز کے بارے میں دریافت کیا فرمایا۔ ہم نے علم طریقت میں ایک کتاب لکھی تھی جو عقول انسانی [illegible] تھی [illegible] حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ یہ کتاب ہمیں دے دو چنانچہ انہیں کے حکم سے وہ صندوق آیا اور حکم الٰہی سے وہ کتاب ان کے پاس پہنچ گئی۔ (کشف المحجوب، ص ۴۲۲)

امت بے مثل:

(ا) حدیث میں آیا ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ مسجد میں بیٹھے تھے ایک پرندہ آ کر مسجد کی دیوار پر بیٹھ گیا۔ اس کی چونچ میں رائی کے برابر مٹی تھی وہ پرندہ چیخنے لگا اور رسول اکرم ﷺ سن کر مسکرانے لگے لوگوں نے وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا: یہ پرندہ کہتا ہے جس طرح میری چونچ کی یہ مٹی دریائے قلزم کو گدلا نہیں کر سکتی اسی طرح آپ کی امت کے گناہ خدا کی رحمت کو متغیر نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ کی رحمت سمندر سے بہت بڑی ہے اور اللہ کے نزدیک گناہ اس مٹی سے بہت کم ہیں۔ (احسن القصص، ص ۱۷۸)

(ب) حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امت احمد کو آواز دی تو انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی پشتوں اور اپنی ماؤں کے رحموں سے لبیک کہہ کر جواب دیا۔ خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِشَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدِىْ وَرَسُوْلِىْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاِنْ ذُنُوْبُهٗ اَكْثَرُ مِنْ زُبَدِ الْبَحْرِ ○

(مظہری، ج ۷، ص ۱۶۸)

جو قیامت کے دن اس گواہی کے ساتھ میرے پاس آئے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میرے بندے اور میرے رسول ہیں وہ جنت میں داخل ہوگا اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(ج) حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی یا رب میں الواح میں لکھا ہوا پاتا ہوں کہ ایک امت ہوگی جو ہمیشہ

اچھی باتیں سکھائے گی اور بری باتوں سے روکتی رہے گی۔ اے خدا وہ امت میری امت کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ امت احمد کی امت ہے پھر کہا اے اللہ ان الواح سے ایک ایسی امت کا پتہ چلتا ہے جو سب سے آخری امت ہوگی لیکن سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی وہ میری امت کر دے۔ اللہ نے فرمایا وہ احمد کی امت ہے پھر عرض کی الواح میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو کتاب کو حفظ کرے گی اور زبانی اس کی تلاوت کرے گی۔ وہ امت مجھے عطا کر دے فرمایا وہ تو احمد کی امت ہے۔ پھر عرض کی ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو تیری ہر کتاب پر ایمان لائے گی اور گمراہوں کافروں حتیٰ کہ کانے دجال سے بھی لڑیں گے وہ امت مجھے عطا کر دے فرمایا وہ تو احمد کی امت ہے پھر عرض کی الٰہی الواح میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں وہ اپنے نذرانے اور صدقات آپس میں کھائیں گے حالانکہ اس امت سے پہلے لوگوں کے صدقات کی قبولیت کی نشانی یہ ہوتی تھی کہ آسمان سے آگ آ کر اسے کھا جاتی تھی اللہ ان کے صدقات امیروں سے لے کر غریبوں کو دے گا۔ یا رب وہ میری امت کر دے فرمایا یہ احمد کی امت ہے پھر کہا یا رب میں الواح میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو صرف نیکی کا ارادہ کرے گی تو نیکی مل جائے گی اور اگر وہ نیک کام کرے گی تو دس سے لے کر سات سو تک نیکیاں مل جائیں گی۔ اے رب وہ میری امت بنا دے فرمایا وہ احمد کی امت ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہی میں الواح میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو مرتبہ شفاعت پر فائز کی جائے گی خدایا وہ میری امت بنا دے فرمایا وہ تو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ الواح ہاتھ سے رکھ دیئے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی الٰہی مجھے اس احمد کی امت سے بنا دے۔ (ابن کثیر، ج ۹، ص ۲۵)

(د) حضرت زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا پھر قید خانے بھیجا پھر قید خانے سے نکال کر مصر کی بادشاہت دی اس طرح خدا نے مومن کی جان و مال کو خریدا اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ○ پھر دنیا کے قید خانے میں قید کیا اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ اور قیامت کے روز دنیا کے قید خانے سے نکال کر جنت کی بادشاہت عطا فرمائے گا۔

(ع) جب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم آپ پر ایمان نہ لائی تو آپ نے خدا تعالیٰ سے یوں دعا مانگی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ○

ترجمہ: یا اللہ! زمین پر کافروں کو بستا ہوا نہ چھوڑ۔

اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کی آپ نے کافروں کے لئے عذاب کی دعا مانگی ہے تو مومنوں کی مغفرت کی دعا بھی کریں۔آپ نے دعا مانگی۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا ○

اے میرے رب میری میرے والدین کی اور جو میرے گھر میں مومن ہو کر داخل ہو جائے اس کی مغفرت فرمادے۔

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا۔

اُدْعُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِكَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ○

ان مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی دعا کرو جو آپ کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہوں گے۔

آپ نے پھر مانگی رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ○

اے میرے رب! میری اور میرے والدین کی اور جو میرے گھر میں

مومن ہو کر داخل ہو جائے اور مومن مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرما دے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے جو دعا کافروں کی ہلاکت کی مانگی خدا نے وہ قبول فرمائی اور اللہ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ جو دعا آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی مغفرت کی مانگی ہے وہ بھی خدا تعالیٰ اپنے کرم سے ضرور قبول فرمائیں گے۔ (معارج، ج۱، ص۷۸)

(غ) جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو آپ نے کہا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖيهَا وَمُرْسٰهَا جب اس نام کی برکت سے کشتی چلنے لگی تو آپ نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ پھر جب کشتی سے باہر تشریف لائے تو فرمایا يَا نُوْحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ گویا خدا تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کو تین چیزیں عطا فرمائیں جن سے وہ اور ان کے امتی طوفان آب سے نجات پا گئے خدا نے اپنے فضل سے مسلمانوں کو بھی بسم اللہ، الحمد للہ اور سلام تینوں چیزیں عطا فرمائیں تاکہ یہ طوفان عذاب سے نجات پا جائیں۔

(معارج، ج۱، ص۸۰)

(ف) پانچ پیغمبروں کو ان کی قوم کا بھائی کہا گیا تفصیل یہ ہے:

وَقَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ ○

ترجمہ: ان کے بھائی نوح علیہ السلام نے ان سے کہا۔

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ○

ترجمہ: اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو بھیجا۔

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ○

ترجمہ: اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو بھیجا۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ○

ترجمہ: اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔

وَإِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ ۝

ترجمہ: اور جب ان کے بھائی لوط علیہ السلام نے ان سے کہا۔

لیکن سرور کائنات کو مسلمانوں کا بھائی نہ کہا گیا بلکہ قوم مسلم کا تن و جان کہا گیا۔ خدا فرماتا ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ البتہ تحقیق آیا رسول تمہاری جانوں میں سے۔

وجہ یہ ہے کہ بھائی بھائی کا دشمن ہو سکتا ہے جیسے کہ قابیل ہابیل کا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے دشمن ہو گئے لیکن کوئی اپنی جان کا دشمن نہیں ہوتا بلکہ اپنی جان کی خیر مانگتا ہے اس لئے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی ہمیشہ مغفرت کے لئے دعا مانگی ہے۔ (معارج، ج ۱، ص ۸۵)

(ن) جب قوم عاد پر ہوا کا عذاب آیا تو حضرت ہود علیہ السلام نے اپنے مومن امتیوں کے گرد ایک دائرہ کھینچ لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دائرہ ایک عظیم قلعہ ثابت ہوا اور تمام مومن مرد اور عورتیں ہوا کے طوفان سے نجات پا گئے۔ خدا تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو بھی ایک عظیم قلعہ عطا فرمایا ہے اور وہ یہ کہ:

جب حضرت امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم خچر پر سوار ہو کر نیشا پور سے گزرے تو ان کے چہرے پر نقاب تھا جب نیشا پور کے بازار سے آپ کی سواری گزری تو دو عظیم محدث امام ابو زرعہ رازی اور امام اسلم طوسی آئے اور آپ کی رکابیں تھامیں اور عرض کی۔ آپ اپنے رخ انور کی زیارت بھی کرائیں اور کوئی ایسی حدیث سنائیں جس کی تمام سندیں آپ کے خاندان سے ہوں۔ آپ نے اپنے رخ زیبا کو بے نقاب بھی کیا اور یوں گویا ہوئے کہ مجھ سے میرے والد امام موسیٰ کاظم نے بیان کیا ان سے ان کے والد امام جعفر صادق نے روایت کیا ان سے

ان کے والد امام باقر نے بیان کیا ان سے ان کے والد زین العابدین نے بیان کیا ان سے ان کے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ان سے ان کے والد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ان سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے روایت کی ان سے رب العالمین نے فرمایا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِیْ فَمَنْ قَالَهَا دَخَلَ حِصْنِیْ وَاَمِنَ مِنْ عَذَابِیْ ○

لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جس نے اس کلمہ کو اپنی زبان سے ادا کیا وہ میرے قلعہ میں داخل ہو گیا اور میرے عذاب سے بچ گیا۔ (احسن، ص ۹۴)

معراج بے مثل:

کئی انبیاء علیہم السلام کو معراج جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا گیا لیکن ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج بے مثل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات بے حجاب خدا تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ کی روایت میں ہے کہ:

اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰی رَبَّهٗ مَرَّتَیْنِ مَرَّةً بِبَصَرِهٖ وَمَرَّةً بِفُؤَادِهٖ ○ (طبرانی)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ خدا کا دیدار کیا ہے ایک مرتبہ سر کی آنکھ سے اور ایک مرتبہ دل کی آنکھ سے۔

دیدار خدا کے لئے کتنی طاقتور آنکھ کی ضرورت ہے اس کے لئے حضرت عکرمہ شاگرد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ تمام انسانوں جنوں چوپایوں اور پرندوں کی بصارت ایک ہی شخص کی آنکھوں میں کر دی جائے پھر سورج کے سامنے جو ستر پردے ہیں اگر ان میں سے ایک پردہ ہٹا دیا جائے تو ناممکن ہے کہ یہ آدمی دیکھ سکے حالانکہ

سورج کا نور کرسی کے نور کا سترواں حصہ ہے اور کرسی کا نور عرش کے نور کا سترواں حصہ ہے اور عرش کا نور جو پردے خدا کے سامنے ہیں ان میں سے ایک پردے کے نور کا سترواں حصہ ہے اندازہ لگالو کہ معراج کی رات خدا نے حضور اکرم ﷺ کی آنکھ کو کتنا طاقتور بنا دیا ہوگا۔

خدا تعالیٰ کے دیدار کے اسرار:

نمبر 1:

نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات خدا تعالیٰ کا دیدار کیا اور یہ بڑے حوصلے کی بات ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایک صفت کی تجلی کی گئی تو وہ بے ہوش ہو گئے اور طور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور آپ ﷺ نے عین ذات کو اس طرح دیکھا کہ دکھانے والے نے بھی داد دی اور فرمایا مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی۔ اللہ تعالیٰ کا کلام ایسا پر جلال ہے کہ اگر اس کو وہ پہاڑ پر نازل کرتا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتا اور آپ کے سینہ پر تیئس سال تک لگاتار کلام الٰہی نازل ہوتا رہا اور آپ ﷺ کے اطمینان اور استقامت میں کوئی فرق نہیں آیا، سلام ہو ان آنکھوں پر جنہوں نے اس ذات کے جلوؤں کو محویت سے دیکھا جس کی صفت کے جلوؤں کو بھی کوئی سہار نہیں سکتا اور آفرین ہو اس دل پر جس پر تیئس سال کلام الٰہی نازل ہوتا رہا اور اس کی استقامت میں فرق نہیں آیا۔

نمبر 2:

علماء نے بیان کیا ہے کہ دنیا میں ہم اللہ تعالیٰ کو اس لئے نہیں دیکھ سکتے کہ ہماری آنکھیں فانی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات باقی ہے اور فانی آنکھوں سے باقی ذات کو نہیں دیکھا جا سکتا اور جنت میں (اگر خدا کے فضل و کرم سے جنت

میں چلے گئے) اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیں گے کیونکہ وہاں ہم باقی ہوں گے اور باقی آنکھوں سے باقی ذات کو دیکھا جا سکتا ہے، اور نبی کریم ﷺ نے دنیا میں اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو جو آنکھیں جنت میں عطا فرمائے گا وہ آنکھیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دنیا میں عطا کر دی ہیں۔

نمبر 3:

کسی واقعہ کو سچوں سے سن کر بیان کرنا یہ بھی سچ ہے اور کسی واقعہ کو دیکھ کر بیان کرنا یہ بھی سچ ہے اور یہ اس سے اعلیٰ درجہ کا سچ ہے، تمام فرشتوں، نبیوں اور ولیوں نے کہا اللہ موجود ہے اور ایک ہے اور سچ کہا لیکن کسی نہ کسی سے سن کر کہا اور سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ نے کہا اللہ ہے اور ایک ہے۔ آپ نے بھی سچ کہا لیکن آپ کا سچ اعلیٰ درجہ کا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے دیکھ کر کہا ہے۔ معلوم ہوا سارے انبیاء صادق ہیں لیکن آپ ﷺ ایسا صادق پوری کائنات میں نہیں ہے۔

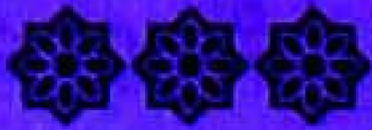
نمبر 4:

زیارت بھی ایک عبادت ہے، ماں باپ، علماء اور صالحین کی زیارت عبادت ہے۔ کعبۃ اللہ کی زیارت عبات ہے، قرآن مجید کی زیارت عبادت ہے اور سب سے افضل عبادت سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کی زیارت ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کو حالت ایمان میں ایک نظر دیکھنے سے انسان صحابی بن جاتا ہے، اور کوئی بڑی سے بڑی عبادت بھی مرتبہ صحابیت کو نہیں پا سکتی تو جب نبی کی زیارت کا یہ مرتبہ ہے تو خدا کی زیارت کا کیا مقام ہوگا! اس لئے سارے انبیاء علیہم السلام نے اللہ کی عبادت کی ہے لیکن جیسی عبادت سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ نے کی ہے ایسی عبادت کسی نے نہیں کی، کیونکہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے، انسان،

جن، فرشتے اور سارے نبی عابد ہیں لیکن جیسے آپ ﷺ عابد ہیں، ایسا کوئی عابد نہیں ہے۔

نمبر 5:

شہادت دو قسم کی ہوتی ہے، سن کر اور دیکھ کر، جو شہادت سن کر دی جائے وہ فرع ہے اور شہادت دیکھ کر دی جائے وہ اصل ہے، جو شہادت سن کر دی جائے وہ تب مقبول ہوتی ہے جب اس کی انتہا اس شہادت پر ہو جو دیکھ کر شہادت دے، اور اگر سب سن کر شہادت دیں اور کوئی دیکھ کر شہادت دینے والا آخر میں نہ ہو تو سب شہادتیں ناتمام ہوں گی، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام نبیوں اور رسولوں نے اللہ تعالیٰ کی شہادت دی اور سن کر شہادت دی۔ اگر آخر میں کوئی ایسا گواہ نہ آتا جو دیکھ کر شہادت دیتا تو یہ تمام شہادتیں نامکمل اور ناتمام ہوتیں، سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ نے شب معراج اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور دیکھ کر اللہ کی شہادت دی، اگر آپ ﷺ اللہ کا دیدار نہ کرتے تو تمام سابق نبیوں اور رسولوں کی شہادتیں ناتمام رہتیں، آپ ﷺ نے شب معراج اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ تو تمام انبیاء کی شہادتیں مکمل ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ کی گواہی تو سب نبیوں نے دی لیکن آپ ﷺ جیسا گواہ کوئی نہیں۔ تمام نبیوں کی گواہی فرع ہے اور آپ ﷺ کی گواہی اصل ہے اور شب معراج اللہ کا دیدار کرنے سے واضح ہو گیا کہ پوری کائنات میں آپ ﷺ جیسا صادق کوئی نہیں نہ آپ ﷺ جیسا شاہد اور عابد ہے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

''فضائل حرمین شریفین''

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

اس شہر سے مراد مکہ معظمہ کا شہر ہے جس کی قسم یاد فرمائی گئی ہے اور قسم یاد فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ س شہر میں اللہ کا محبوب جلوہ فرما ہے معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ کو جو عزت ملی ہے تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی برکت ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور آپ مدینہ طیبہ چلے گئے تو پھر وہ شہر آپ کے قدموں کی برکت سے مشرف ہوگا اور خدا تعالیٰ نے مدینہ کی زمین کو ارض اللہ یعنی اللہ کی زمین کہا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔

ہے جمال حکمت و عرفاں مدینۃ الرسول
حسن افزا ہے رخ ایماں مدینۃ الرسول

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مکۃ خیر بلاد اللہ مکہ تمام شہروں سے افضل ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ

اَحَبُّ اَرْضُ اللّٰهِ مَكَّةُ اللہ کی تمام زمین سے زیادہ محبوب مکہ ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مکہ سے باہر نکلے تو فرمایا اے بلد کریمہ تو سب شہروں سے میرے نزدیک محبوب ہے اگر میری قوم مجھے اس شہر سے باہر نہ نکالتی تو میں اس زمین سے باہر نہ جاتا۔ یہ بات دلالت کرتی ہے کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے اس کی محبوبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مسلم ہے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت فرمایا تھا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیَّ فَاسْكُنِّیْ فِیْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیْكَ ○

ترجمہ: یا اللہ تو نے مجھے اس جگہ سے نکالا جو مجھے محبوب تھی اب مجھے وہ جگہ رہنے کے لئے دے جو تجھے محبوب ہے۔

خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ عطا فرمایا معلوم ہوا کہ مکہ اگر نبی کا محبوب ہے تو مدینہ خدا کا محبوب ہے خدا کی محبوب جگہ نبی کی محبوب جگہ سے افضل ہے لہٰذا مدینہ مکہ سے افضل ہے۔ (جذب القلوب، ص ۳۲)

حضرت سلیمان بن زہیر فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن فتح ہوگا تو بعض لوگ وہاں کے حالات سنیں گے اور پھر اپنے اہل وعیال اور ان کو جوان کے کہنے میں آ جائیں لے کر وہاں چلے جائیں گے وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر وہ جانیں اسی طرح شام فتح ہوگا لوگ وہاں کے حالات سن کر اپنے اہل وعیال سمیت وہاں چلے جائیں گے۔ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر وہ جانیں اور عراق فتح ہوگا لوگ وہاں کے حالات سنیں گے اور اپنے اہل و عیال کو لے کر وہاں چلے جائیں گے وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ حالانکہ ان کے لئے مدینہ بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ (مسلم، ص ۴۴۵)

مکہ معظمہ وہ مقدس شہر ہے جس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعائیں مانگی ہیں خدا فرماتا ہے:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ ○

اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب تو اس شہر کو امن والا بنا دے اور اس شہر کے رہنے والوں کو پھلوں سے روزی دے اس دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا وہ اپنے پروں پر شام سے کچھ زمین اٹھا لائے اور سات مرتبہ اسے خانہ کعبہ کا طواف کرا دیا پھر اسے مکہ سے کچھ فاصلے پر رکھ دیا اسی لئے اس کا نام طائف ہو گیا۔ یہاں ہر قسم کے نفیس پھل پیدا ہوتے رہتے ہیں جس سے مکہ معظمہ کی منڈی پھلوں سے بھری رہتی ہے۔ (تفسیر عزیزی)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ○

اے ہمارے رب میں نے اپنی بعض اولاد کو ایسی وادی میں آباد کیا جس میں زراعت نہیں ہوتی تیرے عزت والے گھر کے پاس اے ہمارے رب تاکہ وہ نماز قائم کریں لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور ان کو رزق دے پھلوں کا تاکہ وہ تیرا شکر ادا کریں۔

کہ اے مالک عمل کو تابع ارشاد کرتا ہوں
میں بیوی اور بچے کو یہاں آباد کرتا ہوں
اسی سنسان وادی میں انہیں روزی کا ساماں دے
اسی بے برگ سامانی کو شان صد بہاراں دے

مدینے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے ارشاد ہوتا ہے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ عَبْدُكَ خَلِیْلُكَ وَنَبِیُّكَ وَاِنِّیْ عَبْدُكَ وَنَبِیُّكَ وَاِنَّهٗ دَعَاكَ

لِمَکَّۃَ وَاَنَا اَدْعُوْکَ لِمَدِیْنَۃِ بِمِثْلِ مَا دَعَاکَ لِمَکَّۃَ وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ○

(مشکوٰۃ، ص ۲۴۱)

ترجمہ: یا اللہ ہمارے مدینہ میں برکت دے ہمارے مد اور صاع میں برکت دے اے اللہ بے شک ابراہیم علیہ السلام تیرا بندہ تیرا خلیل اور تیرا نبی ہے اور میں بھی تیرا بندہ اور نبی ہوں اس نے مکہ کے لئے دعا کی اور میں مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ جیسے کہ اس نے مکہ کے لئے دعا کی اور اس کے ساتھ اس کی مثل اور

اجابت نے بڑھ کر گلے سے لگایا
بڑی ناز سے جب دعائے محمدؐ

مکہ میں چند مقامات پر دعائیں قبول ہوتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

کعبہ کے اندر۔ حجر اسود اور کعبہ کے دروازے کے درمیان ملتزم پر۔ حجر اسود کے پاس۔ مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس۔ صفا اور مروہ پر آپ زمزم پیتے وقت۔ زمزم کے کنویں کے پاس۔ میزاب کے نیچے۔ مزدلفہ میں۔ عرفات میں۔ منیٰ میں۔ جمرات کے پاس۔ رکن یمانی کے پاس آپ زمزم پیتے وقت، مدینہ میں مندرجہ ذیل مقامات پر دعا قبول ہوتی ہے۔

مسجد الاجابت:

مسلم شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا گزر اس مسجد کی طرف ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اس میں نماز پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل دعا مانگی جب وہاں سے واپس ہوئے تو فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے تین دعائیں کی ہیں ایک یہ کہ میری امت کو قحط میں مبتلا کر کے نہ مار اور دوسرا یہ کہ ان کو عذاب قبر میں مبتلا نہ کرنا اور تیسری یہ کہ میری امت آپس میں قتال نہ کرے

پہلی دو دعائیں قبول ہوئیں۔ تیسری دعا سے منع کر دیا گیا اور فرمایا تیری امت کی ہلاکت تلوار سے ہوگی چونکہ اس مسجد میں آپ ﷺ کی دعائیں قبول ہوئی ہیں اس لئے اس مسجد کا نام مسجد الاجابت ہے۔

مسجد فتح:

غزوہ احزاب کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے اس مسجد میں تین دن اتوار پیر اور منگل دعا مانگی ہے۔ خدا نے آپ ﷺ کو فتح کی بشارت دی۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں مجھے جب کوئی مشکل پیش آتی ہے میں اس مسجد میں جا کر دعا مانگتا ہوں میری مشکل حل ہو جاتی ہے۔

روضہء انور:

حضرت ابو جوزا کہتے ہیں مدینہ والے قحط میں مبتلا کر دیئے گئے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تم نبی کریم ﷺ کی قبر شریف پر جاؤ اور حجرۂ قبر کی چھت میں کئی روشندان کھول دو تا کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان کوئی حجاب نہ رہے چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا اور خوب بارش ہوئی۔ یہاں تک کہ گھاس اگ آئی اور اونٹ فربہ ہو گئے اس سال کا نام ارزانی کا سال رکھا گیا۔ (مشکوٰۃ، ج ۳، ص ۲۱۶)

نہ انکار کریں اج ساقی موسم بڑا سہانا
مستی در رج مینہ برسا دے نہیں پیاس دا کوئی ٹھکانہ
تیرے کول شراب پرانی میرا روگ وی بہت پرانا
ساقی ہس ہس ٹال نہ سانوں اساں رساں پیتیاں باجھ نہیں جانا

مکہ معظمہ میں اگر ایک نماز پڑھی جائے تو اس کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہوتا ہے۔ ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ گھر میں نماز پڑھیں تو ثواب ایک کے برابر ہوتا ہے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھیں تو ثواب پچیس کے برابر ہوتا ہے اور جامع مسجد میں نماز پڑھیں تو ثواب پانچ سو کے برابر ہوتا ہے اور مسجد اقصیٰ اور مدینہ میں نماز پڑھیں تو ثواب پچاس ہزار کے برابر ہوتا ہے اور مکہ میں نماز پڑھیں تو ثواب ایک لاکھ کے برابر ہوتا ہے۔

اب سنئے کہ مدینہ میں مسجد نبویؐ میں نماز پڑھنے کا ثواب کتنا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَةِ ضِعْفَیْ مَاجَعَلْتَ بِمَکَّةَ مِنَ الْبَرَکَتِ (بخاری)

اے اللہ جتنی برکت تو نے مکہ میں رکھی ہے اس سے دو ضعف برکت مدینہ میں کر دے۔

عربی میں ضعف کہتے ہیں دگنے کو اور دو ضعف چوگنا ہو گیا۔

اس دعا میں برکت مطلق ہے برکت میں کوئی قید نہیں لگائی گئی۔ مطلب یہ کہ یہ برکت کھانے میں ہو سکتی ہے مشروبات میں پھلوں میں بھی اور عبادت کے ثواب میں بھی ہو سکتی ہے اگر ثواب کی برکت مراد لی جائے تو اب اس حدیث کا معنیٰ یہ ہو جائے گا کہ یا اللہ جتنی ثواب کی برکت مکہ میں رکھی ہے اس سے چار گنا برکت مدینہ میں رکھ دے اور مکہ میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے لہٰذا اس کا چار گنا ثواب مدینہ میں ہو گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مدینہ میں مسجد نبویؐ میں ایک نماز پڑھیں تو چار لاکھ نمازوں کا ثواب ہوتا ہے۔

نیز مکہ میں اگر ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے تو مکہ میں ایک

گناہ کا وبال بھی ایک لاکھ کے برابر ہوگا اور جہاں تک مدینہ کا تعلق ہے مدینہ میں ایک بدی کا گناہ بھی ایک ہے اور وہ بھی امید ہے کہ حضور ﷺ کی شفاعت سے معاف ہو جائے گا کیونکہ آپ کی حدیث ہے حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ وَمَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ میری حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور وفات بھی بہتر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کی حیات تو ظاہر ہے کہ ہمارے لئے بہتر ہے لیکن موت کیسے بہتر ہے فرمایا:

اَعْمَالُکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ فَاِنْ رَاَیْتُ خَیْرًا حَمِدْتُ اللّٰہَ وَاِنْ رَاَیْتُ غَیْرَ ذَالِكَ اَسْتَغْفَرْتُ لَکُمْ○

تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہوں گے اگر ان میں بھلائی ہوگی تو خدا کی حمد بیان کروں گا اور اگر کچھ اور ہوا یعنی گناہ ہوئے تو تمہارے لئے گناہوں کی معافی کی دعا کروں گا۔

محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں میں نے مدینہ میں حاضر ہو کر زیارت قبر شریف کا شرف حاصل کیا اور اس کے مقابل بیٹھ گیا اچانک ایک اعرابی آیا اور زیارت کی اور عرض کی اے خیر رسل حق تعالیٰ نے آپ ﷺ پر ایک کتاب نازل کی اور اس میں فرمایا وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا اور وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو تیرے پاس آ جائیں اللہ سے معافی مانگیں اور رسول ان کے لئے استغفار کریں تو اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا پالیں گے۔

میں آپ کے حضور اپنے گناہوں کا استغفار کرنے اور آپ کی شفاعت حاصل کرنے آیا ہوں پھر وہ اعرابی چلا گیا۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو خواب میں

دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس اعرابی کے پاس جا کر اس کو بشارت دے دو کہ حق تعالیٰ نے میری شفاعت سے اس کی مغفرت کی اور اس کے گناہ بخش دیئے گئے۔
(جذب القلوب، ص ۳۲۹)

ادھر آؤ خدا کے ڈھونڈنے والو ادھر آؤ
خدا ملتا ہے جس منزل پہ وہ منزل مدینہ ہے
مجرم بلائے آئے ہیں جاؤ اک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

مکہ میں کعبہ ہے کعبہ سے متعلقہ چند مفید معلومات ملاحظہ فرمائیں۔

کعبہ کی بنیاد:

جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر نازل ہوئے تو عرض کی الٰہی کیا وجہ ہے کہ میں فرشتوں کی آواز نہیں سنتا خدا نے فرمایا اس کی وجہ تمہاری لغزش ہے اب تو زمین پر میرے لئے ایک گھر بنا اور اس کا طواف کر جس طرح آسمان کے فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے کعبہ تعمیر کیا وہ پانچ یہ تھے۔ حراء۔ لبنان۔ جودی۔ طور سینا۔ طور زیتا۔

ایک حدیث میں چار پہاڑ جنتی ہیں احد۔ ورقان۔ طور۔ لبنان
چار دریا جنتی ہیں نیل۔ فرات۔ سیحان۔ جیحان
چار جنگیں جنتی ہیں بدر۔ احد۔ خندق۔ حنین (جذب القلوب، ص ۳۹۲)

کعبہ کی تعمیر میں پانچ پیغمبروں نے حصہ لیا ہے حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

کعبہ کا دیدار:

مَنْ نَظَرَ اِلَى الْكَعْبَةِ اِيْمَانًا وَ تَصْدِيْقًا تَحَاتَتْ عَنْهُ الذُّنُوْبُ كَمَا يَتَحَاتُ الْوَرَقُ مِنَ الشَّجَرِ ○

جو ایمان اور تصدیق سے کعبہ کی طرف دیکھے اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

(شفاء الغرام، ج ۱، ص ۱۸۳)

مَنْ نَظَرَ اِلَى الْكَعْبَةِ اِيْمَانًا وَّ تَصْدِيْقًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ

ترجمہ: جو ایمان اور تصدیق سے کعبہ کو دیکھے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ماں کے بطن سے پیدا ہوا۔

اَلنَّظَرُ اِلَى الْبَيْتِ عِبَادَةٌ وَتُكْتَبُ لَهٗ بِهَا حَسَنَةٌ وَ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَادَامَ يَنْظُرُ اِلَيْهِ ○ (مصنف، ج ۵، ص ۱۳۵)

کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے جب بندہ کعبہ کو دیکھتا رہتا ہے فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا مانگتے رہتے ہیں۔

کعبہ کی طرف دیکھنے سے ایک سال کے قیام، رکوع اور سجود کا ثواب ملتا ہے۔ (عزیزی، ج ۱، ص ۳۶۲)

جو زیارت کعبہ کے شوق میں روتا ہے اس کے لئے خدا فرشتوں سے فرماتا ہے دیکھو میرا یہ بندہ میرے گھر کے شوق میں کیسے روتا ہے میں نے اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے۔

اَلنَّظَرُ اِلَى الْبَيْتِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الدَّائِمِ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ○

ترجمہ: کعبہ کی طرف نظر اس آدمی کی عبادت سے افضل ہے جس نے ساری زندگی دن کو جہاد کیا روزہ رکھا۔

ایک حدیث میں آیا کہ روزانہ کعبہ پر ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔(ص عزیزی)

ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لئے چالیس رحمتیں نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس رحمت ان کے لئے جو کعبہ کا دیدار کرتے ہیں۔

کعبہ کا طواف:

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیت اللہ سے افضل کوئی جگہ نہیں اس کی ایک زبان دو ہونٹ ہیں اور وہ کلام کرتا ہے اس کا ایک دل ہے جس سے وہ سمجھتا ہے ایک آدمی نے کہا بھلا پتھر بھی کلام کرتا ہے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کعبہ نے خدا کی بارگاہ میں شکایت کی یا اللہ میری زیارت کرنے والے لوگ بہت تھوڑے ہیں اللہ نے کعبہ کی طرف وحی کی میں ایسے تہجد گزار بندے پیدا کروں گا جو تیری طرف اس طرح لپکیں گے جیسے کبوتری اپنے انڈوں کی طرف لپکتی ہے جو تیرا سات مرتبہ طواف کرے گا اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔

(مصنف، ج۵، ص۱۴)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبَاھِیْ بِالطَّائِفِیْنَ اللہ طواف کرنے والوں پر فخر کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَكْرَمُ سُكَّانُ الْاَرْضِ الَّذِيْنَ يَطُوْفُوْنَ حَوْلَ بَيْتِهٖ○

(شفاء الغرام، ج ا، ص ۱۸۰)

زمین کے زیادہ باعزت لوگ وہ ہیں جو اللہ کے گھر کا طواف کرتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے جو گھر سے بیت اللہ کا ارادہ کر کے نکلا تو ہر قدم رکھنے اور اٹھانے سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے جب غسل کر کے احرام کا ارادہ کرتا ہے تو گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور جب لَبَّيْكَ کہتا ہے تو خدا اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے جب مسجد حرام میں داخل ہو کر طواف کرتا ہے تو ہر طواف کے بدلے ستر برس کی عبادت کا ثواب ہوتا ہے جب حجر اسود کو چومتا ہے تو گویا جنت کے دروازے کو چومتا ہے جب صفا اور مروہ کی سعی کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کی نیکیاں لکھتے ہیں جب عرفات میں کھڑا ہوتا ہے تو خدا اسے دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے اور اس کے گناہ نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔

گھر سے طواف کی نیت سے نکلنے والا ایسا ہے جیسے دریائے رحمت میں جانے والا اور طواف کرنے والا ایسا ہے جیسے دریائے رحمت میں غوطے لگانے والا۔ دوران طواف قدم اٹھانے پر پانچ سو نیکیاں ملتی ہیں اور قدم زمین پر رکھنے سے پانچ سو گناہ معاف ہو جاتے ہیں طواف کر کے مقام ابراہیم کے سامنے دو رکعتیں پڑھنے والا ایسا ہے جیسے آج ماں کے بطن سے پیدا ہوا ایک فرشتہ کہتا ہے ازسرنو عمل شروع کر پہلے گناہ معاف ہو گئے ہیں اور اس کے عزیز و اقارب میں سے ستر کے حق میں اس کی شفاعت قبول ہو گی۔ (عزیزی، ج ا، ص ۴۶۰)

حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد ماجد امام محمد باقر

کے ساتھ مکہ میں موجود تھا میرے والد حجر اسود کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک آدمی آیا جس کے سر کے بال سفید تھے وہ میرے والد کے پہلو میں بیٹھ گیا میرے والد نے نماز ختم کی تو اس آدمی نے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے مجھے بتائیے کہ بیت اللہ کی تعمیر کا سبب کیا ہے میرے والد نے پوچھا آپ کون ہیں اس نے کہا میں اہل مغرب سے ایک آدمی ہوں۔ میرے والد نے فرمایا بیت اللہ کی تعمیر کا سبب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں انہوں نے کہا وہ خونریز ہوگا فسادی ہوگا اس پر خدا ان سے ناراض ہو گیا انہوں نے خدا کے عرش کا طواف کیا وہ راضی ہو گیا پھر اللہ نے فرمایا زمین پر میرے لئے ایک گھر بناؤ تا کہ میرے وہ بندے اس کا طواف کریں جن سے میں ناراض ہو جاؤں جب وہ اس کا طواف کریں گے تو میں ان سے راضی ہو جاؤں گا پھر میرے والد نے کہا یہ آنے والا خضر تھا۔

(شفاء الغرام، ص ۱۸۱، کتاب الاصابہ، ج ۱، ص ۴۴۱)

ایک حدیث میں ہے جو نماز فجر اور عصر کے بعد طواف کرے خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ (مسند الفردوس، ج ۲، ص ۵۱) وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ماں کے بطن سے پیدا ہوا۔

ایک حدیث میں ہے جو بیت اللہ کا طواف کرے اسے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے اور جنت میں ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے۔ (شفاء الغرام، ج ۱، ص ۱۷۵)

جو شخص بارش میں طواف کرے اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

کعبہ کی نشانیاں:

جو پرندے بیمار ہوتے مثلاً کبوتر وہ اپنے آپ کو کعبہ کی چھت پر گرا دیتے ہیں تو ان کو شفا مل جاتی ہے۔

صحت یافتہ پرندہ کعبہ کے اوپر سے نہیں گزرتا بلکہ ایک طرف سے ہو کر گزر جاتا ہے کعبہ پر بیٹ نہیں کرتا جو چھوٹا بچہ بولتا نہ ہو اس کی زبان کے ساتھ کعبہ کے تالے کی کنجی لگا دو وہ بولنے لگ جائے گا بیمار جانور اپنے آپ کو کعبہ کے محاذ میں کھڑا کر دیتے ہیں تو شفایاب ہو جاتے ہیں۔ کعبہ جب سے بنا ہے کبھی طواف سے خالی نہیں ہوا۔

گنجائش سے زیادہ آدمی کعبہ کے کمرے میں داخل ہو جائیں تو گنجائش ہو جاتی ہے۔ کعبہ ہمیشہ جابر بادشاہوں کی زیادتی سے محفوظ رہا۔

(شفاء الغرام، ج ۱، ص ۱۸۵)

کعبہ کے اندر:

جو کعبہ کے اندر داخل ہو اور نماز پڑھے وہ نیکی میں داخل ہو گیا اس کے گناہ بخش دیئے گئے کعبہ کے اندر نماز پڑھنے سے گناہ سے ایسے پاک جیسے آج ماں کے بطن سے پیدا ہوا۔ جو کعبہ کے اندر داخل ہو گیا وہ خدا کی حفاظت میں آ گیا اور جو خدا کی امان میں آ گیا بخشا گیا۔ (شفاء الغرام، ج ۱، ص ۱۵۷)

مدینہ میں اگرچہ کعبہ نہیں لیکن وہ امام الانبیاء ہیں جنہوں نے کعبہ کو کعبہ بنایا ہے اگر آپ نہ ہوتے تو کعبہ بھی نہ بنتا۔ اعلیٰحضرت فرماتے ہیں:

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

بلکہ اگر مکہ میں کعبہ ہے تو مدینہ میں کعبے کا بھی کعبہ سرور کونین ہیں دلائل سنئے۔

(۱) فتح مکہ کے موقع پر حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذان کہی اور دوران اذان حضور کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ طواف کی حالت میں جدھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرا ہوتے ہیں بلال رضی اللہ عنہ کا رخ بھی دوران اذان ادھر ہی مڑتا جاتا ہے اس لئے کہ آپ کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔ (طبقات ابن سعد)

(۲) حضرت سعید بن معلیٰ نماز پڑھ رہے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا وہ نماز کے اختتام پر حاضر خدمت ہوئے فرمایا اب تک کہاں تھے عرض کی نماز پڑھ رہا تھا فرمایا کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی کہ:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ○

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ۔

اس سے معلوم ہوا کہ نمازی پر لازم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر نماز چھوڑ کر حاضر ہو جائے بہت سے فقہاء نے لکھا ہے کہ نمازی حالت نماز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جائے جو خدمت فرمائیں اس کو پورا کرے وہ پھر بھی نماز ہی میں ہے کیونکہ اگرچہ اس کا رخ کعبہ سے پھر گیا ہے مگر اس نبی کی طرف پھرا ہے جو کعبہ کا بھی کعبہ ہے۔

(۳) کعبہ قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرے گا جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن فرشتے کعبہ کو دلہن کی مانند سجا کر محشر کی طرف لے چلیں گے راستے میں نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور آئے گی کعبہ بزبان فصیح کہے گا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیں گے وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا بَیْتَ اللّٰہِ تیرے ساتھ میری امت نے کیا سلوک کیا اور اب تو ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ کعبہ عرض کرے گا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تیری امت میں سے جو میری زیارت کے لئے آیا میں اس کے لئے کافی ہوں میں اس کی شفاعت کروں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف سے بے فکر ہو جائیں اور جو میری زیارت کے لئے نہیں پہنچ سکے ان کی شفاعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں۔ (عزیزی، ج ا، ص ۴۶۳)

(۴) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے کعبہ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَحُرْمَۃُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ حُرْمَۃً مِّنْکَ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ کے نزدیک مومن کی عزت تجھ سے زیادہ ہے۔

(ابن ماجہ، ص ۲۸۲)

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مومن امتی کی عزت خدا کے نزدیک کعبہ سے زیادہ ہے تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو یقیناً کعبہ سے کہیں افضل ہیں۔

(۵) کعبہ نے حضور غوث اعظم، خواجہ معین الدین چشتی، خواجہ مودود چشتی، حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کا طواف کرنے کے لئے ان کے پاس آیا ہے کعبہ جس نبی کے غلاموں کا طواف کرتا ہے وہ نبی کیوں نہ کعبہ کا بھی کعبہ ہوگا اعلیٰحضرت فرماتے ہیں اے غوث اعظم:

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا
اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبے پہ نثار
شمع اک تو ہے کہ پروانہ کعبہ تیرا

مکہ میں حج ہوتا ہے جس کا ثواب یہ ہے کہ:

(ا) پیدل حج کا ثواب یہ ہے کہ ہر قدم کے بدلے سات سونیکیاں اور سوار کا ثواب یہ ہے کہ سواری کے ہر قدم پر ستر نیکیاں ہیں۔ (کنز العمال، ج ۵، ص ۵)

(ب) جس نے خدا کے لئے حج کیا اور عورت کی طرف مائل نہ ہوا اور نہ ہی فسق و فجور کی طرف مائل ہوا وہ گناہ سے ایسے پاک ہو گیا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (کنز العمال، ج ۵، ص ۷)

(ج) حاجی کو اگر آتے جاتے کوئی تکلیف پہنچے تو گناہ کا کفارہ بن جاتی ہے اور ہر قدم کے بدلے دس لاکھ نیکیاں ملتی ہیں اور اگر بارش کا سامنا ہو تو بارش کے ہر قطرے کے بدلے ایک شہید کا ثواب ملتا ہے۔

(د) جو مکہ سے پیدل حج کے لئے جائے تو خدا تعالیٰ ہر قدم کے بدلے سات سونیکیاں لکھ دیتا ہے اور ایک نیکی حرم کی نیکی کے برابر اور حرم کی ایک نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر۔ (کنز العمال، ج ۵، ص ۱۵)

(ن) تین کاموں کے اختتام پر مرنے والا جنتی رمضان کے روزے رکھ کر مرنے والا حج کے بعد مرنے والا اور عمرہ کے بعد مرنے والا۔

(مصنف، ج ۵، ص ۹)

(و) جو مکہ سے آتے جاتے فوت ہو جائے تو خدا تعالیٰ ہر سال ستر حج اور ستر عمرے کا ثواب دیتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اپنے گھر والوں میں سے ستر کی شفاعت کرے گا تو خدا اس کی شفاعت کو قبول فرما کر ان سب کو جنت میں داخل فرما دے گا۔

(ی) ایک انصاری آپ سے کچھ پوچھنے آیا آپ نے فرمایا سَلْ عَنْ حَاجَتِكَ

وَاِنْ شِئْتَ اَخْبَرْتُکَ اپنی حاجت کے بارے میں سوال کرو اور اگر تم چاہو تو میں بتا دوں تم کیا پوچھنا چاہتے ہو عرض کی یہ بات تو میرے لئے تعجب کی ہو گی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تو یہ پوچھنے آیا ہے کہ جب تو گھر سے بیت اللہ کے ارادے سے نکلے تو تیرے لئے کیا ثواب ہے۔ وقوف عرفہ اور رمی جمار کا کیا ثواب ہے۔ انصاری نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میرے آنے کا یہی مقصد ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب تو گھر سے بیت اللہ کے ارادے سے نکلے تو تیری سواری کے ہر قدم پر ایک نیکی ملتی ہے ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے جہاں تک وقوف عرفہ کا تعلق ہے اس دن خدا آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اور فرشتوں کے سامنے اہل عرفہ پر فخر فرماتا ہے اور فرماتا ہے میرے بندے دور دراز سے میری رحمت کی امید پر آئے ہیں اور میرے عذاب سے ڈر کر آئے ہیں حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں اگر دیکھ لیں تو ان کی کیا کیفیت ہو اگر اہل عرفہ مثل ریت کے ذروں کے ہوں۔ اور ان کے ایام دنیا کے برابر یا بارش کے قطروں کے برابر گناہ ہوں۔ میں نے گناہوں کو معاف کر دیا رمی جمار سے سات ہلاکت میں ڈالنے والے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور سر منڈانے سے ہر بال کے بدلے میں نیکی ملتی ہے۔ طواف کرنے سے گناہ سے اس طرح پاک جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (مصنف، ج ۵، ص ۱۶)

مدینہ طیبہ میں اگرچہ حج نہیں ہوتا مگر حج کا ثواب ضرور مل جاتا ہے چنانچہ حدیث میں ہے مَنْ خَرَجَ لَا یُرِیْدُ اِلَّا الصَّلٰوۃَ فِیْ مَسْجِدِیْ حَتّٰی یُصَلِّیْ فِیْہِ کُنْ بِمَنْزِلَۃِ حَجَّۃٍ ○ (وفاء الوفا، ص ۳۰۱)

جو گھر سے میری مسجد میں نماز کے ارادے سے نکلا اور آ کر نماز ادا کی تو اس کو ایک حج کے برابر ثواب ملے گا۔

ایک حدیث میں مَنْ حَجَّ اِلٰی مَکَّۃَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِیْ مَسْجِدِیْ کُتِبَ لَہٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ ○ (جذب القلوب، ص ۲۰۱)

جس نے مکہ میں حج کیا پھر میری مسجد کا ارادہ کیا اس کے لئے دو حج لکھ دیئے جاتے ہیں۔

اگر مکہ میں فرشیوں کا حج ہوتا ہے تو مدینہ میں عرشیوں کا حج ہوتا ہے حدیث میں ہے۔

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں روزانہ صبح ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو گھیر لیتے ہیں اور انوار قبر سے برکت حاصل کرنے کے لئے بازوؤں کو پھیلا دیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں یہاں تک کہ جب شام ہو جاتی ہے تو یہ فرشتے آسمان پر چلے جاتے ہیں اور اتنے ہی فرشتے دوسرے آ جاتے ہیں اور صبح تک اسی طرح حاضری دیتے ہیں۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب کہ قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھلے گی اور آپ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں خدا تعالیٰ کے پاس چلے جائیں گے۔

(مشکوٰۃ، ج ۳، ص ۷۱۹)

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی، زلف رخ آٹھوں پہر کی ہے
جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

کعبہ کی حفاظت:

(ا) یمن کا بادشاہ تبع اول ایک مرتبہ ایک لشکر جرار لے کر یمن سے نکلا اس کا

لشکر ایک لاکھ تیس ہزار گھوڑ سواروں اور ایک لاکھ تیرہ پیدل فوج پر مشتمل تھا اپنے وزراء میں سے ایک وزیر کو اپنے ساتھ لیا وہ جس شہر سے گزرتا وہاں کے لوگ اس کی بڑی تعظیم کرتے اور اس شہر کے دس صاحب فراست حکماء کا انتخاب کر کے ان کو ساتھ لے لیتا جب وہ مکہ کے قریب پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے اس کی کوئی قدر و منزلت نہ کی اس نے اپنے کسی ساتھی سے اس کی وجہ دریافت کی۔ اس نے کہا یہ لوگ جاہل عربی ہیں اور ان کے ہاں بیت اللہ ہے جس کو کعبہ کہتے ہیں اس پر یہ لوگ فخر کرتے ہیں اور یہ لوگ بتوں کے پجاری ہیں۔ تبع نے اپنے لشکر سمیت مکہ کے قریب پڑاؤ ڈالا اور تبع نے دل میں خیال کیا کہ کعبہ کو منہدم کر دیا جائے۔ یہاں کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے بس یہ سوچنا تھا کہ اس کی آنکھوں، کانوں اور ناک سے گندہ پانی بہنا شروع ہو گیا اس سے اس قدر بدبو آنے لگی کہ کوئی اس کے قریب نہ جاتا اس نے اپنے وزیر کو کہا کہ تمام حکماء کو اکٹھا کرو اور میری بیماری کے بارے میں ان سے مشورہ کرو سب کو جمع کیا گیا انہوں نے کہا یہ کوئی آسمانی آفت ہے اس کا علاج ہم نہیں کر سکتے بادشاہ کی حالت زیادہ خراب ہونے لگی۔ یہاں تک کہ رات آ گئی اس کے لشکر میں سے ایک عالم اس کے وزیر کے پاس آیا اور کہا اگر بادشاہ میرے سامنے سچ بولے تو میں اس کا علاج کر سکتا ہوں وزیر خوش ہو گیا اور اسے بادشاہ کے پاس لے گیا عالم نے بادشاہ سے پوچھا آپ سچ بتائیں کہ آپ نے دل میں کیا ارادہ کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا بیت اللہ کو منہدم کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ ان کے مردوں کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ عورتوں بچوں کو غلام بنانے کا ارادہ کیا تھا۔ اس عالم نے کہا بس تیری بیماری کی یہی وجہ ہے۔ بادشاہ نے کہا میں نے یہ سارے مکروہ خیال دل سے نکال دیئے۔ اسی وقت بادشاہ صحت یاب ہو گیا۔ پھر اس نے

کعبہ کو غلاف پہنایا۔ (ابن عساکر، ج ۳، ص ۳۳۲)

(ب) ابرہہ ایک لاکھ فوج لے کر کعبہ کو منہدم کرنے کی غرض سے مکہ پر حملہ آور ہوا۔ لیکن اس کا لشکر بیت اللہ کے قریب پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کا لشکر بھیجا۔ ہر پرندے کے پاس تین تین کنکریاں تھیں۔ ایک ایک چونچ میں اور دو دو پنجوں میں۔ انہوں نے کنکریوں کا مینہ برسا دیا۔ جس پر وہ کنکری گرتی وہ ہلاک ہو جاتا۔ ہزاروں اسی جگہ ڈھیر ہو گئے اور ہزاروں اس ہولناک عذاب کو دیکھ کر بھاگ گئے اور راستے میں گر گر کر مر گئے ابرہہ کے جسم میں آگ سی لگ گئی اس کا دل پھٹ گیا اور واصل جہنم ہو گیا اس طرح لشکر کو خدا نے ہلاک کیا اور اپنے گھر کی حفاظت کی۔

بلندی سے ابابیلوں نے پھینکے اس طرح پتھر
کہ چھلنی کی طرح سے چھد گئی وہ فوج بد اختر

(ج) جب یزید کی فوج کے سپہ سالار نے کعبہ کو نقصان پہنچانے کی غرض سے منجنیق نصب کی تو ایک سفید بادل اٹھا کوہ ابوقبیس کی طرف سے اس میں سے بجلی نکلی جس نے اس منجنیق اور اس کے ساتھ ستر آدمیوں کو جلا دیا۔

(مصنف، ج ۵، ص ۱۳۸)

مدینہ میں روضہء انور کی حفاظت:

(ا) ۵۵۷ھ کا واقعہ ہے کہ سلطان نور الدین نے ایک رات تین مرتبہ خواب دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے سامنے کھڑے دو آدمیوں کی طرف اشارہ فرما کر ارشاد فرمایا ان دو شریر انسانوں کا انتظام کرو سلطان نے اپنی خواص میں سے بیس آدمی ساتھ لئے بہت سا مال لیا اور سولہ دن کے بعد شام سے مدینہ پہنچ گئے تو لوگوں میں صدقات و خیرات اور انعامات تقسیم کرنے شروع کئے سبھی لوگ آئے

لیکن وہ دو شریر حاضر نہ ہوئے۔ تجسس کرنے سے وہ بھی مل گئے۔ سلطان دیکھتے ہی پہچان گیا ان سے پوچھا کہاں رہتے ہو انہوں نے جگہ بتائی سلطان وہاں گیا دیکھا کہ ایک جگہ مال کا ڈھیر لگا ہوا ہے اور ایک چٹائی بچھائی ہوئی ہے سلطان نے چٹائی اٹھائی تو روضہ شریف تک ایک سرنگ نظر آئی ان دونوں کو سزا دی پھر انہوں نے بتایا کہ وہ نصرانی ہیں نبی کریم ﷺ کے جسد شریف سے گستاخی کرنے کی نیت سے یہ سرنگ لگائی ہے سلطان نے ان دونوں کو قتل کر دیا بعد میں جلا دیا اور روضہ کے گرد ایک خندق کھود کر اس میں سیسہ پگھلا کر ڈال دیا تا کہ آئندہ کسی کو ایسی جرات نہ ہو۔ (جذب القلوب، ص ۱۸۳)

(ب) بعض زندیق حکام مصر نے یہ پروگرام بنایا کہ نبی کریم ﷺ صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے جسم مبارک مدینہ سے مصر منتقل کر دیئے جائیں اس کام کے لئے انہوں نے ایک آدمی کی ڈیوٹی لگائی جس کا نام ابو الفتوح تھا یہ آدمی اس غرض سے مدینہ طیبہ پہنچا۔ اہل مدینہ کو اس بات کی خبر ہو گئی ان میں سخت ہیجان پیدا ہوا قریب تھا کہ اس ابو الفتوح کو قتل کر دیا جاتا لیکن کسی وجہ سے ایسا نہ کر سکے جس رات ابو الفتوح کا منصوبہ تھا کہ ان مقدس بزرگوں کے جسم نکالے جائیں اس رات سخت آندھی آئی اس طوفان میں اونٹوں اور گھوڑوں کے پالان زمین پر گیند کی طرح لڑھکتے پھرتے تھے۔ ابو الفتوح اس طوفانی آندھی سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا۔ (جذب القلوب، ص ۱۸۵)

(ج) حلب کے رافضیوں کا گروہ امیر مدینہ سے ملا اور اس کو بہت سا مال و دولت دے کر اس بات پر رضامند کر لیا کہ وہ صدیق اور فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اجسام مبارک روضہ انور سے نکالنے کی اجازت دے اس نے حرم

شریف کے دربان سے کہا کہ یہ لوگ رات کو مسجد میں آئیں گے ان سے تعرض نہ کرنا جب نماز عشاء ہو گئی اور سب نمازی چلے گئے تو چالیس آدمی مع ضروری سامان آ پہنچے دربان نے دروازہ کھول دیا اور خود ایک کونے میں بیٹھ کر رونے لگا جب یہ رافضی منبر شریف تک پہنچے تو مع اپنے سامان کے زمین میں دھنس گئے۔

(جذب القلوب، ص ۱۸٦)

دو جنتی پتھر:

مکہ معظمہ میں دو پتھر ایسے ہیں جو جنتی ہیں حدیث میں ہے کہ:

اَلرُّكْنُ وَالْمَقَامُ يَا قُوْتَتَانِ مِنْ يَوَاقِيْتِ الْجَنَّةِ طَمَسَ اللّٰهُ نُوْرَهُمَا وَلَوْلَمْ يَطْمِسْ نُوْرًا هِيَ لِاِضَاءِ تَامًّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ○

ترجمہ: حجر اسود اور مقام ابراہیم جنتی پتھروں میں سے دو پتھر ہیں اللہ نے ان کے نور کو محو کر دیا اگر اللہ ان کے نور کو محو نہ کرتا تو یہ مشرق اور مغرب کے درمیان تمام چیزوں کو روشن کر دیتے۔

حجر اسود:

ایک حدیث میں ہے۔

نَزَلَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاِنَّمَا سَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِيْ آدَمَ ○ (ترمذی)

حجر اسود جنت سے نازل ہوا اور وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا انسان کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا ایک حدیث میں ہے حجر اسود کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهِ لَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَنْطِقُ

بِہٖ یَشْہَدُ عَلٰی مَنِ اسْتَلَمَہٗ بِحَقٍّ ○ (مرقاۃ، ج۵، ص۳۲۰)

خدا تعالیٰ کی قسم اللہ حجر اسود کو قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے یہ دیکھے گا ایک زبان ہو گی جس سے یہ کلام کرے گا جس نے اس کو حق کے ساتھ چوما ہو گا اس کے حق میں گواہی دے گا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا:

اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اِنَّکَ حَجَرٌ مَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْلَا اِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُقَبِّلُکَ مَاقَبَّلْتُکَ ○

میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا۔

اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا یا امیر المومنین یہ پتھر نقصان بھی دے سکتا ہے اور نفع بھی انہوں نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہے فرمایا کتاب اللہ سے اور وہ اس طرح کہ جب خدا نے عالم ارواح میں تمام روحوں سے فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ تو سب نے قَالُوْا بَلٰی کہہ کر رب کی ربوبیت کا اقرار کیا خدا نے اس عہد و پیمان کو ایک ورق پر لکھا اور حجر اسود سے فرمایا اپنا منہ کھولو اس نے منہ کھولا خدا نے وہ تحریر اس کے منہ میں ڈال دی وہ نگل گیا اللہ نے فرمایا اے پتھر قیامت کے دن ان کی گواہی دینا جو تیرے پاس اس عہد کو پورا کرتے ہوئے آئیں گے میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا قیامت کے دن حجر اسود آئے گا اور اس کی زبان بہت تیز ہو گی اور یہ ہر آدمی کی گواہی دے گا جس نے ایمان کے ساتھ چوما ہو گا لہذا یہ نفع بھی دے سکتا ہے اور نقصان بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس قوم میں نہیں رہنا چاہتا جس میں علی رضی اللہ عنہ نہ ہوں۔

(مرقاۃ، ج۵، ص۳۲۵، نسیم الریاض، ج۳، ص۳۳۶)

جب قوم قرامطہ مکہ پر غالب آ گئی تو انہوں نے مسجد حرام اور چاہ زمزم کو لوگوں کی لاشوں سے بھر دیا اور ان میں سے ایک آدمی نے حجر اسود کو گرز ماری اور کہا تو کب تک خدا کے علاوہ پوجا جاتا رہے گا وہ لوگ حجر اسود کو اپنے ساتھ لے گئے اور یہ حجر اسود ان کے پاس بیس سال سے زیادہ عرصہ تک رہا پھر جب اہل مکہ اور ان کے درمیان صلح ہو گئی اور قرامطہ مال کثیر لے کر حجر اسود واپس دینے پر تیار ہو گئے لیکن انہوں نے کہا حجر اسود ہمارے ہاں کے بہت سے پتھروں میں مل گیا ہے اس کی تمیز مشکل ہے اگر تمہیں کوئی نشانی یاد ہو تو پہچان کر لے جاؤ۔ یہ بات اہل علم کے سامنے پیش کی گئی انہوں نے کہا اس کی پہچان کا ایک طریقہ ہے کہ چونکہ یہ جنتی پتھر ہے لہذا اس پر آگ اثر نہ کرے گی چنانچہ انہوں نے تمام پتھروں کو آگ میں ڈال دیا حجر اسود پر آگ نے اثر نہ کیا اور باقی پتھر آگ کے اثر سے شکستہ ہو گئے اس طرح حجر اسود کی پہچان ہو گئی اور اسے دوبارہ لا کر اپنے مقام پر رکھ دیا گیا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ جب قرامطہ اسے لے کر گئے تو کئی اونٹ اس کا بوجھ برداشت نہ کرنے کی بنا پر مر گئے اور جب اسے واپس مکہ لایا گیا تو ایک اونٹ اسے آسانی سے مکہ لے آیا۔ (مرقاۃ، ج ۵، ص ۳۲۰)

جب حضرت حلیمہ حضور علیہ السلام کو لے کر اپنے گھر جانے لگی تو آپ کو حرم شریف میں لائی۔ قاضی ثناء اللہ نے لکھا ہے:

وَجَاءَتْ بِهٖ اِلَی الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ لِیُقَبِّلَهٗ فَخَرَجَ الْاَسْوَدُ مِنْ مَّكَانِهٖ حَتّٰی اِلْتَصَقَ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ ○

حضرت حلیمہ آپ کو حجر اسود کے پاس لے کر آئیں تا کہ آپ بوسہ دیں تو حجر اسود باہر آ کر آپ کے چہرے کے ساتھ لگ گیا۔ (مظہری، ج ۶، ص ۵۱۴)

حجر اسود اس مقام پر نازل ہوا جہاں آج کعبہ کی عمارت ہے تا کہ حضرت

آدم علیہ السلام کو اس سے انس حاصل ہو جب حجر اسود نازل ہوا تو اسے فرشتوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا تاکہ اسے جن و انس نہ دیکھ سکیں۔ کیونکہ یہ جنتی پتھر ہے تو جو اسے دیکھ لے وہ جنتی ہو جاتا ہے۔ (مرقاۃ، ج ۲، ص ۱۹۲)

ایک روایت میں ہے کہ جب طوفان نوح آیا تو خدا نے حجر اسود کو بطور امانت کوہ ابوقبیس میں رکھ دیا اور فرمایا اے پہاڑ جب میرا خلیل کعبہ تعمیر کرے تو یہ پتھر اس کے لئے نکال دینا پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ تعمیر کیا اور حجر اسود کی ضرورت محسوس ہوئی تو کوہ ابوقبیس سے آواز آئی اے ابراہیم علیہ السلام مجھ میں حجر اسود ہے اسے نکال لو تو آپ نے نکال لیا۔ (انسان العیون، ج ۱، ص ۱۸۷)

حضرت وہب بن منبہ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر نازل فرمایا تو انہوں نے جنتی پتھر حجر اسود کو اٹھا لیا جب زمین پر آ کر روئے تو اس پتھر سے اپنے آنسو پونچھتے تھے ان کے آنسو لگنے سے پتھر سیاہ ہو گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے فرمانے کے مطابق حجر اسود کو کعبہ کی دیوار میں لگا دیا گیا لیکن کشاف نے کہا ہے کہ ایک حائضہ عورت کا ہاتھ لگنے سے پتھر سیاہ ہو گیا اور یہ بھی ہے کہ عبداللہ بن زبیر کے زمانے میں کعبہ کو آگ لگ گئی جس کی وجہ سے حجر اسود زیادہ سیاہ ہو گیا۔ (حلبیہ، ص ۱۸۷)

مقام ابراہیم:

یہ وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام تین مرتبہ کھڑے ہوئے ہیں پہلی مرتبہ جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل کو دیکھنے مکہ میں آئے جب ان کے گھر کے دروازہ پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام شکار کو گئے ہوئے ہیں ان کی بیوی نے آپ کو دیکھ کر کہا حضرت تشریف لائیے ہمارے ہاں قیام

فرمائیں آپ کے سر مبارک میں کچھ گرد و غبار ہے مجھے اجازت دیں کہ میں دھو دوں حضرت نے فرمایا مجھے سواری سے اترنے کی اجازت نہیں وہ نیک بی بی ایک بڑا اور اونچا پتھر اٹھا لائیں یعنی مقام ابراہیم اور ان کی رکاب کے پاس رکھ دیا عرض کی اس پر قدم رکھ کر ایک طرف کو اپنا سر مبارک جھکا دیں آپ نے ایسا کیا تو اس نیک بی بی نے آپ کے ایک طرف بالوں کو دھو دیا پھر پتھر دوسری طرف رکھ دیا آپ نے دوسری جانب سے سر جھکا دیا تو اس نے اس طرف کے بالوں کو بھی دھو دیا اس طرح خدمت کا موقع بھی مل گیا اور آپ سواری سے بھی نیچے نہ اترے۔

دوسری مرتبہ جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی دیواریں بلند کیں تو اب ایک پتھر کی ضرورت محسوس ہوئی جس پر کھڑے ہو کر آپ کعبہ کی تعمیر کرتے۔آپ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا ایک پتھر تلاش کر کے لاؤ وہ یہی پتھر مقام ابراہیم علیہ السلام اٹھا لائے آپ اس پر چڑھ کر تعمیر کرتے رہے جوں جوں دیوار اونچی ہوتی جاتی تھی پتھر بھی اونچا ہوتا جاتا ہے اور جب شام کو اترنا ہوتا تو پتھر خود بخود نیچے ہو جاتا تھا۔

تیسری مرتبہ جب کعبہ تعمیر ہو گیا تو خدا کا حکم ہوا کہ لوگوں میں حج کی آواز دو آپ نے مقام ابراہیم کو لیا ابو قبیس پہاڑ پر چڑھ گئے اور مقام ابراہیم پر کھڑے ہوئے یہ پتھر بلند ہو گیا آپ نے آواز لگائی اے لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے۔سب سے پہلے آپ نے یمن کی طرف منہ کر کے آواز دی۔یہی وجہ ہے کہ یمن کے لوگ کثرت سے حج کرنے آتے ہیں۔

مکہ میں اگر دو پتھر جنتی ہیں تو مدینہ میں ایک پہاڑ جنتی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اُحُدٌ عَلٰی رُکْنٍ مِّنْ اَرْکَانِ الْجَنَّةِ احد جنت کے کونوں میں سے ایک کونے پر ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ چار پہاڑ جنتی ہیں احد، ورقان، طور اور

لبنان ایک روایت میں ہے کہ آپ نے احد کی طرف اشارہ فرما کر ارشاد فرمایا:

هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ عَلٰى بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ ○

یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔ (جذب القلوب، ص ۲۱۱)

ایک حدیث میں آیا ہے:

مَابَيْنَ مِنْبَرِىْ وَحُجْرَتِىْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ○

میرے منبر اور حجرے کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

اس طرف روضے کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی کیاری پیاری پیاری واہ واہ

بلکہ عشاق مدینہ تو کہتے ہیں اَلْمَدِيْنَةُ كُلُّهٗ جَنَّتُ الْفِرْدَوْسِ مدینہ سارے کا سارا جنت الفردوس ہے۔

مدینے کے نقش و نگار اللہ اللہ
ہے داماں غم تار تار اللہ اللہ
مدینے کی گلیاں بیابان و گلشن
ہیں جنت کی آئینہ دار اللہ اللہ

آب زم زم:

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بے آب و گیاہ جنگل میں چھوڑ کر واپس آ گئے کچھ کھجوریں اور پانی ان کے پاس تھا جب تک یہ دونوں پاس رہیں گزر اوقات ہوتی رہی جب پانی ختم ہو گیا اور پیاس نے ستایا تو لخت جگر اسماعیل علیہ السلام نے بے اختیار رونا شروع کر دیا

نور نظر کی بے قراری دیکھی نہ گئی اٹھیں اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئیں شاید کہیں پانی کا نام ونشان نظر آئے مگر نہ ملا نیچے اتر آئیں مروہ پہاڑی کی طرف روانہ ہوئیں مگر نظر فرزند پر تھی راہ کے کچھ حصہ میں فرزند سے آڑ ہوگئی تو آپ دوڑیں اس آڑ سے نکل جانے پر پھر آہستہ ہوگئیں یہاں تک کہ مروہ پر پہنچ گئیں۔ وہاں چڑھ کر بھی پانی کہیں نہ دیکھا پھر صفا کی طرف روانہ ہوئیں اسی طرح سات چکر لگائے صفا و مروہ کی سعی اسی واقعہ کی یادگار ہے۔ آخری بار مروہ پر چڑھیں تو ایک خوفناک آواز سنائی دی ڈر کر فرزند کے پاس پہنچیں دیکھا فرزند روتے ہیں اور زمین پر ایڑیاں رگڑتے ہیں جس سے میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہوا اسی کا نام آب زم زم ہے۔

قریب آئیں تو پر کھولے ہوئے جبریل کو پایا
انگوٹھا چوستے سایے میں اسماعیل کو پایا
ٹھٹک کر رہ گئیں اک اور نظارہ نظر آیا
قریب پائے اسماعیل فوارہ نظر آیا

حدیث میں مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ آب زم زم پیتے وقت جو دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ خطیب بغدادی نے آب زمزم پیتے وقت یہ تین دعائیں مانگیں ایک یہ ہے بغداد میں مجھے تاریخ بغداد پڑھانے کا موقع ملے دوسری یہ کہ جامع منصور میں حدیث املاء کرانے کا موقع ملے اور تیسری یہ کہ وفات کے بعد ان کی قبر بشر حافی کے پاس بنائی جائے۔ خدا نے یہ تینوں دعائیں قبول فرمالیں جب آپ کا انتقال ہوا اور آپ کو بشر حافی کے پہلو میں دفن کرنے کا پروگرام ہوا تو پتہ چلا وہاں ایک اور آدمی نے اپنے لئے قبر تیار کر رکھی ہے اور اس نے وہاں کئی مرتبہ قرآن مجید ختم کر رکھا ہے اس سے کہا گیا کہ یہ قبر خطیب بغدادی

کو دے دو اس نے انکار کیا ایک بزرگ ابو سعید صوفی تھے انہوں نے اس شخص سے کہا اگر بشر حافی زندہ ہوتے اور تو اور خطیب بغدادی اسے ملنے جاتے تو وہ اپنے قریب جگہ کس کو دیتے اس نے کہا خطیب کو انہوں نے فرمایا تو پھر جان لو کہ وفات کے بعد بھی وہ اپنے قریب خطیب کو ہی پسند کریں گے اب اس کی سمجھ میں بات آ گئی اور اس نے خطیب بغدادی کے لئے وہ قبر دے دی اس طرح خطیب بشر حافی کے نزدیک دفن ہو گئے۔

(ابن عساکر، ج ا، ص ۴۰۰) (تذکرۃ الحفاظ، ص ۷۶۰)

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب آب زمزم پیتے تو یہ دعا مانگتے یا اللہ! مجھے قیامت کے دن پیاس سے محفوظ فرمانا۔

آب زمزم کوثر سے افضل ہے کیونکہ معراج کی رات آب زمزم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو دھویا گیا ہے۔

آب زمزم دل کو قوی کرتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوستوں کو آب زمزم کا تحفہ دیا کرتے تھے۔

آب زمزم شب برات بڑھ جاتا ہے اور میٹھا ہو جاتا ہے۔

آب زمزم کے تین لپ سر میں ڈالنے سے آدمی با عزت ہو جاتا ہے۔

آب زمزم کو دیکھنا عبادت ہے۔

زمزم کے کنویں میں جھانکنے سے نظر تیز ہو جاتی ہے۔

آب زمزم بھوک اور پیاس دونوں کا علاج ہے چنانچہ حضرت الیاس و خضر اختتام حج پر زمزم پیتے ہیں سارا سال ان کو بھوک پیاس نہیں لگتی۔

(شفاء الغرام، ج ا، ص ۲۵۲ تا ج ا، ص ۲۵۷)

مکہ میں اگر آب زمزم ہے تو مدینہ طیبہ میں حوض کوثر ہے حدیث میں

ہے منبری علی حوضی میرا منبر میرے حوض کوثر کے اوپر ہے۔

اس میں زمزم ہے کہ تھم تھم اس میں جم جم ہے کہ بیش کثرت کوثر میں زمزم کی طرح کم کم نہیں۔ مکہ میں حجر اسود مقام ابراہیم اور چاہ زمزم کے درمیان ننانوے نبیوں کی قبریں ہیں حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان ستر انبیاء کی قبور ہیں کعبہ کے گرد تین سو نبیوں کی قبریں ہیں جب انبیاء کو ان کی قومیں جھٹلاتی تھیں تو وہ ان کو چھوڑ کر مکہ آ جاتے اور بقیہ زندگی یہیں گزار دیتے تھے۔ (سیرت حلبیہ)

میزاب رحمت کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبریں ہیں۔

مدینہ طیبہ میں امام الانبیاء کی قبر انور ہے جو عرش اعظم سے بھی افضل ہے دلیل یہ ہے کہ خدا کا ہر نبی خدا کا شکر گزار بندہ ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی خدا کے نبی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اگر تم شکر کرو گے تو ہم اضافہ کریں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا کا شکر کیا تو ان کو چوتھا آسمان ملا اب بھی وہ شکر کر رہے ہیں تو ان کو اس شکریہ کے صلہ میں چوتھے آسمان سے بلند جگہ حضور کا روضہ ملے گا نہ پانچواں آسمان نہ چھٹا اور ساتواں آسمان اور نہ عرش اعظم معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام چالیس دن رہے ہیں اس مچھلی کا پیٹ اللہ کے عرش سے افضل ہے اس لئے کہ وہ نبی کا مسکن رہا ہے جہاں حضرت یونس علیہ السلام چالیس دن رہیں وہ اللہ کے عرش سے افضل تو جس قبر انور میں امام الانبیاء قیامت تک استراحت فرما رہے ہیں وہ یقیناً اللہ کے عرش سے افضل ہے۔

ہے بے تاب جس کے لئے عرش اعظم
وہ اس رہرو لامکاں کی گلی ہے
یہاں کے لاکھوں ذرے عرش اعظم سے افضل ہیں
تعالی اللہ یہ عزو وقار گنبد خضریٰ

یہی وہ قبر انور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔

ایک اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ○

جس نے حج کیا پس میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

ایک جگہ فرمایا مَنْ زَارَ قَبْرِیْ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا وَشَهِیْدًا جس نے میری قبر کی زیارت کی میں اس کے لئے شفیع ہوں گا اور اس کے نیک اعمال پر گواہ ہوں گا۔ (جذب القلوب، ص ۲۹۸ تا ص ۳۰۰)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور خانہ کعبہ سے بھی افضل ہے اور کعبہ حضور کی قبر کے علاوہ باقی مدینہ سے افضل ہے اور امام مالک فاروق اعظم اور عبداللہ بن عمر کا مسلک یہ ہے کہ مدینہ کا شہر مکہ سے افضل ہے کیونکہ یہاں پر اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور بڑے اکابرین امت کی قبور ہیں صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی قبریں ہیں حضرت عثمان غنی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی قبریں ہیں امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین کی قبور بھی مدینہ میں ہیں۔

مکہ مکرمہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۵۳ سال رہے ہیں ۴۰ سال قبل از دعوائے

نبوت اور ۱۳ سال بعد از دعوائے نبوت لیکن مدینہ میں قیامت تک ہیں آیت تلاوت میں قیام کی وجہ قیام حضور ہے جب حضور اکرم ﷺ مکہ میں تھے تو وہ افضل تھا جب مدینہ میں آ گئے تو یہ افضل ہو گیا جیسے ایک ہیرا ایک لاکھ کا ہو قمیص میں رکھ دیا جائے تو اس کی قیمت ایک لاکھ ہو جاتی ہے۔ ہیرا پگڑی میں رکھ لیا جائے تو اس کی قیمت ایک لاکھ ہو جاتی ہے جہاں ہیرا وہاں قیمت لہذا جہاں حضور اکرم ﷺ وہاں افضلیت۔

مکاں کو ہے زینت مکیں کے قدم سے
ہے مکہ سے افضل مدینہ تمہارا

نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے جو آدمی مکہ کی گرمی برداشت کرے وہ دو سو سال کی راہ کے برابر دوزخ سے دور ہو جاتا ہے اور مدینہ کے بارے میں فرمایا

مَنْ صَبَرَ عَلٰی اَذَاهَا وَشِدَّتِهَا كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا وَشَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ○

(جذب، ص ۳۷)

جس نے مدینہ کی کسی اذیت اور شدت پر صبر کیا میں اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا قیامت کے روز مکہ کے بارے میں فرمایا مَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ فَكَاَنَّمَا مَاتَ فِيْ سَمَاءِ الدُّنْيَا۔

جو مکہ میں فوت ہوا وہ ایسا ہے جیسے آسمان دنیا میں فوت ہوا۔

مَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِي الْاٰمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ○

جو مکہ میں فوت ہوا قیامت کے دن اللہ اسے امن والوں میں اٹھائے گا۔

مدینہ کے بارے میں فرمایا مَنْ مَاتَ بِالْمَدِيْنَةِ كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ○ (جذب القلوب، ص ۳۷)

جو مدینہ میں فوت ہوا میں قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں گا۔

مکہ کے قبرستان جنت المعلیٰ سے بروز قیامت ستر ہزار آدمی ایسے اٹھیں گے جن سے حساب نہ لیا جائے گا مدینہ کے قبرستان جنت البقیع سے بھی قیامت کے دن ستر ہزار آدمی ایسے اٹھیں گے جن سے حساب نہ لیا جائے گا۔

کعبہ پر روزانہ ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ عرش کے نیچے ایک نہر ہے جس میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام روزانہ غوطہ زن ہوتے ہیں پھر نہر سے باہر آ کر اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں بے شمار پانی کے قطرے گرتے ہیں ہر قطرے سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے ان میں سے ستر ہزار فرشتے کعبہ پر نازل ہوتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر ستر ہزار فرشتے صبح کو اور ستر ہزار شام کو نازل ہوتے ہیں اور جو ایک بار آتے ہیں پھر قیامت تک ان کی باری نہ آئے گی۔

ملائک لگاتے ہیں آنکھوں پہ اپنی
شب و روز خاک مزار مدینہ

ایک مرتبہ مکہ میں سیلاب آ گیا جس سے ایک عالم کی قبر کھل گئی مگر دیکھا کہ بجائے اس عالم کے ایک حسین و جمیل عورت اس قبر میں موجود ہے تعجب ہوا کہ دفن تو مرد ہوا تھا یہ عورت اس قبر میں کیسے آ گئی ایک لندن کا آدمی وہاں موجود تھا اس نے اس عورت کو پہچان لیا اور کہا میں اس کو جانتا ہوں یہ مجھ سے تعلیم حاصل کرتی تھی اور خفیہ مسلمان ہو کر مر گئی تھی لوگوں نے اس شخص کے ساتھ دو مکی مسلمان بھیجے انہوں نے اس کی قبر کھول کر دیکھی تو وہ عالم اس قبر میں موجود ان دو آدمیوں نے اسے پہچان لیا مکہ میں آ کر اس کی بیوی سے معلوم کیا کہ آخر وہ کونسا ایسا کام کرتا تھا جس کی اس کو یہ سزا ملی اس نے کہا کہ جب وہ مجھ سے مقاربت کرتا تھا تو یہ کہتا کہ عیسائیوں کا مذہب بڑے آرام کا ہے کہ اس میں غسل جنابت

نہیں ہے۔ (الافاضات، ج ۴، ص ۹۸)

کسی انگریز افسر کے ہاں ایک مسلمان ملازم تھا وہ جب کبھی انگریز کے بنگلے پر جاتا تو اس انگریز کی لڑکی مسلمان سے کہتی مجھے قرآن پڑھاؤ یہ اچھا کہہ کر ٹال دیتا ایک روز جب وہاں پہنچا تو اس انگریز لڑکی نے کہا تم مجھے قرآن نہیں پڑھاتے یاد رکھو قیامت کے دن میں اس سے شکایت کروں گی جس پر یہ قرآن اترا ہے کہ میں تو قرآن پڑھنا چاہتی تھی لیکن اس مسلمان نے مجھے نہیں پڑھایا وہ لرز گیا اور کہنے لگا میں تجھے ضرور پڑھاؤں گا اس لڑکی نے کہا میں تمہارے گھر آ جایا کروں گی بلاناغہ جاتی اور پڑھ کر آ جاتی کچھ عرصہ کے بعد ایک روز وہ نہ آئی اسی طرح وہ متواتر تین روز نہ آئی۔ یہ تجسس حال کے لئے انگریز کے گھر پہنچا پتہ چلا لڑکی بیمار ہے اور قریب المرگ ہے یہ اس لڑکی کے پاس گیا لڑکی نے کہا اے مسلمان میرا وقت قریب ہے میں صدق دل سے مسلمان ہوتی ہوں اور آپ کے سامنے پڑھتی ہوں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ آپ اس کے گواہ ہو جائیں اور آپ کو ایک وصیت کرتی ہوں کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو آپ بھی جنازہ میں شرکت کریں اور ان لوگوں کو اپنے طریقہ پر دفن کر لینے دیں اس کے بعد میری لاش کو نکال کر اسلامی طریقے پر دفن کر دینا وہ مسلمان رونے لگا اور وعدہ کر لیا کہ میں وصیت پر عمل کروں گا جب وہ مر گئی تو یہ جنازہ میں شریک ہوا رات کو جا کر قبر کھودی تو دیکھا اس کا ایک دوست اس قبر میں آیا ہوا تھا چھٹی لے کر اپنے شہر گیا پتہ چلا کہ وہ دوست انتقال کر گئے اس کی قبر کا پتہ لگا کر رات کو اس کی قبر کھودی دیکھا اس کی قبر میں ایک عربی آیا ہوا ہے بڑا حیران ہوا کہ کیا کیا جائے۔ رات کو خواب میں وہ لڑکی ملی اور کہا اے مسلمان تیرا شکریہ کہ تو نے میری وصیت پر عمل کرنے کی امکانی کوشش کی اس نے پوچھا یہ راز کیا ہے لڑکی

نے کہا میری قبر میں تیرا دوست آیا ہوا تھا اس لئے کہ وہ عیسائیوں سے محبت کرتا تھا اور اس کی قبر میں ایک عربی تھا وہ کہا کرتا تھا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں ہندوستان چلا جاؤں اس لئے خدا نے اسے مرنے کے بعد ہندوستان بھیج دیا اور میں نے مرتے وقت آرزو کی تھی کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ طیبہ مل جائے مجھے خدا نے مدینہ عطا فرما دیا۔ (حیات اعلیٰحضرت، ص ۲۲۱)

تمنا ہے الٰہی موت یوں آئے مدینہ میں
نظر کے سامنے خیر الوریٰ کا آستانہ ہو

ایک بزرگ جن کا نام صوفی محمد حسین تھا مدینہ طیبہ میں ایک بار شاہ عبدالحق مہاجر الٰہ آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حدیث شریف میں تو آتا ہے ہمارا مدینہ بھٹی ہے جیسے بھٹی لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے اسی طرح زمین مدینہ نااہل کو اپنے سے نکال دیتی ہے حالانکہ منافق بھی مر کر مدینہ میں دفن ہوئے ہیں پھر اس حدیث کا مطلب کیا ہوا شاہ صاحب نے انہیں کان سے پکڑ کر وہاں سے نکال دیا یہ حیران تھے کہ میں نے تو مسئلہ پوچھا ہے مجھے کس قصور میں نکالا گیا انہوں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ مدینہ کے قبرستان جنت البقیع میں کھدائی ہو رہی ہے اور اونٹوں پر باہر سے لاشیں آ رہی ہیں اور یہاں سے باہر جا رہی ہیں یہ ان لوگوں کے پاس گئے اور پوچھا کہ کیا کر رہے ہو بولے جو نااہل یہاں دفن ہو گئے ہیں ان کو نکال کر باہر لے جا رہے ہیں اور عشاق مدینہ جو اور جگہ دفن ہو گئے تھے ان کو مدینہ لا رہے ہیں دوسرے دن شاہ عبدالحق کی خدمت میں پیش ہوئے آپ نے دیکھتے ہی فرمایا اب سمجھے حدیث کا مطلب۔

(تفسیر نعیمی، ج۱، ص ۷۵۷)

فضائل مدینہ منورہ:

نمبر 1:

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہوئے تو حاضرین میں سے کسی نے مدینہ منورہ کے غبار سے منہ ڈھانپا آپ نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ فِیْ غُبَارِھَا شِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ○

(خلاصۃ الوفا، ص ۴۸)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مدینہ کے گرد و غبار میں ہر مرض کی شفا ہے۔

نمبر 2:

مَنْ جَآءَنِیْ زَائِرًا لَا تَعْمِدُہٗ حَاجَۃٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ (جذب القلوب، ص ۲۹۹)

جو میری زیارت کے لئے (مدینہ) آئے میرے پاس اسے اور کوئی کام نہیں مجھ پر لازم ہے کہ میں قیامت کے روز اس کی شفاعت کروں۔

نمبر 3:

مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ○

جو ارادہ کر کے میری زیارت کے لئے آیا وہ قیامت کے دن میرا پڑوسی ہوگا۔

نمبر 4:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِكَ○

اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت کی موت دے اور مجھے موت تیرے حبیب کے شہر میں آئے۔ (بخاری، ج ۱، ص ۲۵۳)

نمبر 5:

مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَلْیَمُتْ فَمَنْ مَّاتَ بِالْمَدِیْنَۃِ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا وَّ شَھِیْدًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ○

ترجمہ: جس کسی سے ہو سکے وہ مدینہ میں مرے جو مدینہ میں مرے گا میں قیامت کے دن اس کا شفیع و گواہ ہوں گا۔

نمبر 6:

اَلْمَدِیْنَۃُ مُھَاجِرِیْ فِیْھَا مَضْجَعِیْ وَمِنْھَا مَبْعَثِیْ حَقِیْقٌ عَلٰی اُمَّتِیْ حِفْظَ جِیْرَانِیْ مَا اجْتَنِبُوْا الْکَبَائِرَ○ (وفاء الوفا، ص ۴۷)

مدینہ منورہ میرا مقام ہجرت ہے۔ یہیں میری قبر ہو گی یہیں سے قیامت کے روز اٹھوں گا۔ میری امت پر لازم ہے کہ میرے پڑوسیوں کی حفاظت کریں جب تک کبائر سے بچیں۔

نمبر 7:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ مَنْ اَرَادَنِیْ وَاَھْلَ بَلَدِیْ بِسُوْءٍ فَعَجِّلْ ھَلَاکَهٗ○

(جذب القلوب، ص ۵۰)

ترجمہ: اے اللہ! جو اہل مدینہ اور میرے بارے میں برا ارادہ رکھتا ہے اسے جلد ہلاک کردے

نمبر 8:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ اِلٰی جُدْرَانِ الْمَدِيْنَةِ اَوْضَعَ رَاحِلَتَهٗ ○

ترجمہ: جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس آتے اور مدینہ کے در و دیوار کو دیکھتے تو (شوق مدینہ میں) اپنی سواری کو تیز کر دیتے۔

نمبر 9:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ظَالِمًا اَخَافَهُ اللّٰهُ وَكَانَتْ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○ (جذب القلوب، ص ۵۱)

ترجمہ: جو اہل مدینہ کو ظلم سے ڈرائے تو اس کو اللہ ڈرائے گا اس پر خدا تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

نمبر 10:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ يَحْرُسُوْنَهَا لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَالدَّجَّالُ ○

ترجمہ: مدینہ کے دروازوں پر فرشتے مقرر ہیں اس شہر میں طاعون و دجال داخل نہیں ہو سکتے۔ (بخاری، ج ۱، ص ۲۵۲)

نمبر 11:

اِنَّہٗ کَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ مِّنْ اَسْفَارِہٖ فَاَقْبَلَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ يَسِيْرًا وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَابِهَا قِرَارًا وَرِزْقًا حَسَنًا ○ (خلاصۃ الوفا، ص ۲۱)

جب رسول پاک ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو مدینہ کے قریب ہو جاتے اور یہ دعا فرماتے اے اللہ! مدینہ کو ہمارے لئے تسکین اور رزق حسنہ بنا دے۔

تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر لگا ہوا ہے جن کا تری گلی میں
ایسے جلوے پر کروڑوں لاکھ حوروں کو نثار
کیا غرض کیوں جاؤں جنت کو مدینہ چھوڑ کر

نمبر 12:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَهْلَ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ بِسُوْءٍ اَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ

ترجمہ: جس شخص نے اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ بھی کیا وہ مصائب میں اس طرح پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

افضلیت مدینہ:

عشاق مدینہ طیبہ کو شہر مکہ سے افضل قرار دیتے ان کے دلائل یہ ہیں:

نمبر 1:

اَلْمَشْيُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لِزِيَارَةِ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ اَفْضَلُ مِنَ الْكَعْبَةِ ○

قبر انور کی زیارت کے لئے مدینہ کا سفر کرنا (زیارت) کعبہ سے افضل ہے۔ (خلاصۃ الوفا، ص ۴۴)

نمبر 2:

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر آپ کے دفن کے سلسلے کے بارے میں رائے کا اختلاف ہوا کہ حضور علیہ السلام کو کس جگہ دفن کیا جائے تو سیدنا علی المرتضیٰ نے فرمایا:

لَیْسَ فِی الْاَرْضِ بُقْعَۃٌ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ بُقْعَۃٍ قُبِضَ نَفْسُ نَبِیِّہٖ ○

(خلاصۃ الوفا، ص ۱۲)

ترجمہ: وہ جگہ جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اس خطہ زمین سے افضل کوئی جگہ نہیں۔

نمبر 3:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ (بخاری، ج۱، ص ۲۵۴)

اے اللہ! ہمیں مدینہ منورہ محبوب بنا دے جس طرح مکہ مکرمہ بلکہ اس سے زیادہ خدا نے یقیناً مدینہ مکہ سے زیادہ محبوب بنا دیا جو مدینہ کی افضلیت کی دلیل ہے۔

نمبر 4:

ارشاد نبوی ہے۔

مَا عَلَی الْاَرْضِ بُقْعَۃٌ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ قَبْرِیْ بِھَا مِنْھَا ○

میری قبر کی جگہ مجھے روئے زمین سے زیادہ محبوب ہے۔

(خلاصۃ الوفا، ص ۱۷)

نمبر 5:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کے وقت دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَخْرَجْتَنِيْ مِنْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَيَّ فَاَسْكِنِّيْ فِيْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَيْكَ ○ (المستدرک)

ترجمہ: اے اللہ! تو نے مجھے اس جگہ سے نکالا جو مجھے محبوب تھی۔ اب اس جگہ پر ٹھہرا جو تجھے محبوب ہے۔

خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ جائے قیام دیا معلوم ہوا کہ اگر مکہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب شہر ہے تو مدینہ خدا کا محبوب شہر ہے۔

نمبر 6:

حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

اَلْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ مِّنْ مَّكَّةَ ○

مدینہ مکہ سے افضل ہے (وفاء الوفا، ج ۱، ص ۳۷)

نمبر 7:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَتِ ○

ترجمہ: اے اللہ مدینہ میں مکہ کی نسبت چار گنا برکت عطا فرما۔

مکہ مکرمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے تو مدینہ میں چار گنا چار لاکھ ہوگا۔

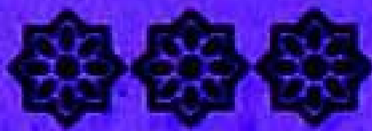
نمبر 8:

سیدنا امام مالک فرماتے ہیں ایک دن مروان نے خطبہ دیا اور دوران

خطبہ مکہ کے فضائل بیان کئے مدینہ منورہ کے بارے میں کچھ بیان نہ کیا اس پر حضرت رافع بن خدیج کھڑے ہو گئے اور فرمایا مروان تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو نے مدینہ منورہ کے بارے میں کچھ کہا نہیں سنو میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا وَالْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ مدینہ ان سب کے لئے بہتر ہے اگر وہ جان لیتے۔ (جواہر البحار، ص ۲۱۰)

اس واقعہ سے ظاہر ہوا کہ رافع بن خدیج کے نزدیک مدینہ مکہ سے افضل ہے۔

سیر گلشن کون دیکھے دشت طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر
سایۂ دیوار جاناں میں ہو بستر خاک پر
آرزوئے تاج و تخت خسروی اچھی نہیں



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حکمت کی تشریح

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَاَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ۝

اور خدا نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی۔

حکمت کے مختلف معنے ہیں بعض معنوں پر بحث کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر 1 الحکمۃ:

توازن و اعتدال یعنی عمل اور کردار کا ایسا انداز جو افراط و تفریط سے پاک ہو مثلاً:

(ا) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر آئے۔ آپ کی عبادت کی کیفیت دریافت کی جب ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں بتایا گیا تو انہوں نے اپنے عمل کو قلیل سمجھا اور کہنے لگے ہماری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا حقیقت ہے۔ آپ کی لغزشوں کو تو خدا نے معاف کر دیا ہے ان میں سے ایک نے کہا میں تو ساری رات عبادت کروں گا دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی افطار نہ کروں گا۔ تیسرے نے کہا میں عورتوں سے علیحدگی اختیار کر لوں گا اور کبھی شادی نہ کروں گا۔ اتنے میں حضور علیہ السلام تشریف لے آئے اور ان سے فرمایا تم نے ایسا ایسا کہا ہے میں تم سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں اس کے باوجود میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ جس نے میری سنت سے منہ موڑا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ (بخاری و مسلم)

(ب) حضرت وہیب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا۔ حضرت سلمان، حضرت ابودرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی ملاقات کو گئے تو ابو درداء رضی اللہ عنہ کی بیوی کو خراب کپڑے پہنے دیکھا۔ سلمان نے وجہ دریافت کی۔ اس نے جواب دیا تمہارے بھائی ابو درداء رضی اللہ عنہ کو دنیا اور عورت کی حاجت نہیں۔ اتنے میں ابو درداء رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ انہوں نے کھانا تیار کرایا اور ان سے کہا کھاؤ میں تو روزہ دار ہوں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس وقت نہ کھاؤں گا جب تک آپ نہ کھائیں۔ چنانچہ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بھی کھانا کھا لیا جب رات ہوئی تو ابو درداء رضی اللہ عنہ نماز کے لئے جانے لگے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا سو جاؤ چنانچہ وہ سو گئے پھر کھڑے ہونے لگے سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا سو جاؤ حتیٰ کہ رات کا آخری حصہ ہو گیا تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا اب کھڑے ہو جاؤ چنانچہ دونوں نے نماز پڑھی پھر سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:

اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِاَ هْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا○

تمہارے پروردگار کا تم پر حق ہے تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا بھی تم پر حق ہے ہر حق والے کو اس کا حق دو پھر یہ معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان رضی اللہ عنہ نے سچ بیان کیا۔ (بخاری)

نمبر 2۔ الحکمۃ:

سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حکمت سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

حدیث میں آیا ہے:

كَانَ جِبْرِيْلُ يَنْزِلُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالسُّنَّةِ كَمَا يَنْزِلُ بِالْقُرْآنِ ○

(دارمی، ص ۷۷)

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام جس طرح قرآن نازل کرتے تھے اسی طرح سنت بھی نازل کرتے تھے۔

مقام سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سنت کس قدر عزیز تھی اس کا انداز ترمذی کی اس حدیث سے لگایئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے بیٹے! اگر تم سے ہو سکے تو اس حال میں صبح و شام کرو کہ تمہارے دل میں کسی کے خلاف کھوٹ اور کینہ نہ ہو اے بیٹے یہ میری سنت ہے۔

وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ○

(ترمذی، ج ۲، ص ۹۷)

اور جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

ایک جگہ ارشاد نبوی ہے:

مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ○ (مشکوٰۃ، ص ۲۷)

جس نے میری امت کے فساد کے دور میں میری سنت کو مضبوطی سے

تھامے رکھا اسے سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔

ایک حدیث میں یوں فرمایا:

اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِہٖ ○ (موطا امام مالک، ص ۷۰۲)

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک ان کو مضبوطی سے تھامے رہو گے گمراہ نہ ہو گے ان میں ایک تو اللہ کی کتاب ہے اور دوسری اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔

مقام سنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے جب کوئی معاملہ پیش کیا جاتا تو اولاً کتاب اللہ میں اس کا حل تلاش کرتے وہاں نہ ملتا تو سنت نبوی میں غور کرتے وہاں سے اگر معلوم ہو جاتا اس کے مطابق فیصلہ فرما دیتے اور اگر سنت میں بھی آپ کو حل نہ ملتا تو پھر مجلس شوریٰ سے پوچھتے کہ میرے پاس فلاں معاملہ فیصلے کے لئے آیا ہے۔ میں نے کتاب و سنت میں غور کیا ہے لیکن اس کا حل نہیں ملا کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس بارے میں کوئی فیصلہ فرمایا ہے اس پر بعض اوقات لوگ بتا دیتے کہ ہاں اس بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فیصلہ فرمایا ہے۔ آپ اس فیصلہ کو نافذ کر دیتے اور یہ کہتے کہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْنَا مَنْ یَّحْفَظُ عَنْ نَبِیِّنَا ○

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات یاد ہیں۔

پھر اگر اس معاملے میں کوئی صورت نظر نہ آتی تو سرکردہ مسلمانوں اور

علماء کو بلا کر ان سے مشورہ فرماتے جب وہ اجتماعی طور پر ایک رائے پر جمع ہو جاتے تو آپ اس کے مطابق فیصلہ فرما دیتے۔ (کنز العمال، ج ۸، ص ۳۴۸)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَاِنَّ اَصْحَابَ السُّنَنِ اَعْلَمُ بِكِتَابِ اللّٰهِ○ (کشف الغمہ، ج ۱، ص ۲۱)

سنت کے جاننے والے ہی اللہ کی کتاب کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اَعْمَلُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّه

میں اللہ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتا ہوں۔

لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم ہر حال میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریں اسی میں ہماری نجات ہے۔

دیباچۂ نجات ہے سنت رسولؐ کی
سرمایۂ حیات ہے حکمت رسولؐ کی

ایک حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن عرش کا سایہ تین آدمیوں پر ہوگا اور اس دن عرش کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا عرض کی گئی وہ کون لوگ ہیں فرمایا:

مَنْ فَرَّجَ عَنْ مَكْرُوْبٍ مِّنْ اُمَّتِيْ وَاَحْيَاءُ سُنَّتِيْ وَاَكْثَرُ الصَّلٰوةِ عَلَيَّ○

جس نے میرے کسی مصیبت زدہ امتی کی پریشانی دور کی۔

دوسرا وہ جس نے میری سنت کو زندہ کیا۔

تیسرا وہ جس نے کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا۔

(القول البدیع، ص ۱۲۳)

حضرت علی بن اسماعیل فرماتے ہیں کہ میں نے طرسوس میں متوکل کو خواب میں دیکھا کہ نور میں بیٹھا ہوا ہے میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے

ساتھ کیا سلوک کیا جواب دیا خدا تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے میں نے پوچھا کس سبب سے مغفرت ہوئی اس نے جواب دیا قَلِیْلٌ مِنَ السُّنَّةِ اَحْیَیْتُهَا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چھوٹی سی سنت کو زندہ کیا تھا۔

(تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۱۷۰)

اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہو تمامی کا
گلے میں پہن لو کرتہ محمدؐ کی غلامی کا

نمبر 3۔ الحکمۃ۔ عقل اور علم کے ذریعے حق بات تک پہنچنا:

مثلاً حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ کام کاج چھوڑ کر جلد جلد آپ کو دیکھنے آ رہے تھے میں بھی آیا جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھا تو میں نے یقین کر لیا کہ یہ چہرہ جھوٹوں کا چہرہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت فرما رہے تھے:

"یَاَیُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَ صَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ ○"

اے لوگو! سلامی پھیلاؤ رشتہ داروں سے محبت کرو، بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو جب کہ لوگ سو رہے ہوں اور سلامتی سے جنت میں جاؤ۔ اس کلام سے متاثر ہو کر میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ (سنن کبریٰ، ج ۲، ص ۵۰۴، مسند امام احمد، ج ۵، ص ۴۵۱)

اس حدیث میں چار چیزوں کو جنت میں دخول کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

(۱) سلام:

ایک حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے آ کر یوں سلام کیا اَلسَّلَامُ

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کے لئے چالیس نیکیاں ہیں۔ (ابوداؤد، ج۲، ص۳۵۹)

اور ایک حدیث میں یوں آیا ہے کہ:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تمہارا ایمان کامل نہیں جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو میں تمہیں ایسا عمل بتاؤں جس سے محبت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو عام کرو۔ (ابوداؤد، ج۲، ص۳۵۹)

ایک جگہ فرمایا مَامِنْ مُسْلِمِيْنَ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَّتَفَرَّقَا جب دو مسلمان آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (ابوداؤد، ج۱، ص۳۶۱)

(ب) رشتہ دار سے حسن سلوک:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُّبْسَطَ عَلَيْهِ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَاَ فِيْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ ○ جس کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو عمر لمبی ہو وہ رشتہ دار کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ (ابوداؤد، ج۱، ص۲۴۵)

(ج) کھانا کھلانا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَيُّمَا مُسْلِمٍ اَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلٰى جُوْعٍ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ ○ (ابوداؤد، ج۱، ص۲۴۳)

ایک اور حدیث میں آیا جو اپنے بھائی کو پیٹ بھر کے روٹی کھلا دے اور

پانی سے سیراب کردے خدا تعالیٰ اس کو جہنم سے سات خندق دور کردیتا ہے اور ہر خندق سات سو سال کی راہ کے برابر چوڑی ہوگی۔

(ابن عساکر، ج۵، ص۳۱۴)

ایک حدیث میں ارشاد نبوی اس طرح ہے جو کسی پیاسے کو پانی سے سیراب کردے اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جو کسی بھوکے کو پیٹ بھر کے کھانا کھلا دے اس کے لئے جنت کے سارے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل جنت ہو جائے۔

(اسد الغابہ، ج۵، ص۱۸۲)

(د) نمازِ تہجد:

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میدان محشر میں آواز آئے گی۔

اَیْنَ الَّذِیْنَ کَانُوْا تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ فَیَقُوْمُوْنَ وَھُمْ قَلِیْلٌ فَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ ○ (الترغیب والترہیب، ج۱، ص۴۲۵)

ترجمہ: وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے تھے تہجد گزار کھڑے ہو جائیں گے وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہوا ہے جن کے پہلو رات کے وقت بستروں سے الگ رہتے تھے ان کے لئے اللہ نے جنت میں نعمتیں تیار کی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی بشر کے دل میں ان کا خیال آیا ہے نہ ان کو کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل جانتا ہے۔ (الترغیب، ج۱، ص۴۳۶)

حضرت ابو مالک اشعری سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ فِی الْجَنَّةِ غُرَفًا یُرٰی ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا مِنْ ظَاهِرِهَا اَعَدَّ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَفْشَی السَّلَامَ وَ صَلّٰی بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ ○

(الترغیب، ج ۲، ص ۶۳)

ترجمہ: جنت میں ایک چوبارہ ہے جس کا ظاہر باطن سے باطن ظاہر سے دیکھا جاتا ہے اور اللہ نے یہ چوبارہ ان کے لئے تیار کیا ہے جو کھانا کھلاتے ہیں سلام کو عام کرتے ہیں اور نماز تہجد ادا کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا فرمایا یا امیر المومنین مجھے اپنے بیٹے میں تو شک ہوسکتا ہے کہ شاید اس کی ماں نے خیانت کی ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں ہرگز شک نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سر کو چوم لیا۔ (تفسیر عزیزی، ج ۱، ص ۵۳۷)

نمبر 4: الحکمۃ۔ علم الاسرار:

حدیث نبوی میں علم الاسرار کا ثبوت موجود ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وِعَائَیْنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهٗ فِیْكُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ ○ (مشکوۃ کتاب العلم)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کے دو برتن یاد کر لئے ان میں سے ایک کو میں نے ظاہر کر دیا اور دوسرا اگر میں ظاہر کر دوں تو میرا یہ گلا کاٹ ڈالا جائے۔

جس علم کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ظاہر کر دیا وہ شریعت کا علم تھا اور جس کو چھپایا وہ علم الاسرار تھا۔

فلسفہ ارکان اسلام۔ وضو کا فلسفہ:

وضو کے چار فرض ہیں۔ چہرہ دھونا کہنیوں تک ہاتھ دھونا چوتھائی سر کا مسح کرنا اور پاؤں دھونا۔

ان چار کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام شجر ممنوعہ کے قریب پاؤں سے چل کر گئے۔ آنکھ سے درخت کا پھل دیکھا اور آنکھ چہرے میں ہوتی ہے سر کو درخت کی شاخوں نے چھوا اور ہاتھ سے پھل توڑا اس لئے وضو میں ان چار اعضاء کی طہارت فرض قرار پائی۔

مسئلہ یہ ہے کہ اس پانی سے وضو کیا جائے جس کا رنگ نہ بدلا ہو مزہ نہ بدلا ہو اور اس میں بدبو پیدا نہ ہوئی ہو۔ وضو کرتے کرتے وقت سب سے پہلے ہاتھ میں پانی لیا جاتا ہے تاکہ دیکھیں کہ اس کا رنگ تو نہیں بدلا۔ پانی منہ میں ڈالتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ اس کا مزہ تو نہیں بدلا پھر ناک میں پانی ڈالتے ہیں تاکہ دیکھا جائے کہ اس میں بدبو تو پیدا نہیں ہوئی یہ راز ہے ہاتھ میں پانی لینے، منہ میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا۔

فلسفہ اذان:

اذان ہجرت کے پہلے سال شروع ہوئی اذان امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اذان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم وتکریم اور شعائر اسلام کا اظہار ہوتا ہے اذان میں خدا کی الوہیت کا اظہار ہوتا ہے خدا کے استحقاق عبادت کا اعتراف ہے توحید کی شہادت اور رسالت کی گواہی کا اعلان ہے اذان کے ذریعے مسلمانوں کو مسجد میں آنے کی دعوت دی جاتی ہے جو مسلمان اپنے گھروں دکانوں اور کارخانوں سے اٹھ کر مساجد کی طرف آتے ہیں وہ خدا کے فرمانبردار

بندے ہیں اور جو مساجد کی طرف اذان سن کر نہ آئیں وہ خدا کی اطاعت سے غافل ہیں تو اذان گویا اطاعت شعاروں اور نافرمانوں کے امتیاز کا ذریعہ ہے۔

زکوٰۃ کا فلسفہ:

نمبر 1:

مال کی کثرت اور زیادتی سے انسان میں غرور و تکبر سرکشی اور فسق و فجور پیدا ہو جاتا ہے زکوٰۃ کی فرضیت اس کے فسق و فجور کو کم کر دیتی ہے اور انسان کو خدا کی رضا جوئی کے حصول کی طرف متوجہ کرتی ہے۔

نمبر 2:

زکوٰۃ کی ادائیگی کے ذریعے مسلمان دوسرے مسلمانوں پر شفقت کرتا ان کی ضروریات پوری کر کے ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے اور حقوق العباد کا خیال رکھتا ہے۔

نمبر 3:

فقراء اور مساکین زکوٰۃ وصول کر کے زکوٰۃ دینے والے کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں اور اس کی جان و مال کی بقا چاہتے ہیں۔

نمبر 4:

ادائیگی زکوٰۃ کے ذریعے امیروں اور غریبوں کے درمیان رشتہ اخوت قائم رہتا ہے اور طبقاتی منافرت پیدا نہیں ہوتی۔

نمبر 5:

مال سے دنیاوی لذتوں اور آسائشوں کا حصول ہوتا ہے اس لئے انسان

فطری طور پر مال کی طرف مائل ہوتا ہے مال کو جمع کرنے پر حریص ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کی تاکہ بندہ خدا کی راہ میں مال خرچ کر کے اس حرص کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔

روزہ کا فلسفہ:

ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے اسی طرح کھانے پینے کی ممانعت کی قدر بھی روزہ رکھنے سے ہوتی ہے۔ شکم سیر ہو کر کھانا کھانے والے امیروں کو پتہ چلتا ہے کہ فاقہ میں کیسی اذیت اور بھوک اور پیاس کی تکلیف ہوتی ہے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام قحط کے دنوں میں زیادہ کھانا ہونے کے باوجود اس لئے شکم سیر ہو کر نہ کھاتے تھے کہ کہیں بھوکوں کا حال بھول نہ جائیں اور ان کے ساتھ مشابہت قائم رہے اس لئے روزوں کی فرضیت سے ہر مسلمان شخص کو اپنے فاقہ والے مسلمان بھائیوں کی بھوک اور پیاس کا اندازہ ہو گا اس سبب سے اس کا دل اس کی امداد کے لئے آمادہ ہو گا۔ نیز غریب سارا سال بھوک سے دوچار رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ مشابہت رکھنے کو رمضان کا روزہ فرض فرما دیا۔

نماز کا فلسفہ:

دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد پانچ مصائب کا سامنا ہوتا ہے اول موت کی سختی، دوسری عذاب قبر، تیسری میدان حشر کی گھبراہٹ، چوتھی مصیبت پل صراط کو پار کرنا اور پانچویں جنت کا دروازہ بند ہونا۔ خدا تعالیٰ نے ان مصائب کے رفع کرنے کو پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں حدیث میں آیا ہے۔

مَنْ حَفِظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ بِخَمْسِ خِصَالٍ يَرْفَعُ عَنْهُ ضِيقَ الْمَوْتِ وَعَذَابَ الْقَبْرِ يُعْطِى اللّٰهُ كِتَابَهُ بِيَمِيْنِهِ وَيَمُرُّ عَلَى الصِّرَاطِ كَالْبَرْقِ

الْخَاطِفِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○

جس نے پانچوں نمازوں کی حفاظت کی خدا کی طرف سے اس کے پانچ انعام ہیں۔ اس سے موت کی سختی اٹھا دی جاتی ہے۔ عذاب قبر معاف ہو جاتا ہے۔ اس کا نامہ دائیں ہاتھ میں آتا ہے۔ اچک لے جانے والی بجلی کی طرح پل صراط کو پار کرے گا اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔

حج کا فلسفہ:

اسلامی عبادات کے فوائد میں مساوات ایک اہم سنگ بنیاد ہے ہر چند کہ نماز سے بھی مساوات حاصل ہوتی ہے لیکن پوری وسعت اور ہمہ گیری کے ساتھ مساوات کا اظہار صرف حج میں ہوتا ہے۔ جب امیر وغریب عالم اور جاہل حکام اور عوام بادشاہ اور رعایا ایک لباس ایک صورت ایک حالت اور ایک میدان میں کھلے آسمان کے نیچے رب ذوالجلال کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ تمام ملکوں کے باشندے بلا امتیاز رنگ ونسل جمع ہو کر اپنے رب کی یاد میں محو ہو جاتے ہیں۔

حج کے مصارف کے لئے مال حلال کی ضرورت ہوتی ہے مال حرام اس میں خرچ کرنا جائز نہیں اس میں لامحالہ انسان کو حلال اور حرام کا فرق کرنا پڑتا ہے اس سے انسان کی روحانی اور اخلاقی حالت سدھر جاتی ہے فریضہ حج انسان کی اخروی مساوات اور مغفرت کا ذریعہ ہے اخلاق، معاشرتی، سیاسی، سماجی زندگی میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔

نمبر 5۔ الحکمۃ۔ العلم اللدنی:

جو علم براہ راست قلب پر القاء ہوا سے علم لدنی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اور ہم نے اسے یعنی حضرت خضر علیہ السلام کو علم

لدنی عطا فرمایا۔ امام غزالی فرماتے ہیں علم لدنی وہ ہے کہ جس کے حصول میں نفس اور حق تعالیٰ کے درمیان کوئی واسطہ نہ ہو۔

حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں حوض میں پانی لانے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ نہر وغیرہ سے پانی لایا جائے دوم یہ کہ اس حوض کو کھود کر اور اس کو آلات سے صاف کر کے اس میں کوئی چشمہ جاری کر دیا جائے اور یہ پانی نہر کے پانی سے صاف لذیذ اور شیریں ہو گا اسی طرح قلب بھی بمنزلہ حوض کے ہے کبھی اس میں علم حواس خمسہ کی نہر سے لایا جاتا ہے اور کبھی بذریعہ خلوت و عزلت مجاہدہ اور ریاضت قلب کو کھود کر صاف کر دیا جاتا ہے اس وقت خود قلب کے اندر سے علم کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا اَظْهَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَنَابِيْعَ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ ○

ترجمہ: جو چالیس روز اخلاص کے ساتھ عبادت کرے اللہ تعالیٰ علم لدنی کے چشمے اس کے قلب سے اس کی زبان پر جاری کر دیتا ہے۔

(رسالہ علم لدنی، ص ۴۷)

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے ملنے کے لئے گئے تو آپ نے تین کام ایسے کئے جن پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کئے پہلا کام یہ تھا جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ توڑ دیا، دوسرا کام یہ کہ آپ نے ایک لڑکے کو قتل کر دیا، تیسرا کام یہ کہ ایک خستہ سی دیوار کو اپنی کرامت سے سیدھا کر دیا جو گرنے کے قریب تھی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے ان تینوں کاموں کی حکمتیں بیان فرما کر اپنا علم لدنی ظاہر کر دیا خدا فرماتا ہے:

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا

وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ○

ترجمہ: کشتی چند مسکینوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے رہتے تھے میں نے اسے عیب دار کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر کشتی کو جبراً ضبط کر لیتا تھا۔

دوسرے کام کی حکمت حضرت خضر علیہ السلام نے یہ بیان فرمائی کہ:

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَا اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ○ فَاَرَدْنَا اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ○

اور اس لڑکے کے ماں باپ مومن تھے ہمیں خوف ہوا کہ کہیں انہیں اپنی سرکشی اور کفر سے عاجز و پریشان نہ کر دے اس لئے ہم نے چاہا کہ انہیں ان کا پروردگار اس کے بدلے میں اس سے بہتر پاکیزگی والا اور اس سے زیادہ محبت و پیار والا بچہ عنایت فرما دے۔

اور تیسرے کام کی حکمت آپ نے یہ بیان فرمائی کہ:

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ○

اور دیوار کا قصہ یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم بچے ہیں جن کا خزانہ ان کی دیوار کے نیچے دفن ہے ان کے باپ بڑے نیک شخص تھے تیرے رب نے چاہا کہ یہ دونوں اپنی جوانی کی عمر میں آ کر اپنا یہ خزانہ نکال لیں۔

ان تین کاموں میں مندرجہ ذیل باتیں وہ تھیں جن کا تعلق علم لدنی سے تھا۔

(۱) حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ دریا کے اس پار ایک ظالم بادشاہ ہے جو ہر سالم کشتی کو تو چھین لیتا ہے اور عیب دار کشتی کو چھوڑ دیتا ہے اس لئے میں نے

کشتی کو عیب دار کر دیا تا کہ ان مسکینوں کا ذریعہ چھن نہ جائے۔

(ب) حضرت خضر علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ لڑکا جب بڑا ہوگا تو اپنی سرکشی اور کفر سے اپنے والدین کو پریشان کرے گا اپنے ماں باپ کو ذہنی اذیت میں مبتلا کرے گا نیز آپ یہ بھی جانتے تھے کہ اس قتل شدہ لڑکے کے عوض خدا تعالیٰ ان کو ایسی پاکیزہ اور پیار و محبت والی اولاد عطا فرمائے گا جو اپنے والدین کے لئے ذہنی سکون کا موجب ہوگی اور وہ اولاد کفر و طغیان سے احتراز کرے گی اور خدا کے صراط مستقیم پر چل کر اپنے خدا کو راضی کرے گی۔

(ج) حضرت خضر علیہ السلام کو علم تھا کہ اس دیوار کے نیچے خزانہ ہے جس کے مالک دو یتیم ہیں ان کا والد نیک انسان تھا وہ بڑے ہو کر اپنا خزانہ نکال لیں گے۔

مقامِ غور ہے کہ جب حضرت خضر علیہ السلام کے علم لدنی کا یہ کمال ہے تو اس نبی مکرم کے علم لدنی کا کیا کمال ہوگا جو حضرت خضر علیہ السلام کے بھی نبی ہیں۔

نور مجسم نیر اعظم سرور عالم مونس آدم
نوح کے ہمدم خضر کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم
کفر کی ظلمت جس نے مٹائی دین کی دولت جس نے لٹائی
لہرایا توحید کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم
وہم کی ہر زنجیر کو توڑا ایک خدا سے رشتہ جوڑا
شرک کی محفل کر دی برہم صلی اللہ علیہ وسلم

امام الانبیاء کا علم لدنی:

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی

يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّيْ هٰذِهٖ ○ (مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۲۸۷)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش کر دیا پس میں دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں۔

ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

رَاَيْتُ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ شَرِيْعِيْ فَعَلِمْتُ مَافِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ○ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میرے سینے میں رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل میں پائی میں نے زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو جان لیا۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات عرش سے ایک قطرہ ٹپکا میں نے اسے منہ میں لے لیا وہ بہت ہی میٹھا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ:

فَاَنْبَاَنِيَ اللّٰهُ بِهَا نَبَا الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَنَوَّرَ قَلْبِيْ ○

(زرقانی، ج ۶، ص ۹۵)

مجھے خدا تعالیٰ نے اولین و آخرین کا علم عطا کر دیا۔

ایک جگہ فرمایا عَلَّمَنِيْ عُلُوْمًا شَتّٰى فَعِلْمٌ اَخَذَ اِلَى كِتْمَانِهٖ وَعِلْمٌ خَيَّرَنِيْ فِيْهِ وَعِلْمٌ اَمَرَ بِتَبْلِيْغِهٖ اِلَى الْعَامِ وَالْخَاصِ مِنْ اُمَّتِيْ ○

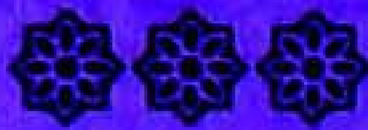
(زرقانی، ج ۶، ص ۹۳)

خدا تعالیٰ نے مجھے مختلف علوم سکھائے ایک علم وہ جس کو چھپانے کا حکم دیا اور دوسرا وہ علم جس میں مجھے اختیار دیا گیا کہ چاہوں تو کسی کو بتا دوں اور اگر چاہوں تو نہ بتاؤں اور تیسرا وہ علم جس کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا کہ اپنے ہر

امتی کو بتا دو۔

چنانچہ جس میں آپ کو اختیار دیا گیا وہ علم آپ نے اپنے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو عطا فرمایا مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں جب تک زندہ ہوں مجھ سے وہ علم سیکھ جس کو نہ جبرائیل علیہ السلام جانتے ہیں نہ میکائیل علیہ السلام اور وہ علم مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق میں بٹھا کر آگ میں ڈالا جانے لگا تو اس وقت میرا نور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں موجود تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس وقت کہا هَلْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ يَا خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ○ اے خلیل اللہ علیہ السلام! کوئی حاجت ہو تو بتاؤ فرمایا تم سے کوئی حاجت نہیں۔ تیسری مرتبہ کہا کوئی خدا سے حاجت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دوست کا کام یہ ہے کہ وہ دوست کی مرضی کو مقدم سمجھے اس وقت خدا نے میرے نور کو بولنے کی طاقت دی اور میں نے کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام اگر خدا نے مجھے نبوت سے سرفراز فرمایا تو میں اس فعل کی خبر دے دوں گا۔ چنانچہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرایا گیا تو آپ نے سدرۃ المنتہیٰ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا يَا جِبْرِيْلُ هَلْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ إِلٰى رَبِّكَ اے جبرائیل علیہ السلام رب کی بارگاہ میں کوئی حاجت ہو تو بتاؤ یہ کہہ کر آپ نے اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بدلہ اتار دیا۔

(زرقانی، ج ٦، ص ٩٣)



صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا علم لدنی

حارث بن مالک کا علم لدنی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے۔ حارث بن مالک رضی اللہ عنہ سوئے ہوتے تھے۔ آپ نے پاؤں کی ٹھوکر سے اسے جگایا۔ حارث نے سر اٹھا کر عرض کی میرے ماں باپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر قربان ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا اے حارث تم نے صبح کیسے کی عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مومن ہونے کی حیثیت سے۔ آپ نے فرمایا تیرے اس کہنے کی حقیقت کیا ہے۔ عرض کی میں نے دنیا سے منہ موڑ لیا دن کو پیاسا رہا رات کو بیداری کی۔

وَكَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى عَرْشِ رَبِّىْ بَارِزٌ فَكَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْهَا يَتَزَاوَرُوْنَ وَاِلٰى اَهْلِ النَّارِ يَتَعَادُوْنَ فَقَالَ النَّبِىُّ اَنْتَ اِمْرَءٌ نَوَّرَ اللّٰهُ لُبَّهٗ عَرَفْتَ فَالْزَمْ۔ (کنز العمال، ج ۱۳، ص ۳۵۲)

میں اپنے رب کے عرش کو دیکھتا ہوں اہل جنت کو دیکھتا ہوں وہ باہمی زیارت کرتے ہیں دوزخیوں کو چیختے ہوئے دیکھتا ہوں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو وہ آدمی ہے اللہ نے تیرا دل منور کر دیا ہے تو نے اپنے آپ کو پہچان لیا۔ اب اس منصب کی حفاظت کر۔

بال چراغ عشقدا میرا روشن کر دے سینہ
دل دے دیوے دی روشنائی جاوے وچہ زیناں

پاک ہوویں تے پاک ملے بن پاکیوں پاک نہ ملدا
سارے جسم دے دھوون کولوں اکو دھولے ٹکڑا دل دا

ایک ولی کا علم لدنی:

حضرت ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ امام الحرمین امام ابوالمعالی ابن امام ابو محمد صبح کی نماز کے بعد مسجد میں درس دینے کے لئے بیٹھے ان کے قریب سے ایک صوفی صاحب اپنے مریدوں کے ساتھ گزرے امام ابوالمعالی نے ان کی طرف دیکھ کر کہا ان لوگوں کو سوائے کھانے پینے اور رقص کے کوئی دوسرا کام نہیں۔ جب شیخ دعوت کھا کر واپس ہوئے تو اس امام ابوالمعالی کے پاس گئے اور کہا امام صاحب اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے صبح کی نماز اس حال میں پڑھی ہو کہ وہ جنبی تھا اور اسی حالت میں مسجد میں بیٹھ کر درس بھی دے اور لوگوں کی غیبت بھی کرے اب امام ابوالمعالی کو خیال آیا کہ مجھ پر غسل واجب تھا میں نے غسل نہ کیا تھا پھر امام ابوالمعالی کا اس صوفی صاحب کے بارے میں خیال درست ہو گیا۔ (مرقاۃ، ج ۳، ص ۱۹)

حضرت علی الخواص کا علم لدنی:

حضرت علی الخواص مسجد کے طہارت خانوں میں وضو نہ فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ پانی ہم جیسے لوگوں کے جسموں کو پاک نہیں کرتا کیونکہ یہ ان گناہوں سے آلودہ ہے جو اس میں مل گئے ہیں اور وہ گناہوں کے دھوون میں یہ فرق بھی کر لیتے تھے کہ یہ حرام کا ہے یا مکروہ کا۔

امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت علی الخواص کے ساتھ تھا آپ مدرسہ الازہر کے وضو خانے میں داخل ہوئے انہوں نے حوض

سے استنجا کرنے کا ارادہ کیا تو اس کو دیکھ کر لوٹ آئے میں نے دریافت کیا کہ کیا ہو گیا انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اس میں گناہ کبیرہ کا دھوون دیکھا ہے جس نے اس کو متغیر کر دیا ہے اور میں نے اس شخص کو بھی دیکھا تھا جو آپ سے پہلے وضو خانہ میں داخل ہوا تھا پھر میں اس کے پیچھے گیا اور اس کو حضرت شیخ کے ارشاد سے آگاہ کیا اس نے تصدیق کی اور کہا مجھ سے زنا سرزد ہو گیا تھا پھر آ کر حضرت کے ہاتھ پر تائب ہوا۔ (فتاوی رضویہ، ج۲، ص ۶۵)

امام اعظم کا علم لدنی:

ایک مرتبہ آپ جامع کوفہ کے طہارت خانے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک جوان وضو کر رہا ہے اور پانی کے قطرات اس سے ٹپک رہے ہیں آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے! والدین کی نافرمانی سے توبہ کر اس نے فوراً کہا میں نے توبہ کی ایک دوسرے شخص کے پانی کے قطرات دیکھے تو فرمایا اے میرے بھائی زنا سے توبہ کرو اس نے کہا میں نے توبہ کی ایک اور شخص کے وضو کا پانی گرتا ہوا دیکھا تو فرمایا شراب نوشی اور فحش گانے بجانے سے توبہ کرو اس نے کہا میں نے توبہ کی۔ (الیواقیت، ج۲، ص ۶۳، فتاوی رضویہ، ج۲، ص ۶۵)

نمبر 6: الحکمۃ۔ فہم القرآن:

بعض اوقات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فہم قرآن کے بارے میں الجھنوں کا شکار ہو جایا کرتے تھے۔ پھر رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے تو آپ ان الجھنوں کا حل بیان فرما دیتے جس سے ان کو تسلی ہو جاتی چند امثلہ ملاحظہ فرمائیں۔

مثال نمبر 1:

بخاری شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔
وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُوْلٰئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ ○
ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں کوئی ظلم شامل نہیں کیا یہی لوگ ہیں جن کو امن ملے گا اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔
یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین گھبرا گئے اور عرض کرنے لگے ہم میں سے ایسا کون ہے جس نے اپنے نفس پر کوئی نہ کوئی ظلم نہ کیا ہو۔ پس آیت کے بموجب ہم بھی امن میں نہ رہیں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا یہاں ظلم سے مراد عام ظلم نہیں بلکہ شرک مراد ہے جب کہ سورہ لقمان میں ارشاد ہے۔ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ○
ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ جنگل کی سیر کو تشریف لے گئے ایک ناقہ سوار ملا اس سے پوچھا تو کہاں سے آیا ہے اس نے کہا میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیعت اسلام کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہوں اللہ کا رسول۔ اس نے کہا مجھے اسلام کی تعلیم دیجئے آپ نے اسے کلمہء شہادت پڑھا کر نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کی تعلیم دی۔ پھر وہ واپس ہوا اچانک اس کی اونٹنی کا پاؤں چوہوں کے بل میں گھس گیا۔ پاؤں لڑکھڑا گیا اور وہ اونٹنی سے نیچے گر پڑا۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ رسول پاک ﷺ نے دیکھا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے فرمایا اس کو میرے قریب لاؤ ہم لائے تو وہ فوت ہو

چکا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھا تو اس کی طرف سے رخ موڑ لیا اور فرمایا اسے پانی کے قریب لے چلو۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فرماتے ہیں کہ ہم نے غسل دیا۔ کفن دیا حنوط لگایا پھر اس کو سپرد خاک کر دیا پھر فرمایا اس شخص کے بارے میں میں تم سے ایک حدیث نہ بیان کروں اس نے عمل تھوڑا کیا لیکن اجر و ثواب کثیر پایا۔ خدا تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے:

اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ ـــــ الخ

میں نے اس سے اس لئے پہلوتہی کی کہ دو فرشتے اس کے منہ میں جنتی پھل دے رہے تھے۔ (طبرانی کبیر، ج۲، ص ۳۱۹)

مثال نمبر 2:

جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝

ترجمہ: جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو یہ سن کر فکر لاحق ہوئی کیونکہ ان میں بعض اہل ثروت بھی تھے انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا یہ وعید ان لوگوں کے لئے ہے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے کیونکہ شرعی طور پر کنز اس مال کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔

(ابن کثیر، ج۲، ص ۳۵۱)

مثال نمبر 3:

ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن جس کا حساب لیا گیا سمجھ لو کہ وہ ہلاک ہو گیا اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی خدا تو فرماتا ہے:

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا۔

ترجمہ: جن کو دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا گیا اس کا حساب آسان ہوگا۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حساب کے باوجود ہلاک نہ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا آسان حساب سے مراد یہ ہے کہ نامہ اعمال ان کے سامنے رکھ کر ان کو صرف جتلا دیا جائے گا مگر اس پر باز پرس نہ ہوگی ہلاک وہ ہوگا جس سے مناقشہ کیا گیا۔ (بخاری، ج۱، ص ۳۷)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہ سال لگا کر پڑھی ہے اور ان کے فرزند عبداللہ بن عمر نے آٹھ سال صرف کر کے سیکھی ہے ان سالوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا علوم سکھائے ہوں گے۔

ابن قیم نے مدارج السالکین میں لکھا ہے کہ فہم، اللہ کے بندہ پر ایک عظیم انعام ہے اور وہ ایک نور ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے دل میں ڈال دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کو ان امور کا ادراک اور فہم ہونے لگتا ہے جو دوسرے کو نہیں ہوتا مثلاً:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فہم کو دیکھو کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ اور دیگر صحابہ بدریین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ کی تفسیر دریافت فرمائی تو صرف حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا

کہ میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے رسول کو وفات کی خبر دی ہے اور یہ بتایا ہے کہ تمہاری وفات کا زمانہ قریب آ گیا ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس معاملے میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ موافقت فرمائی اور یہ معنی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مخفی رہے حالانکہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تمام صحابہ سے کم عمر تھے اور ظاہراً آیت میں کوئی ایسا اشارہ بھی موجود نہیں۔ وفات پر دلالت کرتا ہو یہ تھا فہم القرآن کا ملکہ جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حاصل تھا۔

(مدارج السالکین، ج۱، ص۲۲، الاتقان، ص۲)

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے لیلۃ القدر کے بارے میں سوال کیا آپ نے عجیب طریقہ سے جواب دیا فرمایا کہ آسمانوں کی تعداد سات ہے زمینیں بھی سات ہیں سورہ فاتحہ کی آیات بھی سات ہیں۔ قرآن نے سات قرابت داروں سے نکاح ممنوع قرار دیا ہے میراث کو سات وارثوں پر تقسیم کیا گیا ہے کعبہ کے طواف کے سات چکر ہیں سجدہ کی حالت میں سات ہڈیاں زمین پر لگتی ہیں صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے جاتے ہیں شیطان کو سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ لہذا میرا خیال ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کی آخری راتوں ہی میں ہے۔ اس پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کی تعریف کی۔ (الاتقان، ج۲، ص۵۹۹)

حضرت ابن عباس سے سوال ہوا کہ اس آیت کا معنی کیا ہے۔ اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا آپ نے فرمایا آسمان بستہ تھے ان سے بارش نہ برستی تھی اور زمین بستہ تھی اس سے سبزہ پیدا نہ ہوتا تھا خدا تعالیٰ نے آسمانوں کو بارش کے ساتھ اور زمین کو روئیدگی کے ساتھ کشادہ فرما دیا۔

(الاتقان، ج۲، ص۵۹۷)

حضرت فاروق اعظم ایک سفر میں کچھ لوگوں کی جماعت سے ملے جس میں عبداللہ بن مسعود تھے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ وہ کہاں سے آ رہے ہیں قافلہ کے لوگوں نے جواب دیا:

اَقْبَلْنَا مِنَ الْفَتْحِ الْعَمِیْقِ نُرِیْدُ الْبَیْتَ الْعَتِیْقِ ○

ترجمہ: ہم لوگ دور دراز منزل سے آ رہے ہیں اور بیت اللہ شریف کو جاتے ہیں۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک ان میں ضرور کوئی عالم ہے پھر آپ نے فرمایا ان سے دریافت کرو قرآن کا کونسا حصہ عظیم تر ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ○

پھر آپ سے پوچھا گیا کہ قرآن کا کونسا حصہ جامع تر ہے آپ نے جواب دیا

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ○

پھر آپ سے دریافت کیا گیا قرآن کا کونسا حصہ زیادہ رنجیدہ کرنے والا ہے فرمایا:

مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ ○

پھر آپ سے سوال ہوا کہ قرآن کا کونسا حصہ زیادہ امید دلانے والا ہے فرمایا:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ ○

یہ جوابات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا اس جماعت میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں انہوں نے کہا ہاں موجود ہیں۔

(الاتقان، ج ۲، ص ۴۹۵)

ابو بکر بن مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے کہا کہ دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں جو کتاب اللہ میں نہ ہو لوگوں نے کہا قرآن میں سرائے کا ذکر کہاں ہے فرمایا:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ○

امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ ایک عالم دین نے رسول خدا ﷺ کی عمر قرآن سے نکالی ہے سورہ منافقون قرآن کی ۶۳ ویں سورت ہے جس کی آخرت آیت میں موت کی خبر ہے خدا فرماتا ہے:

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ○

پس پتہ چل گیا کہ نبی کریم ﷺ کی عمر شریف تریسٹھ سال ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میں چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر میں اتنی کتابیں لکھ دوں کہ ستر اونٹوں کا بوجھ بن جائے۔

(الاتقان، ج ۲، ص ۵۹۱)

ایک یہودی کے چہرے پر داڑھی کے چند بال تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب گردن جھکاتے تو آپ کی داڑھی آپ کے سینے کو ڈھانپ لیتی تھی اس یہودی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کیا اے علی (کرم اللہ وجہہ)! تم لوگوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن میں ہر چیز کا علم ہے بتاؤ تمہاری اور میری داڑھی کا ذکر قرآن میں کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا ارشاد خداوندی ہے:

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ○

ترجمہ: پاکیزہ زمین خوب سبزہ نکالتی اور ناکارہ زمین تھوڑا سبزہ نکالتی ہے۔

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا در یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا

نمبر 7: الحکمۃ ۔ الفقہ :

فقہ کے بارے میں چند احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر 1 :

اَلْمُجْتَهِدُ بِغَيْرِ فِقْهٍ كَالْحِمَارِ فِي الطَّاحُوْنِ ○ (ابن ماجہ، ص ۲۰)

بغیر فقہ کے عبادت کرنے والا ایسا ہے جیسے چکی میں (جوتا ہوا) گدھا۔

حدیث نمبر 2 :

فَقِيْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ عَنْ اَلْفِ عَابِدٍ ○ (کنز العلوم)

ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔

حدیث نمبر 3 :

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ○ (کنز العلوم)

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین میں فقاہت عطا فرما دیتا ہے۔

حدیث نمبر 4 :

مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّهٗ وَرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ○ (مناقب للموفق، ص ۲۹)

جو اللہ کے دین میں تفقہ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا غم دور کر دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جو جگہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتی۔

حضرت کعب بن اسود کی فقاہت :

ایک مرتبہ کعب بن اسود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر

تھے ایک عورت آئی اور کہنے لگی میں نے اپنے شوہر سے افضل کسی کو نہ پایا وہ شب بھر قیام کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے وہ سخت سے سخت گرمی کے دن بھی روزہ افطار نہیں کرتا۔ آپ نے اس عورت کے لئے دعائے مغفرت مانگی اور اس کی تعریف کی کہ تو نے اپنے شوہر کی تعریف کی ہے بعد ازاں یہ عورت شرم و حیا سے اٹھ بیٹھی اور اپنا مطلب صاف لفظوں میں بیان نہیں کیا کعب بن اسود نے عرض کی یا امیر المومنین آپ نے اس عورت کے شوہر کے معاملہ میں اس کی مدد نہ فرمائی کیونکہ وہ اس غرض سے آئی تھی۔ آپ نے فرمایا کیا واقعی وہ اس لئے آئی تھی کہا ہاں یہی بات ہے فرمایا اچھا اسے بلاؤ۔ پھر آپ نے اسے بلا کر فرمایا حق بات سے شرمانا نہیں چاہئے اس کا خیال ہے کہ تم اپنے شوہر کی شکایت لے کر آئی ہو کہ وہ تمہارے پاس نہیں سوتا۔ عورت نے کہا ہاں یہی بات ہے چونکہ میں جوان عورت ہوں اس لئے وہی چاہتی ہوں جو عورتوں کو چاہنا چاہئے۔ آپ نے اس کے شوہر کو بلایا اور کعب بن اسود سے فرمایا ان کے درمیان فیصلہ کرو عرض کیا میں کون ہوں جو ان کے درمیان فیصلہ کروں آپ نے فرمایا میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم ان کا فیصلہ کرو کیونکہ تم نے انکا مقصود سمجھ لیا ہے اور میں نہیں سمجھ سکا کعب بن اسود نے کہا میرا فیصلہ یہ ہے کہ ایک دن اور رات اس عورت کا اور تین دن اس کے شوہر کے لئے ان تین دنوں میں یہ قیام وصیام کیا کرے کیونکہ اگر اس کی چار بیویاں ہوتیں تب بھی اس کے پاس زیادہ سے زیادہ ایک دن جا سکتا تھا لہذا اس کی زوجہ کا حق ایک دن اور ایک رات ہے اور تین دن اور تین راتیں اس کا حق ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری یہ رائے پہلی رائے سے زیادہ عجیب تر ہے۔ معلوم ہوتا ہے تم میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت موجود ہے لہذا

میں نے تجھے بصرہ کا حاکم مقرر کر دیا۔

(طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۹۲، الاستیعاب، ج ۳، ص ۳۰۳) (ازالۃ الخفا، ص ۱۲۴)

امام اعظم کی فقاہت:

(۱) آپ کے مخالفین میں سے ایک آدمی نے آپ سے پوچھا آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو جنت کا امیدوار ہو، نہ دوزخ سے ڈرتا ہو، نہ پروردگار سے ڈرتا ہے، مردار کھاتا ہے، بے رکوع و سجود نماز پڑھتا ہے، بن دیکھی بات پر گواہی دیتا ہے اور سچی بات کو ناپسند کرتا ہے، فتنہ کو دوست رکھتا ہے، رحمت سے بھاگتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے۔آپ نے فرمایا کیا تجھے اس شخص کا علم ہے اس نے کہا نہیں مگر میں نے اس سے زیادہ کسی کو برا نہ دیکھا اس لئے آپ سے سوال کیا ہے۔ امام صاحب نے اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ ایسے آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا ایسا شخص بہت ہی برا ہے یہ صفت کافر کی ہے آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا ایسا شخص خدا کا سچا دوست ہے اس کے بعد اس سائل سے کہا اگر اس کا جواب بتا دوں تو تم میری بدگوئی سے باز رہو گے اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا وہ شخص رب جنت کی امید رکھتا ہے اور رب نار سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس بات کا خوف نہیں کرتا کہ وہ اپنی بادشاہت میں اس پر ظلم کرے گا۔ مردہ مچھلی کھاتا ہے جنازہ کی نماز پڑھتا ہے بن دیکھی بات کی گواہی کا مطلب یہ ہے کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے ہیں وہ موت جو حق ہے اس کو ناپسند کرتا ہے بارش رحمت ہے اس سے بھاگتا ہے۔ مال و اولاد فتنہ ہے اس کو دوست رکھتا ہے اور یہود کی اس بات میں تصدیق کرتا ہے: لَیْسَتِ النَّصَارٰی عَلٰی شَیْءٍ

عیسائیوں کی کچھ حقیقت نہیں اور نصاریٰ کی اس بات میں تصدیق کرتا ہے لَیْسَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ یہودیوں کی کچھ حقیقت نہیں اس سائل نے جب یہ پرمغز جواب سنا تو اس نے امام صاحب کا سر چوم لیا۔ (الخیرات الحسان، ص ۱۰۶)

(ب) ایک مرتبہ امام ابو یوسف بیمار ہو گئے تو امام صاحب نے فرمایا اگر یہ لڑکا مر جائے تو روئے زمین پر کوئی اس کا قائم مقام نہ ہوگا جب امام ابو یوسف کو صحت ہوئی تو ان میں خود پسندی آ گئی اور فقہ پڑھانے کے لئے اپنی مجلس الگ قائم کر لی لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے امام اعظم صاحب کو اس بات کی خبر ہوئی تو ایک آدمی سے فرمایا کہ ابو یوسف کی مجلس میں جاؤ اور ان سے پوچھو کہ آپ کیا فرماتے ہیں اس صورت میں کہ ایک شخص نے دھوبی کو میلا کپڑا دیا کہ دو درہم میں دھو دے کچھ دنوں کے بعد اس نے کپڑا مانگا۔ دھوبی نے انکار کیا اس کے بعد اس شخص نے پھر مانگا دھوبی نے دھلا ہوا کپڑا اس کو دے دیا تو کپڑے کی دھلائی اس شخص کے ذمے واجب ہوگی یا نہیں اگر جواب دیں کہ ہاں اس دھوبی کو اجرت ملنی چاہئے تو کہنا آپ نے غلطی کی ہے اور اگر کہیں کہ اجرت نہیں ملنی چاہئے تو کہنا آپ نے غلطی کی ہے۔ پس وہ آدمی امام ابو یوسف کی خدمت میں آیا اور وہی مسئلہ دریافت کیا امام ابو یوسف نے کہا ہاں اس شخص نے کہا کہ آپ سے غلطی ہوئی ہے اس کے بعد کچھ سوچ کر فرمایا نہیں اس شخص نے کہا آپ سے غلطی ہوئی ہے اسی وقت امام ابو یوسف امام اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام صاحب نے فرمایا شاید دھوبی والے مسئلے کی وجہ سے آئے ہو آپ نے عرض کی ہاں فرمایا سبحان اللہ ایک آدمی مفتی بن کر بیٹھ جائے دین الٰہی کا ہادی بن جائے اور رتبہ اس کا اتنا ہو کہ ایک مسئلہ اجارہ کا بھی معلوم نہ ہو۔ امام ابو یوسف نے عرض کی مجھے بتائیے فرمایا اگر اس نے غصب سے قبل دھویا تو اجرت واجب ہے اس لئے کہ اس

نے مالک کے لئے دھویا ہے اور اگر بعد غصب دھویا اجرت کا مستحق نہیں کیونکہ اس نے اپنے لئے دھویا ہے۔(مناقب للموفق، ج ا،ص ۱۰۶)

غوث اعظم کی فقاہت:

آپ کے صاحبزادے سید عبدالرزاق بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ بلاد عجم سے ایک فتویٰ آپ کے پاس آیا اس سے قبل یہ فتویٰ علمائے عراق پر بھی پیش ہو چکا تھا مگر کسی نے بھی اس کا شافی جواب نہ دیا۔

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اکابر علمائے شریعت مندرجہ ذیل مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے طلاق ثلاثہ کے ساتھ اس بات کی قسم کھائی ہے کہ وہ ایک ایسی عبادت کرے گا جس میں وہ یہ عبادت کرتے وقت منفرد ہوگا۔

جب آپ کے پاس یہ فتویٰ آیا تو آپ نے یہ فتویٰ پڑھ کر فوراً لکھ دیا کہ یہ شخص مکہ مکرمہ جا کر مطاف خالی کرالے اور سات دفعہ کعبہ کا طواف کرے اس طرح اس کی قسم اتر جائے گی اس جواب پر وہ فتویٰ پوچھنے والا مکہ کی طرف روانہ ہوگیا۔

(قلائد الجواہر، ص ۶۹)

علامہ قرطبی نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی کی اپنی بیوی کے ساتھ شدید محبت تھی ایک دن اس نے اس سے کہا اگر تو چاند سے زیادہ خوبصورت نہ ہو تو تجھے تین طلاقیں اس نے جب اپنے خاوند کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو اٹھ کھڑی ہوئی اور عیسیٰ سے پردہ کرلیا اور کہا تو نے مجھے طلاق دے دی ہے اب ہمارا ازدواجی تعلق ختم ہوگیا ہے عیسیٰ نے بڑی مشکل سے رات بسر کی صبح سویرے خلیفہ منصور کے پاس پہنچا اسے اس واقعہ کی اطلاع دی اور بڑی گھبراہٹ ظاہر کی۔ خلیفہ نے فقہاء کو اپنے دربار میں بلایا اور ان سے فتویٰ پوچھا سب نے کہا

طلاق ہو گئی ہے ایک فقیہ خاموش بیٹھا رہا۔ منصور نے پوچھا تم کیوں نہیں بولتے یہ امام اعظم کا شاگرد تھا اس نے کہا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝

قسم ہے انجیر اور زیتون کی قسم ہے طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اچھی صورت میں۔

اس ارشاد الٰہی کے مطابق انسان سب چیزوں سے زیادہ حسین ہے اور کوئی چیز اس سے زیادہ حسین نہیں منصور نے عیسیٰ سے کہا اس شخص نے بالکل درست کہا ہے تم اپنی بیوی کے ساتھ رہ سکتے ہو اور اس کی بیوی کو پیغام بھیجا کہ تم اپنے خاوند کے ساتھ رہ سکتی ہو طلاق نہیں ہوئی۔ (تفسیر قرطبی، ج ۲۰، ص ۱۱۴)

اس صورت تے عاشق ہونا نہیں تیری دانائی
عاشق ہو اس کاریگر تے جس ایہہ شکل بنائی

نمبر 8: الحکمۃ۔ دانائی کی باتیں:

خدا تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ ہم نے لقمان کو دانائی کی باتیں دیں۔

حدیث میں آیا ہے: مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ ۝

جس نے چالیس روز اخلاص سے عبادت کی خدا تعالیٰ اس کے دل سے دانائی کی باتوں کے چشمے جاری فرما دیتا ہے جس کا اظہار زبان سے ہونے لگتا ہے۔ (کنز العمال، ج ۳، ص ۲۴)

لقمان کی دانائی سے لبریز باتیں:

(۱) آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا دنیا ایک گہرا سمندر ہے جس میں بے شمار آدمی ڈوب گئے تو اس میں خوف الٰہی کو اپنا سفینہ بنا لے اور اس میں ایمان کی دولت بھر لے اور خدا پر توکل کر تا کہ تو نجات پا جائے۔

(۲) مَنْ كَانَ لَهٗ مِنْ نَفْسِهٖ وَاعِظٌ كَانَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ ○

جس کا نفس اس کو نصیحت کرنے والا ہے اس کا اللہ حافظ ہے۔

(۳) يَا بُنَيَّ إِيَّاكَ وَالدَّيْنِ فَإِنَّهٗ ذُلُّ النَّهَارِ هَمُّ اللَّيْلِ ○

اے بیٹے! قرض سے دور رہو یہ دن کی ذلت اور رات کا غم ہے۔

(۴) ضَرْبُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ كَالسَّمَادِ لِلزَّرْعِ ○

باپ کا بیٹے کو تنبیہ کے لئے مارنا ایسا ہے جیسے کھیتی کے لئے کھاد۔

(۵) مَنْ كَذَبَ ذَهَبَ مَاءُ وَجْهِهٖ وَمَنْ سَاءَ خُلُقُهٗ كَثُرَ غَمُّهٗ ○

جس نے جھوٹ بولا اس کے چہرے کی رونق دور ہو گئی اور بد خلق کا غم زیادہ ہو گیا۔

(۶) يَا بُنَيَّ احْضُرِ الْجَنَائِزَ وَلَا تَحْضُرِ الْعُرْسَ فَإِنَّ الْجَنَائِزَ تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ وَالْعُرْسَ يُشْهِيْكَ الدُّنْيَا ○

اے بیٹا جنازوں میں شرکت کرنا شادی میں شرکت نہ کرنا جنازے آخرت کو یاد دلاتے ہیں اور شادی دنیا کی خواہش پیدا کرتی ہے۔

(۷) آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

لَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا الْاَتْقِيَاءُ وَشَاوِرْ فِيْ أَمْرِكَ الْعُلَمَاءَ ○

تیرا کھانا پرہیزگار لوگ کھائیں اور تم اپنے کام کے بارے میں علماء سے

مشورہ کر۔

(۸) یَا بُنَیَّ اِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تُوَاخِیَ رَجُلًا فَاَغْضِبْهُ قَبْلَ ذَالِكَ فَاِنْ اِنْصِفَكَ وَاِلَّا فَاحْذِرْهُ ۝

اے بیٹا! اگر تو کسی سے بھائی چارہ کرنا چاہے تو پہلے اسے غصہ دلا و اگر وہ غصے میں تمہارے ساتھ انصاف کرے تو بھائی چارہ قائم کرو ورنہ اس سے بچو۔

(۹) مَنْ اِنْصَفَ النَّاسَ مِنْ نَفْسِهٖ زَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِذَالِكَ عِزًّا وَالذُّلُّ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَقْرَبُ مِنَ الْعِزِّ بِالْمَعْصِیَةِ ۝

جو اپنے نفس سے لوگوں کے لئے انصاف کرتا ہے اللہ اس کی عزت میں اضافہ فرما دیتا ہے اور خدا کی اطاعت میں ذلت بہتر ہے اس سے کہ خدا کی نافرمانی میں عزت ہو۔

(۱۰) لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

اِنَّ مِثْلَ اَهْلَ الذِّكْرِ وَالْغَفْلَةِ كَمَثَلِ النُّوْرِ وَالظُّلْمَةِ ۝

اہل ذکر کی مثال نور کی سی ہے اور غافلوں کی مثال اندھیرے جیسی ہے۔ (تفسیر روح المعانی، ج ۱۱، ص ۸۳۔ حلیہ، ج ۴، ص ۳۸)

تلک عشرۃ کاملۃ:

یہ اس لقمان کے اقوال ہیں جن کے بارے میں آیا ہے کہ تین خیر الناس ہیں۔ بلال۔ لقمان اور مھجع جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔

(تفسیر قرطبی، ج ۲۱، ص ۴۳)

ایک روایت میں آیا ہے کہ تین حبشی جنتی ہیں حضرت لقمان۔ حضرت بلال اور نجاشی بادشاہ۔ (ابن عساکر، ج ۳، ص ۳۱۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکمت آمیز باتیں:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی چند حکمت آمیز باتیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) جس کی بات میں نرمی ہوگی اس کے دل میں محبت کا مادہ ضرور ہوگا۔

(۲) جس بندہ نے اپنے نفس کی قدر پہچانی وہ کبھی ہلاک نہ ہوا۔

(۳) جس سے چاہے مانگ لے تو یقین کرے کہ اس کا قیدی ہو گیا اور جس کو چاہو عطا کر دو تو اس کا حاکم اور امیر ہو گیا۔

(۴) جب کسی عابد کو دیکھے کہ وہ اپنی عبادت کی وجہ سے علماء سے بے پرواہ ہے تو اچھی طرح جان لے کہ شیطان نے اسے شکار کر لیا ہے۔

(۵) جو آدمی کسبِ حلال کی وجہ سے تھک کر سوتا ہے خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے۔

(۶) دس چیزیں مورث نسیان ہیں رنج وغم بکثرت کرنا۔ پچھنے لگانا۔ ٹھہرے پانی میں پیشاب کرنا۔ ترش سیب کھانا۔ ہرا دھنیہ زیادہ کھانا۔ چوہوں کا جھوٹا کھانا۔ قبروں کے کتبے پڑھنا۔ فارسی اونٹوں کے درمیان چلنا۔ زندہ جوئیں آگ میں ڈالنا۔

نمبر 9: الحکمۃ۔ عدل

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ بے شک اللہ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے۔ ایک جگہ فرمایا گیا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی عدل کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

عدل و انصاف کی فضیلت۔ حدیث نمبر 1:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلطان زمین پر اللہ کا سایہ ہے جس کی طرف

اس کے مظلوم بندے پناہ لیتے ہیں اگر سلطان عدل کرے تو اس کے لئے اجر و ثواب ہے اور رعیت پر لازم ہے کہ شکر ادا کرے اور اگر سلطان ظلم کرے تو اس پر بوجھ ہے اور رعیت پر لازم ہے کہ صبر کرے۔ (کنز العمال، ج ۵، ص ۶)

حدیث نمبر 2:

اَلسُّلْطَانُ الْعَادِلُ الْمُتَوَاضِعُ ظِلُّ اللّٰہِ وَرُمْحُہٗ فِی الْاَرْضِ وَ یُرْفَعُ لَہٗ عَمَلَ سَبْعِیْنَ صِدِّیْقًا۔ (کنز العمال، ج ۶، ص ۶)

ترجمہ: عادل متواضع بادشاہ زمین میں اللہ کا سایہ اور اس کا نیزہ ہے اور اس کے عمل ستر صدیقوں کی طرح اٹھائے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر 3:

ارشادِ نبوی ہے اِنَّ الْمُقْسِطِیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ ○ بے شک عدل کرنے والے قیامت کے روز خدا کے ہاں نور کے منبروں پر ہوں گے۔ (کنز العمال، ج ۶، ص ۸)

حدیث نمبر 4:

اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُہٗ ○

عادل حاکم کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ (کنز العمال، ج ۶، ص ۱۰)

حدیث نمبر 5:

عَدْلُ یَوْمٍ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَۃِ سِتِّیْنَ سَنَۃً۔ (کنز العمال، ج ۶، ص ۱۲)

ایک دن کا عدل ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

حدیث نمبر 6:

بنی اسرائیل میں دو بھائی دو شہروں پر بادشاہ تھے ان میں سے ایک

بادشاہ اپنی رعایا پر نیک اور عادل تھا اور دوسرا رعایا پر ظلم کرتا تھا ان دونوں کے زمانے میں ایک نبی تھا۔ خدا نے اس نبی کی طرف وحی کی کہ نیک بادشاہ کی عمر کے صرف تین سال رہ گئے ہیں اور ظالم بادشاہ کی عمر کے تیس سال باقی رہتے ہیں۔ اللہ کے نبی نے دونوں بادشاہوں کی رعایا کو اس وحی سے آگاہ کر دیا۔ دونوں کی رعایا غمزدہ ہوئی انہوں نے بچوں اور ان کی ماؤں کے درمیان تفریق کر دی کھانا پینا چھوڑ دیا اور جنگل کی طرف نکل گئے اور اللہ سے دعا مانگی کہ عادل بادشاہ کی عمر زیادہ کر دے اور ظالم بادشاہ کی عمر کوتاہ کر دے تین دن تک وہ یہ دعائیں مانگتے رہے پھر خدا نے اس نبی کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو اطلاع کر دو کہ میں نے ان پر رحم کیا اور ان کی دعا قبول کر لی۔ میں نے نیک بادشاہ کی عمر تیس سال کر دی اور ظالم بادشاہ کی عمر تین سال کر دی پھر وہ لوگ اپنے گھروں کو واپس ہوئے تین سال کے بعد وہ ظالم بادشاہ مر گیا اور عادل بادشاہ تیس سال تک زندہ رہا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا:

وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۝

اور جس بڑی عمر والے کو عمر دی جائے یا جس کی عمر کم رکھی جائے یہ سب ایک کتاب میں ہے۔ (کنز العمال، ج ۶، ص ۱۲)

نبی کریم ﷺ کا عدل:

ایک عورت جس کا تعلق بنو مخزوم سے تھا، نے فتح مکہ کے دوران چوری کی۔ لوگ اس عورت کو لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے چونکہ یہ ایک بڑے قبیلے کی عورت تھی اس لئے بنو مخزوم کے لوگ جو اس عورت کے رشتہ دار تھے۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تاکہ وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس

جائیں اور اس عورت کی سفارش کریں۔ ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ اسامہ رضی اللہ عنہ کی سفارش پر اس عورت کو معاف فرمادیں گے جب سفارش کرنے کے لئے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ سخت جلال میں آگئے اور فرمایا اے اسامہ بنی اسرائیل اس لئے تباہ ہو گئے کہ ان کا بڑا کوئی آدمی جب قابل حد جرم کا ارتکاب کرتا تو وہ اس سے درگزر کرتے لیکن اگر کسی مفلس اور بے سہارا آدمی سے کوئی ایسا جرم ہو جاتا تو اس پر حد جاری کرتے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کی قائم کردہ حدود میں سے ایک حد تمہارے لئے توڑ دی جائے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ اختیار میں میری جان ہے اگر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد ﷺ سے چوری کا ارتکاب ہو جائے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں پھر آپ نے اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ کے حکم کے مطابق اس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا۔ (نسائی شریف، ج ۲، ص ۲۵۶)

عدل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یمن کے ایک شخص پر چوری کا الزام تھا تفتیش اور شہادت پر غور کرنے کے بعد متعلقہ ضلع کے جج نے حکم دیا اس کا ایک ہاتھ اور ایک پیر کاٹ دیا جائے ملزم نے یمنی جج کے فیصلے کے خلاف مدینہ میں خلیفۃ المسلمین کے حضور اپیل دائر کردی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فریادی کو طلب فرمایا اور اس کا بیان سنا اور فیصلہ محفوظ رکھا جس کا اعلان بعد میں ہونا تھا۔ مقدمہ آپ کے سامنے زیر تجویز تھا اور وہ شخص مدینہ میں مقیم تھا۔ رات کو اس نے ایسی جگہ نماز ادا کی کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر کہا ان کا چوری کی بات سے کیا تعلق بعد میں حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زیورات چوری ہو گئے۔ تحقیقات اور تفتیش ہوئی وہ آدمی بھی تلاش کرنے والوں میں شامل ہو گیا وہ ادھر ادھر گھوم رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے اللہ! جس شخص کو اس نیک گھر والوں نے پناہ دی ہے اس کی حفاظت کرنا۔ تفتیش کے نتیجے میں زیورات ایک سنار کے پاس مل گئے سنار پر مقدمہ چلایا گیا اس نے کہا ایک ہاتھ کٹا آدمی ان کے پاس زیورات لایا تھا اور اس کے ہاتھ فروخت کئے تھے ملزم پر مقدمہ چلایا گیا مقدمہ کے دوران اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا اور اقبال جرم کر لیا اس چوری نے اس کے کردار پر روشنی ڈالی اور وہ شکایت جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس زیر غور تھی کا بھی فیصلہ ہو گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ سنا دیا کہ چور کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا جائے چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تبصرہ کیا کہ خدا کی قسم! اس شخص کی اللہ سے حفاظت کی دعا مجھ پر اس کی چوری سے بھی زیادہ گراں بار ہے۔ (مسند امام احمد، ج ۲، ص ۸۵)

عدل فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ایک مصری امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین ظلم سے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو نے سچی جائے پناہ لی۔ واقعہ یہ تھا کہ عمرو بن العاص مصر پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے گورنر تھے یہ فریادی مصری عرض کرتا ہے کہ میں نے اس کے صاحبزادے کے ساتھ دوڑ کی میں آگے نکل گیا صاحبزادے نے مجھے کوڑے مارے اور کہا میں دو معزز کریم والدین کا بیٹا ہو۔ اس فریاد پر امیر المومنین نے حکم دیا کہ عمرو بن العاص اپنے بیٹے کے ساتھ حاضر ہو۔ وہ حاضر ہوئے۔ امیر المومنین نے مصری کو حکم دیا

کوڑا لے اور مار اس نے بدلہ لینا شروع کیا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ فرماتے جاتے تھے مار دو لیئموں کے بیٹے کو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اس فریادی نے مارنا شروع کیا تو ہمارا جی چاہتا تھا کہ یہ مارے اور اپنا بدلہ لے اس نے یہاں تک مارا کہ ہم تمنا کرنے لگے کہ کاش اب یہ ہاتھ اٹھا لے۔ جب مصری فارغ ہوا تو امیر المومنین نے کہا اب یہ کوڑا عمرو بن العاص کی پشت پر بھی رکھ۔ یعنی یہ وہاں کے حاکم تھے انہوں نے کیوں نہ دادرسی کی۔ مصری نے عرض کی یا امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! مجھے ان کے بیٹے ہی نے مارا تھا اور اس سے میں بدلہ لے چکا۔ پھر امیر المومنین نے فرمایا تم نے بندگان خدا کو کب سے اپنا غلام بنا لیا ہے حالانکہ وہ ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے۔ عرض کی یا امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! نہ مجھے اس واقعہ کی خبر ہوئی نہ فریادی میرے پاس آیا۔

(الامن والعلی، ص ۲۴۴)

عدل حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ:

حضرت زر بن حبیش فرماتے ہیں کہ دو آدمی کھانا کھانے بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں اتنے میں ایک تیسرا شخص آ گیا وہ تینوں آٹھ روٹیاں کھا گئے۔ تیسرے کو انہوں نے کھانے میں شریک ہونے کی دعوت دی تھی۔ اس تیسرے نے چلتے وقت آٹھ درہم دیئے اور کہا یہ تمہارے کھانے کا عوض ہے۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا میری پانچ روٹیاں تھیں اور تیری تین لہذا تو تین درہم لے لے اور میں پانچ لے لیتا ہوں تین والے نے کہا میں تو آدھے درہم لوں گا چار تو اور چار میں۔ اس پر ان میں جھگڑا ہو گیا۔ فیصلے کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس حاضر ہوئے اور تمام قصہ بیان

کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تین روٹیوں والے سے کہا جو کچھ تیرا دوست تجھ کو دیتا ہے لے لو اس میں تجھے فائدہ ہے کیونکہ اس کی روٹیاں زیادہ تھیں اس نے کہا جب تک میرا حق معلوم نہ ہو جائے میں راضی نہ ہوں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا حق تو ایک درہم سے زیادہ نہیں اس نے کہا وہ کیسے؟ فرمایا آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں ہوتی ہیں تم تین کھانے والے تھے یہ تو معلوم نہیں ہو سکتا کہ تم میں کون زیادہ کھانے والا ہے اور کون کم کھانے والا ہے اس لئے احتمال کیا جاتا ہے کہ تم نے برابر کھایا پس تو نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور تیری تین روٹیوں کی نو تہائیاں تھیں تیری ایک تہائی بچی اور تیرے دوست کی پانچ روٹیوں کی پندرہ تہائیاں تھیں آٹھ اس نے کھائیں اور اس کی سات تہائیاں باقی بچیں ایک تہائی تیری اور سات تیرے دوست کی آٹھ وہ کھا گیا اور آٹھ درہم دیئے فی تہائی ایک درہم ہوا لہذا تیرا ایک درہم ہوا اور اس کے سات درہم اس نے عرض کی اب میں ایک درہم پر راضی ہو گیا۔

(تاریخ الخلفاء، ص ۱۷۹) (الریاض النضرہ، ص ۲۶۳) (الصواعق المحرقۃ، ص ۱۲۷)

سبق پڑھ پھر صداقت کا عدالت کا امانت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

نمبر 10: الحکمۃ۔ نورِ قلب:

حضرت علامہ قرطبی نے لکھا ہے وَاِذَا دَخَلَ النُّوْرُ فِی الْقَلْبِ اِنْفَسَحَ وَاسْتَوْسَعَ○ (قرطبی سورہ زمر، ص ۲۴۷)

جب دل میں نور داخل ہو جاتا ہے تو اس میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے یہاں تک کہ وہ دل عرش اللہ بن جاتا ہے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے قَـلْـبُ

اَلْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ مومن کا دل اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا عرش ہو جاتا ہے اور حدیث قدسی میں آتا ہے۔ لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ ○ میری گنجائش نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں، میں کسی مکان میں نہیں سما سکتا اگر کہیں میری جلوہ گری کی گنجائش ہے تو وہ بندۂ مومن کا دل ہے۔

(مرقاۃ، ج ۱، ص ۵۹)

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

خدا تعالیٰ غیر محدود ہے لہذا جو دل اس کی جلوہ گاہ بن جاتا ہے وہ بھی پھر محدود نہیں رہتا وہ کتنا وسیع ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو یزید فرماتے ہیں:

اگر عرش عظیم اور جو کچھ اس کے اندر ہے یعنی سارے زمین و آسمان اور جو کچھ مخلوق اس کے اندر ہے اس کا دس کروڑ گنا عارف کے دل کے گوشوں میں سے ایک گوشہ میں رکھ دیا جائے تو اسے اس کی عظمت ذرہ بھر محسوس نہ ہو۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں جب انسان مجاہدہ ریاضت کے ذریعے سے اپنے دل پر سے حجابات غیر کو ہٹا دیتا ہے تو پوری کائنات اس کے آئینہ قلب میں نظر آنے لگتی ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا نور جلال بھی دل میں جلوہ گر ہو جاتا ہے۔

(کبیر، ج ۴، ص ۷۲)

جب ولی کامل کے دل کی وسعت کا یہ کمال ہے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب کتنا وسیع ہوگا۔

دل دریا سمندروں ڈونگے کون دلاں دیاں جانے ہو
وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے ونج مہانے ہو

دل میں نور آ جائے تو دوسرا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ شیطان ڈرنے

لگتا ہے۔

چنانچہ امام ابن عساکر نے لکھا ہے کہ حضرت ابو سعید خراز فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں عصا تھا اور میں خواب کی حالت میں تھا میں نے شیطان کو دیکھا اور اس کو ڈرانے کے لئے اپنا عصا اٹھایا اور ارادہ کیا کہ اس عصا سے اسے ماروں مجھے کسی کہنے والے نے کہا یہ عصا سے نہیں ڈرتا بلکہ یہ اس سے ڈرتا ہے جس کے دل میں نور ہوتا ہے۔ (ابن عساکر، ج۱، ص ۴۲۹)

چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول خدا بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے ایک سخت آواز سنی پھر بچوں کا شور وغل سنائی دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر کھڑے ہو گئے اور باہر تشریف لے جا کر دیکھا کہ ایک حبشی عورت اچھل کود رہی ہے اور بچے اس کے گرد جمع تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! ادھر آؤ تم بھی دیکھو چنانچہ میں گئی اور آپ کے پیچھے کھڑی ہو کر اپنی ٹھوڑی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھ لی میں نے کندھے اور سر کے درمیان سے اس عورت کو دیکھنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی دیکھنے سے جی نہیں بھرا۔ تھوڑی دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی فرمایا میں نے ہر دفعہ یہی کہا ابھی نہیں۔ اس سے میرا منشاء یہ تھا کہ میں یہ معلوم کروں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں میرا کیا مرتبہ ہے اور مجھ سے کتنی محبت ہے۔ اچانک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور جو لوگ عورت کا تماشہ دیکھ رہے تھے وہ ان کو دیکھ کر منتشر ہو گئے اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنِّیْ لَاَ نْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ ○ (مشکوٰۃ، ج۳، ص ۲۴۵)

میں دیکھتا ہوں کہ جن اور انسان، شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خوف سے

بھاگ جاتے ہیں۔

دل میں نور آنے کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ جس کے دل میں نور آ جائے اس سے بے جان چیزیں باتیں کرنے لگ جاتی ہیں مثلاً:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ نَظَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی مُصْعَبَ بْنِ عُمَیْرٍ مُقْبِلًا وَعَلَیْهِ اِهَابُ کَبْشٍ قَدْ تَنْطِقُ بِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ اُنْظُرُوْا اِلٰی هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ قَدْ نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ ○ (حلیۃ الاولیاء، ج ا، ص ۱۰۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھا اور اس نے مینڈھے کی کھال پہنی ہوئی تھی جو اس مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے باتیں کر رہی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آدمی کو دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں نور پیدا کر دیا ہے۔

کرامت حضرت مجدد الف ثانیؒ:

ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے کافی کمزور ہو گئے آپ نے منقیٰ کے پندرہ دانے ایک خادم سے منگوائے پھر مراقبہ کیا کہ آیا یہ دانے میرے لئے مفید ہیں یا نہیں۔ بعد ازاں فرمایا عجیب بات ظاہر ہوئی میں نے سنا کہ ان دانوں نے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کی کہ یا اللہ! تیرا ایک بندہ ہمیں تناول فرمانا چاہتا ہے اس لئے ہمارے اندر نفع اور اثر صحت پیدا فرما دے پس ہر دانے کے کھانے سے بیماری سے صحت ہوتی چلی گئی۔ خدا تعالیٰ نے ان دانوں کی دعا قبول کر لی۔ (حضرات القدس، ص ۱۶۵)

ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت حارثہ بن زید رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا نَوَّرَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ بِالْاِیْمَانِ○ (کشف المحجوب، ص ۱۲۴)

اللہ تعالیٰ نے اس کا دل ایمان سے منور کر دیا ہے اور اس کا فائدہ یہ ہوا کہ آپ فرماتے ہیں۔ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی عَرْشِ رَبِّیْ بَارِزًا وَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ یَتَزَاوَرُوْنَ فِیْھَا وَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَھْلِ النَّارِ یَتَضَارَعُوْنَ○

(کشف المحجوب، ص ۱۲۶)

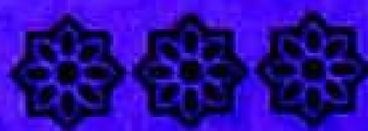
میں ظاہری طور پر عرش کو دیکھتا ہوں۔ اہل جنت کو دیکھتا ہوں کہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور اہل دوزخ کو دیکھتا ہوں کہ وہ تڑپ رہے ہیں۔

معلوم ہوا جس کا دل منور ہو جائے اس کی نگاہ عرش تک پہنچ جاتی ہے۔

جب حضرت خواجہ معین چشتی بیعت ہونے کے لئے حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا جاؤ آج کا دن اور آج کی رات ذکر میں مشغول رہو۔ دوسرے روز فرمایا ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھو۔ بعد ازاں فرمایا آسمان کی طرف دیکھو۔ آپ نے دیکھا تو عرض کی عرش اعظم تک دیکھ رہا ہوں پھر فرمایا زمین کی طرف دیکھو دیکھا اور عرض کی تحت الثریٰ تک دیکھ رہا ہوں۔ (انیس الارواح، ص ۱۲)

جب ولی کی نگاہ کا یہ کمال ہے تو نبی کریم ﷺ کی نگاہ کا کیا کمال ہوگا۔

سر عرش پر تری گزر دلِ فرش پر تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خلیفہ اعظم نائب مطلق

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ○

اور نہ کسی مرد اور نہ کسی مسلمان عورت کو حق حاصل ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کچھ فیصلہ فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہ حضور علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام تھے اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خدمت میں رہتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے ان کے نکاح کا پیغام حضرت زینب بنت جحش کے لئے دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں اس پیغام کو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے بھائی عبداللہ نے نامنظور کیا کیونکہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا قریش میں عالی خاندان کی لڑکی تھیں اور حضرت زید رضی اللہ عنہ اس درجہ کے خاندانی نہ تھے اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اس آیت کو سن کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے بھائی نکاح کے لئے تیار ہو گئے۔

مقام غور ہے کہ نکاح کا فیصلہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لیکن خدا نے فرمایا جب خدا اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرما دیں پس۔

نتیجہ: یہ نکلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ خدا کا فیصلہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میدان بدر میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مشرکین کی تعداد ایک ہزار اور مسلمان صرف تین سو تیرہ

ہیں تو خدا تعالیٰ سے دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اِنْ تُھْلِکَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ مِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدُ فِی الْاَرْضِ ○

الٰہی! اگر تو نے اسلام کے اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر زمین پر تیری پوجا نہ ہوگی۔

اگر اغیار نے ان کو جہاں سے محو کر ڈالا
قیامت تک نہیں پھر کوئی تجھ کو پوجنے والا

آپ رو بقبلہ ہو کر اس دعا میں مشغول ہوئے اور ہاتھوں کو اتنا بلند کیا کہ آپ کے کندھوں کی چادر گر پڑی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر چادر آپ کے کندھوں پر ڈال دی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو خدا کی بارگاہ میں اتنا کہہ دینا کافی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قبہ سے نکلے اور آپ زرع پہنے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ○

لشکر کفار عنقریب پسپا ہوگا اور پیٹھ دکھا جائے گا۔

اور ایک مٹھی ریت کی بھر کر مشرکین کی طرف پھینکی اور کہا شَاھَتِ الْوُجُوْہُ یعنی بگڑ گئے چہرے اس کا اثر یہ ہوا کہ مشرکین کے کان، آنکھیں اور چہرے ریت سے بھر گئے۔ اس سے خوفزدہ ہو کر مشرکین نے راہ فرار اختیار کی خدا فرماتا ہے:

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ○

اور اے محبوب وہ خاک جو تو نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعۃً منہ پھر گیا

جب حضور اپنے قبہ سے باہر تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بہت خوش ہوئے ان کے دل خوشی سے باغ باغ ہو گئے۔

مگر جب کملی والا آ گیا اٹھ کر مصلے سے
خدائی ہو گئی محفوظ شیطانوں کے ہلے سے
صدائے نعرۂ تکبیر سے تھرا اٹھی وادی
کہ امت کے ضعیفوں کی مدد کو آ گیا ہادی

ریت تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینکی تھی لیکن خدا فرماتا ہے وہ اللہ نے پھینکی۔ پس

نتیجہ: یہ نکلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پھینکنا خدا کا پھینکنا ہے۔

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۝

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور حدیث میں ہے کہ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ فرشتوں کی ایک جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ آپ سو رہے تھے وہ آپس میں باتیں کرنے لگے بعض نے کہا تمہارے اس دوست کے متعلق ایک مثال ہے اس کو اس کے سامنے بیان کرو دوسرے فرشتوں نے کہا وہ تو سوئے ہوئے ہیں بعض نے کہا بے شک ان کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل جاگتا ہے۔

دل پاک بیدار اور چشم خفتہ
نرالا تھا عالم میں سونا تمہارا

پھر اس نے کہا اس شخص کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے گھر بنایا اور لوگوں کو کھانا کھلانے کے لئے دستر خوان چنا اور پھر لوگوں کو بلانے کے لئے

آدمی بھیجا پس جس شخص نے اس بلانے والے کی آواز کو مان لیا وہ گھر میں داخل ہو گیا اور دستر خوان سے کھانا کھا لیا اور جس نے نہ مانا وہ نہ گھر میں داخل ہوا اور نہ دستر خوان سے کھانا کھایا فرشتوں نے یہ مثال سن کر کہا اس کی تاویل بیان کرو تا کہ یہ شخص اس کو سمجھ لے۔ بعض فرشتوں نے کہا کہ یہ تو سوئے ہوئے ہیں دوسروں نے کہا بے شک ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا ہے پھر انہوں نے اس کی تاویل بیان کی اور کہا گھر سے مراد تو جنت ہے اور بلانے والے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰی مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ○

پس جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔

(مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۴۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت کا پیدا کرنے والا خدا تعالیٰ اور اس کو آباد کرنے والے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ بنائے خدا اور بسائے محمدؐ
تماشہ تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش جلائے خدا اور بجھائے محمدؐ

اس آیت اور اس حدیث سے۔

نتیجہ: یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ ادا کرنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ایک عظیم جماعت کے ساتھ مقام حدیبیہ پہنچے تو مشرکین آپ کو عمرہ ادا کرنے سے روکا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ مکہ بھیجا کہ وہ مشرکین

سے بات چیت کریں کہ ہم عمرہ ادا کرنے آئے ہیں۔ لڑائی کے ارادے سے نہیں آئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے مشرکین مکہ کو حضور اکرم ﷺ کا پیغام پہنچایا مگر وہ نہ مانے اور اس بات پر بضد رہے کہ ہم عمرہ ادا نہ کرنے دیں گے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تین دن تک وہاں رہے۔ ان سے کفار نے کہا آپ اگر چاہیں تو کعبہ کا طواف کر لیں۔ مگر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حضور علیہ السلام سے پہلے طواف نہیں کر سکتا۔

ادھر مسلمانوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ کفار نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے اس خبر پر نبی کریم ﷺ نے ایک کیکر کے درخت کے نیچے تمام مسلمانوں سے بیعت لی کہ جب تک عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بدلہ نہ لیں گے واپس نہ جائیں گے جب تمام حاضرین نے اپنے ہاتھ نبی کے ہاتھ میں دے دیئے تو آخر میں نبی کریم ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور دائیں ہاتھ کو فرمایا کہ یہ ہاتھ رسول اللہ ﷺ کا ہے اور میں خود عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت لیتا ہوں۔ خدا نے قرآن نازل فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۝

بے شک وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔

نکتہ: رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اور حضور اکرم ﷺ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ تو نتیجہ یہ نکلا کہ عثمان کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے اور قرآن اللہ کا کلام ہے تو اللہ کے کلام کو اللہ نے ہاتھ یعنی عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمع کیا ہے اسی لئے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جامع القرآن کہا جاتا ہے۔

اعتراض:

مخالفین کی طرف سے اعتراض ہوتا ہے کہ اے سنیو! تمہارا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا ہے اگر رسول خدا ﷺ کو علم غیب ہوتا تو آپ کو پتہ ہونا چاہئے تھا کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ زندہ ہیں شہید نہیں ہوئے اور اگر زندہ جانتے تھے تو بیعت کیوں کی۔

الجواب:

حضور اکرم ﷺ کو علم تھا کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ زندہ ہیں اور اس پر دلیل یہ ہے کہ آپ نے ان کی طرف سے بیعت لی اور بیعت زندوں کی طرف سے لی جاتی ہے مُردوں کی طرف سے نہیں اور بیعت لینے میں حکمت یہ تھی کہ بیعت کرنے والوں میں حضرت علی المرتضیٰ بھی شامل تھے گویا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے کردار سے ثابت کر رہے ہیں کہ مجھے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اتنی محبت ہے کہ میں ان کی خاطر اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوں لہذا اے میرے ماننے والو اگر تمہیں واقعی مجھ سے محبت ہے تو تم بھی عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جاں نثار بن جاؤ۔

علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت لی تو فرمایا:

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَنَّ عُثْمَانَ فِیْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَ حَاجَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ○

نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک عثمان رضی اللہ عنہ خدا اور رسول خدا کے کام میں گیا ہوا ہے۔ (صواعق محرقہ، ص ۱۱۰)

حالانکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تو رسول خدا ﷺ کے کام کو گئے ہوئے تھے پس:

نتیجہ: یہ نکلا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام خدا کا کام ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت خدا سے بیعت ہے۔

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۝

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تم کو زندگی بخشے۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی کا ادب سکھا رہا ہے کہ اگر تمہیں کسی وقت ہمارے محبوب پکاریں تو تم کسی حال میں بھی ہو نماز میں ہو کسی وظیفہ مین مشغول ہو یا گھر کے کسی کام میں بھی ہو تمام کاروبار چھوڑ کر فوراً بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو جاؤ ہرگز دیر نہ کرو۔

حضرت سعید بن معلیٰ نماز پڑھ رہے تھے حضور علیہ السلام نے آواز دی جلدی سے نماز کو پورا کر کے حاضر خدمت ہوئے ارشاد فرمایا کہ تمہیں حاضری میں دیر کیوں ہوئی عرض کی نماز میں تھا فرمایا کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ۝

علما نے فرمایا کہ:

نمازی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر خدمت ہو جائے جو خدمت فرمائیں اس کو پورا کرے پھر بھی نماز ہی میں ہے کیونکہ اگر اس نے کلام کیا تو اس نبی سے جس کو نماز میں سلام کرنا واجب ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ اور کعبہ سے سینہ پھرا تو کس طرف پھرا ادھر جو کعبہ کا بھی کعبہ ہے۔

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبہ پہ نثار
شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

مقام غور ہے کہ اس آیت میں دو بلانے والوں کا ذکر ہوا اللہ اور اس کا رسول۔ اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ بلاواسطہ کسی کو بلاتا نہیں اور نہ کسی کے کان میں اللہ کی آواز آئے۔ لامحالہ جس کو بھی بلائیں گے رسول اللہ ﷺ ہی بلائیں گے پس اس سے:

نتیجہ: یہ نکلا کہ حضور اکرم ﷺ کا بلانا خدا کا بلانا ہے۔ اسی لئے آگے فرمایا اِذَا دَعَاکُمْ یہاں واحد کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ نے لیلۃ العقبہ کے موقع پر عرض کی یا رسول اللہ آپ خدا کے لئے اور خود اپنے لئے جو شرط چاہیں ہم سے منوا سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کے بندے بنے رہو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور خود اپنے لئے شرط یہ ہے کہ جن باتوں میں اپنی جان و مال کی حفاظت کرتے ہو میرے لئے بھی اسی طرح خیر خواہ بنے رہو اس پر عبداللہ بن رواحہ نے عرض کی پھر ہمیں ملے گا کیا فرمایا اس کے عوض جنت ہے خدا تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ○

بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو اس بات کے بدلے خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔

مقام غور ہے کہ یہ سودا تو نبی کریم ﷺ سے ہوا تھا اور خدا فرماتا ہے کہ خدا نے خرید لیا۔ پس

نتیجہ: یہ نکلا کہ حضور اکرم ﷺ کا خریدنا خدا تعالیٰ کا خریدنا ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ سے نکاح کیا تو بعض لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازیبا کلمات استعمال کر کے آپ کو اذیت دی اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابن کثیر، ج۲۲، ص ۳۵)

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا○

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں خدا کی لعنت ہے اور ان کے لئے نہایت ذلیل عذاب ہے۔

نتیجہ: یہ نکلا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینا خدا کو اذیت دینا ہے۔

جب بنو نضیر قلعہ بند ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو لیلیٰ اور عبداللہ بن سلام کو کھجوروں کے درخت کاٹنے کا حکم دیا کیونکہ یہ لڑائی کے دوران مزاحمت کر سکتے تھے۔ نیز یہ حکمت بھی تھی کہ یہودی جب اپنے پھلدار درختوں کو کٹتا ہوا دیکھیں گے تو غصہ میں بھر کر لڑائی پر آمادہ ہوں گے اور قلعہ سے باہر آ جائیں گے۔ خدا فرماتا ہے۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤی اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ○

جن درختوں کو تم نے کاٹا یا ان کو ان کی جڑوں پر چھوڑ دیا تو یہ اللہ کی اجازت سے ہے۔

درخت کاٹنے کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا لیکن خدا فرماتا ہے یہ اللہ نے حکم دیا پس

نتیجہ: یہ نکلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درخت کاٹنے کا حکم خدا کا حکم ہے۔

مخالفین کے سرکردہ مولوی ابن تیمیہ نے لکھا ہے۔

وَقَدْ اَقَامَهُ اللّٰهُ مَقَامَ نَفْسِهٖ فِیْ اَمْرِهٖ وَنَهْیِهٖ وَاَخْبَارِهٖ وَبَیَانِهٖ فَلَا یَجُوْزُ

اَنْ یُّفَرِّقَ بَیْنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ ھٰذِہِ الْاُمُوْرِ○

(الصارم المسلول، ص ۴۱)

تحقیق اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا قائم مقام بنایا ہے امر و نہی میں اخبار و بیان میں لہذا یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان ان امور میں سے کسی امر میں تفریق کی جائے۔

اور علامہ ابن حجر نے لکھا ہے۔

وَاَنَّہٗ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ خَزَائِنَ کَرَمِہٖ وَمَوَائِدَ نِعَمِہٖ طَوْعَ یَدَیْہِ وَ تَحْتَ اِرَادَتِہٖ یُعْطِیْ مِنْھُمَا مَنْ یَّشَاءُ وَیَمْنَعُ مَنْ یَّشَاءُ○ (جوہر منظم، ص ۴۲)

رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے وہ خلیفہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش کے خزانے اور نعمتوں کے دستر خوان آپ کے ہاتھوں کے مطیع اور آپ کے ارادے کے ماتحت کر دیے ہیں ان میں سے حضور اکرم ﷺ جس کو چاہیں عطا کر دیں اور جس کے لئے چاہیں منع کر دیں۔

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ یہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ حق ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق تعالیٰ کو دیکھا۔

نتیجہ: یہ نکلا کہ حضور اکرم ﷺ کا دیدار خدا کا دیدار ہے۔

جسے حق کے دیدار کی آرزو ہو
وہ دیکھے میری جان چہرہ تمہارا
تیرا وصل جنت ترا ہجر دوزخ
تری دید، دید خدا ہے محمد

اب اس سلسلے کی چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر 1:

حضرت شداد بن ہادی سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ایمان لایا اور آپ کی اتباع کی اور آپ کے ساتھ ہجرت کی۔ غزوہ حنین یا غزوہ خیبر میں شامل ہوا اور اس کے ذمے یہ کام لگا کہ وہ لشکر اسلام کی سواریاں چرائے جب خدا نے لشکر اسلام کو فتح سے ہمکنار فرمایا اور مال غنیمت تقسیم ہوا تو حضور علیہ السلام نے اس کا حصہ اسے پہنچا دیا اس نے پوچھا۔

مَا هٰذَا فَقَالُوْا قِسْمٌ قَسَمَهُ اللّٰهُ لَكَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ○

یہ کیا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے کہا یہ تیرے حصے کا مال غنیمت ہے جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے تقسیم کیا ہے۔ وہ یہ حصہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں اس لئے تو مسلمان نہیں ہوا۔ میں تو اس لئے مسلمان ہوا ہوں کہ میرے یہاں تیر لگے اور اشارہ کیا اپنے حلق کی طرف اور میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو خدا تیری یہ آرزو پوری کرے گا بعد میں وہ ایک جنگ میں شہید ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اسے اٹھا کر حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں لائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ وہی ہے عرض کی ہاں پھر آپ ﷺ نے اسے اپنے جبے میں کفن دیا پھر نماز جنازہ پڑھائی پھر حضور اکرم ﷺ نے دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِيْ سَبِيْلِكَ فَقُتِلَ شَهِيْدًا اَنَا عَلَيْهِ شَهِيْدٌ ○

یا اللہ! یہ تیرا بندہ ہے اس نے تیرے راستے میں ہجرت کی ہے اس نے شہادت کی وفات پائی ہے اور میں اس پر گواہ ہوں۔

(مصنف عبدالرزاق، ج ۵، ص ۲۷۶)

مال غنیمت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم کیا تھا لیکن یہاں کہا گیا یہ خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم کیا ہے پس

نتیجہ: یہ نکلا کہ مال غنیمت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تقسیم کرنا خدا کا تقسیم کرنا ہے۔

حدیث نمبر 2:

حضرت مالک فرماتے ہیں کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا لوگ ان سے کہتے آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مال غنیمت، غلام و متاع حاضر تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تقسیم کیا سب کچھ بانٹ دیا۔ یہ انگوٹھی باقی رہ گئی حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھا کر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو دیکھا پھر نگاہ نیچی کر لی پھر نظر اٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچی کر لی پھر نگاہ اٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا میں حاضر ہو کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ سید اکرم نے یہ انگوٹھی لے کر میرے کلائی تھامی اور فرمایا۔

اِلْبِسْ مَا كَسَاكَ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ ۝

پہن لو جو تمہیں اللہ اور اس کا رسول پہناتے ہیں۔ میں اسے کیسے اتار دوں جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا ہے۔ (مسند امام احمد، ج ۴، ص ۲۹۴)

مقام غور ہے کہ انگوٹھی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنائی تھی لیکن فرمایا گیا جو خدا اور اس کا رسول پہناتے ہیں پس۔

نتیجہ: یہ نکلا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انگوٹھی پہنانا خدا کا پہنانا ہے۔

حدیث نمبر 3:

حضرت اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام صہبا پر

ظہر کی نماز ادا فرمائی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کسی کام کے لئے بھیج دیا جس وقت وہ واپس آئے رسول خدا نمازِ عصر ادا فرما چکے تھے۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گود میں سر رکھا اور آرام فرمانے لگے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جنبش تک نہ کی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو فرمایا اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم نے نمازِ عصر ادا کر لی ہے انہوں نے عرض کی نہیں اس پر حضور علیہ السلام نے دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ کَانَ فِیْ طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَیْہِ الشَّمْسَ○

اے اللہ! علی رضی اللہ عنہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا اس پر سورج کو واپس لوٹا دے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ سورج غروب ہونے کے بعد پھر طلوع ہو گیا۔ یہاں تک کہ پہاڑوں اور زمین پر دھوپ چمکنے لگی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اٹھے اور وضو کر کے نماز پڑھی پھر سورج غروب ہو گیا۔ (زرقانی شریف، ج ۵، ص ۱۱۶)

زمیں پر عرشِ اعلیٰ کے نشاں معلوم ہوتے تھے
علیؓ کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے تھے
مے روحانیت کے جام سے مخمور بیٹھا تھا
چھپا کر آج پہلو میں خدا کا نور بیٹھا تھا

اس حدیث سے پتہ چلا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں مصروف کار تھے لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا پس:

نتیجہ: یہ نکلا کہ رسول خدا کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔

حدیث نمبر 4:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تورات کا ایک نسخہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لائے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تورات کا نسخہ ہے۔ رسول خدا خاموش رہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تورات کو پڑھنا شروع کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہونا شروع ہوا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہا اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! گم کریں تجھے گم کرنے والیاں کیا تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو نہیں دیکھتے۔

فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَوْ بَدَا لَکُمْ مُوْسٰی فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَ تَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِیْلِ ○ (دارمی، ج ۱، ص ۸۵)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کو دیکھا اور کہا میں اللہ سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں ہم اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہو گئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر تمہارے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام ظاہر ہو جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرنے لگو تو تم سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ۔

اس حدیث پر غور کریں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تورات پڑھنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے تھے لیکن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خدا اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں پس

نتیجہ: یہ نکلا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہے۔

حدیث نمبر 5:

غزوہ احد کے موقع پر عتبہ بن ابی وقاص نے پتھر مار کر دائیں طرف کا نچلا دانت توڑ ڈالا اور نچلا ہونٹ زخمی کر دیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے یوں دعا مانگی یا اللہ! ایک سال نہ گزرنے پائے کہ عتبہ بن ابی وقاص کفر کی حالت میں مر جائے۔ خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا اور اسی دن وہ واصل جہنم ہوا اور وہ اس طرح کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے عتبہ بن ابی وقاص کی یہ ساری کارروائی دیکھی تھی۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! عتبہ کس طرف گیا ہے نبی پاک علیہ السلام نے اشارہ کر کے فرمایا اس طرف۔ حضرت حاطب نے اس کو جا لیا اور اس پر حملہ کر کے اسے واصل جہنم کر دیا اس کا گھوڑا اور تلوار لا کر آپ کی بارگاہ میں پیش کر دی۔ آپ نے حاطب بن ابی بلتعہ سے فرمایا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْکَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْکَ خدا تجھ سے راضی ہو گیا خدا تجھ سے راضی ہو گیا۔ (سیرت حلبیہ، ج۲، ص ۲۴۶)

عتبہ کے قتل پر حضور اکرم ﷺ راضی ہوئے لیکن حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تجھ سے خدا راضی ہو گیا پس۔

نتیجہ: یہ نکلا کہ نبی کریم ﷺ کے راضی ہونے سے خدا راضی ہو جاتا ہے۔ نبی کا راضی ہونا خدا کا راضی ہونا ہے۔

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ○

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں اس آیت کریمہ سے پتہ چلا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔

یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ ○

اے داؤد علیہ السلام! ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام زمین میں خدا کے خلیفہ ہیں ہمارے نبی کریم سید المرسلین ہیں لہذا آپ خدا تعالیٰ کے زمین پر سب سے بڑے خلیفہ ہیں۔

قرآن وحدیث کے ان متذکرہ دلائل سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔آپ کا فیصلہ خدا کا فیصلہ ہے۔حضور کا کنکریاں پھینکنا خدا کا کنکریاں پھینکنا ہے۔آپ سے بیعت خدا سے بیعت ہے۔آپ کا بلانا خدا تعالیٰ کا بلانا ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خریدنا خدا کا خریدنا ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت خدا کو اذیت ہے۔آپ کا درخت کاٹنے کا حکم خدا کا حکم ہے۔آپ کا دیدار خدا کا دیدار ہے۔آپ کا مال غنیمت تقسیم کرنا خدا کا تقسیم کرنا ہے۔آپ کا انگوٹھی پہنانا خدا کا پہنانا ہے۔آپ کا ناراض ہونا خدا کا ناراض ہونا ہے اور آپ کا راضی ہونا خدا کا راضی ہونا ہے پس ثابت ہوا کہ آپ خدا تعالیٰ کے خلیفہ اعظم نائب مطلق اور خدا تعالیٰ کے بنانے سے خدا تعالیٰ کے قائم مقام ہیں اور نائب میں اصل کے کمالات کی جھلک موجود ہوتی ہے لہذا آپ خدا تعالیٰ کی عطا سے مشکل کشا بھی ہیں حاجت روا بھی ہیں مددگار بھی ہیں اور خدا کی عطا سے عِلْمِ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا کل علم بھی جانتے ہیں تفصیل ملاحظہ ہو۔

مشکل کشا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○

نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر

رحمت سبب ہے دفع بلا و زحمت اور حل مشکلات کا اس لئے آپ ہر مخلوق کے لئے مشکل کشا ہیں مثلاً چار ہزار سال سے اور دوسری روایت میں ایک ہزار سال سے چار مقرب فرشتوں میں چار مسائل میں بحث ہو رہی تھی لیکن اس کو حل نہ کر سکے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی ان فرشتوں کو یقین ہوا کہ یہ مشکل مسائل آپ ہی سے حل ہو سکیں گے تو ان سب نے مشکل کشائی کے لئے نیاز و زاری سے استدعا کی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اپنی طرف بلایا اور فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کے مقام سے مشرف فرمایا اور وہاں جو وحی ہوئی ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو احسن صورت میں دیکھا پھر فرمایا وہ کون سے مسائل ہیں جن میں مقرب فرشتے بحث کر رہے ہیں میں نے کہا اے میرے رب تو بہتر جانتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ حتیٰ کہ ان کی ٹھنڈک کا اثر میں نے اپنے سینے میں پایا اس کے بعد فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ جانتے ہیں کہ مقرب فرشتے کن مسائل میں بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کی ہاں وہ کفارات منجیات درجات اور مہلکات ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا تو نے سچ کہا اے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے خطاب کر کے فرمایا:

یَا مَلَائِکَتِیْ وَجَدْتُمْ حَلَّالَ الْمُشْکَلَاتِ فَاسْئَلُوْا اَشْکَالَکُمْ ○

اے میرے فرشتو! تم نے مشکلات کا حل پا لیا پس تم اپنے اشکال حل کرا لو۔

اس پر حضرت اسرافیل علیہ السلام نے عرض کی کفارات کیا ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تین کام ہیں ایک سخت سردی میں مکمل وضو کرنا۔ دوسرا نماز باجماعت کے لئے پیدل چل کر جانا۔ تیسرا ایک نماز کی ادائیگی کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا پھر حضرت میکائیل علیہ السلام نے عرض کی درجات کیا ہیں؟ حضور

اکرم ﷺ نے فرمایا بھوکوں کو کھانا کھلانا اور سلام لوگوں میں عام کرنا اور رات کے وقت نماز پڑھنا جب کہ لوگ محوِ خواب ہوں۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی منجیات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ظاہری اور پوشیدہ خوفِ خدا اور امیری و غربت میں میانہ روی اور غصہ اور خوشی میں انصاف کرنا پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی مہلکات کیا ہیں فرمایا بخل کی اطاعت کی جائے نفسانی خواہشات کی پیروی کرنا اور خود پسندی۔

(خرپوتی، ص ۱۷۱)(بریقہ محمدیہ شرح طریقہ محمدیہ، ج ۲، ص ۲۳۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ:

(۱) ہمارے نبی کریم ﷺ نوری فرشتوں کے لئے مشکل کشا ہیں جو رسول نوریوں کے لئے مشکل کشا ہیں وہ ہم خاکیوں کے لئے بھی مشکل کشا ہو سکتے ہیں۔

یا خدا یا مصطفےٰ مشکل میں دونوں نام لو
حاجتیں بر آئیں گی تاثیر ہے دونوں کی ایک
اس نے پھیرا دل تو اس نے دولت ایمان دی
یہ خدا وہ مصطفےٰ تدبیر ہے دونوں کی ایک

(۲) حقیقی مشکل کشا اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس کی عطا سے رسول اللہ ﷺ بھی مشکل کشا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا اے فرشتو! میرے محبوب سے اپنی مشکلات حل کرا لو اور پھر حضور اکرم ﷺ نے ان مقرب ملائکہ کی مشکل بحث کا حل پیش فرمایا۔

(۳) مقرب فرشتے چار ہزار سال تک ان مسائل میں بحث کرتے رہے تھے انہوں نے اس عرصے میں یہ نہیں کہا کہ یا اللہ! ہماری ان مشکلات کو حل فرما دے اگر وہ اللہ کی بارگاہ میں عرض کرتے تو خدا تعالیٰ یقیناً ان کی مشکل باتوں کو حل فرما

دیتا لیکن انہوں نے اپنی مشکلات امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے حل کرائیں جس سے معلوم ہوا کہ ان نوریوں کا عقیدہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مشکل کشا بنایا ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکل کشا ہونے میں ہمارا عقیدہ نوریوں والا ہے ناریوں والا نہیں ہے ہمیں اس عقیدے پر ناز کرنا چاہیے۔ مخالفین کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے بھی ہماری تائید میں کہا ہے۔

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

اہل قبور کے لئے مشکل کشا:

مثال نمبر 1:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گزرے جن میں عذاب ہو رہا تھا فرمایا ان دونوں آدمیوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور عذاب کسی دشوار بات میں نہیں ہے ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا پھر ایک تر شاخ لے کر اس کو آدھا آدھا چیرا ہر قبر پر ایک ایک کو گاڑ دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے یہ کیوں کیا فرمایا کہ جب تک یہ ٹکڑے خشک نہ ہوں گے ان دونوں کے عذاب میں کمی کی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ:

(ا) وہ دونوں اہل قبور عذاب میں گرفتار تھے حضور علیہ السلام نے اپنے فعل سے ان کی مشکل کو حل فرما دیا جو اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل قبور کے

لئے بھی مشکل کشا ہیں۔

(۲) آپ نے منوں مٹی کے نیچے قبروں میں دیکھ لیا کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے معلوم ہوا کہ مٹی کی کثافت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کے لئے رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

(۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسباب عذاب بیان فرما دیئے جو اس بات کی دلیل ہے کہ امت کے اعمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے اعمال سے مکمل واقف ہیں۔

مثال نمبر 2:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ عَلٰى أَهْلِهَا ظُلْمَةً وَإِنِّيْ أُنَوِّرُهَا بِصَلَاتِيْ عَلَيْهِمْ ۝ (مسلم شریف)

بے شک یہ قبریں اپنے ساکنوں پر اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں اور میں اپنی نماز سے انہیں روشن کرتا ہوں۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ:

(۱) قبروں کی تاریکی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز سے دور فرما کر ان کو نور علی نور کر دیتے ہیں جو آپ کے مشکل کشا ہونے کی واضح دلیل ہے۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت باصرہ کا یہ کتنا بڑا کمال ہے کہ منوں مٹی کے نیچے قبر کی کیفیت کو جانتے ہیں کہ کس قبر میں تاریکی ہے اور کس میں روشنی ہے۔

(۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ امتی کے لئے قبر میں باعث نور وضیاء ہے امتی کی قبر روشن ہو جاتی ہے تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں۔

مثال نمبر 3:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کو کیا نفع پہنچایا۔ خدا کی قسم وہ آپ کی حمایت کرتا تھا۔ آپ کے لئے لوگوں سے لڑتا جھگڑتا تھا۔ آپ نے فرمایا:

وَجَدْتُهٗ فِیْ غَمَرَاتٍ مِّنَ النَّارِ فَاَخْرَجْتُهٗ اِلٰی ضَحْضَاحٍ ○

(بخاری مسلم)

میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو اسے میں نے کھینچ کر پاؤں تک کی آگ میں کر دیا اس حدیث سے معلوم ہوا:

(۱) رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کی یہ مشکل کشائی فرمائی کہ ان کے عذاب میں خاص تخفیف کر دی کیونکہ کہاں سرتاپا آگ اور کہاں پاؤں تک کی آگ۔

(۲) اس حدیث سے پتہ چلا کہ ابو طالب کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان پر کرم فرمایا اس لئے کہ آپ ﷺ کافروں کے لئے بھی رحمت بن کر آئے ہیں۔

(۳) خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کو مختار بنا کر بھیجا ہے جس کی بنا پر آپ نے ابو طالب کو سرتاپا آگ سے نکالا۔

کھول دے دل میں درِ علم حقیقت میرے رب
ہادی عالم علیؓ مشکل کشا کے واسطے

رسول اللہ ﷺ فرشتوں کے بھی رسول ہیں:

آپ یقیناً ملائکہ کے بھی رسول بن کر آئے ہیں دلائل ملاحظہ ہوں۔

دلیل نمبر 1:

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۝

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں کا نذیر ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ تمام جہانوں کے نبی ہیں کیونکہ نذیر ہونا نبی کی صفت ہے اور تمام جہانوں میں فرشتے بھی ہیں لہذا آپ فرشتوں کے بھی رسول ہیں۔

دلیل نمبر 2:

حضرت اسرافیل علیہ السلام آسمانوں پر اذان دیتے ہیں اور حضرت میکائیل علیہ السلام بیت المعمور میں امامت کراتے ہیں اور باقی فرشتے نماز پڑھتے ہیں معلوم ہوا کہ وہ ہماری طرح اذان دیتے ہیں اور ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اس لئے جیسے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں وہ بھی آپ کے امتی ہیں لہذا ثابت ہوا کہ آپ فرشتوں کے بھی نبی ہیں۔

دلیل نمبر 3:

اگر کوئی آدمی جنگل میں اکیلا نماز پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے دو فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور اگر وہ آدمی:

فَاِنْ اَذَّنَ وَاَقَامَ صَلّٰى خَلْفَهٗ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مَالَا یُرٰى طَرَفَاهُ یَرْكَعُوْنَ بِرُكُوْعِهٖ وَیَسْجُدُوْنَ بِسُجُوْدِهٖ وَیُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى دُعَآئِهٖ ۝

اذان اور اقامت کہہ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے دونوں طرف حد نگاہ تک فرشتے نماز پڑھتے ہیں جو اس کے رکوع کے ساتھ رکوع اور سجدے کے

ساتھ سجدہ کرتے ہیں اور اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔

اس حدیث سے بھی پتہ چلا فرشتے ہماری طرح نماز ادا کرتے ہیں کیونکہ وہ ہماری طرح حضور اکرم ﷺ کے امتی ہیں۔

دلیل نمبر 4:

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِیْلَ وَ مِیْکَائِیْلُ وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرَ ○

میرے آسمانوں کے دو وزیر جرائیل اور میکائیل علیہم السلام ہیں اور زمین کے دو وزیر صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں اور وزیر بادشاہ کی اتباع کرنے والے ہوتے ہیں لہذا جرائیل و میکائیل علیہم السلام حضور اکرم ﷺ کے امتی ہیں یا یوں کہیئے کہ حضور علیہ السلام ان کے بھی رسول ہیں۔

دلیل نمبر 5:

حضرت عبادہ بن صامت اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" تھا جس سے ثابت ہوا کہ آپ انبیاء کے بھی رسول ہیں اور انبیاء علیہم السلام فرشتوں سے افضل ہیں لہذا آپ فرشتوں کے بھی رسول ہیں پھر مسلم شریف کی حدیث ہے اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّةً میں ساری مخلوق کا رسول ہوں اور فرشتے بھی مخلوق ہیں لہذا فرشتوں کے بھی رسول ہیں۔

(الحاوی للفتاویٰ، ج ۲، ص ۱۴۱ تا ج ۲، ص ۱۴۶)

جیسے سب کا خدا ہے ویسے ہی
ان کا ان کا تمہارا ہمارا نبی

جب یہ ثابت ہوا کہ فرشتے ہمارے نبی کریم ﷺ کے امتی ہیں تو اب سنئے کہ بعض فرشتے بھی مشکل کشا ہیں۔ مثلاً جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا تو آپ نے فرمایا ان چھ میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کر لو۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی ابا جان لوگ ان چھ آدمیوں کو پسند نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا مجھے سہارا دے کر بٹھا دو پھر فرمایا لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگی تو ان کی نماز جنازہ فرشتے پڑھیں گے میں نے عرض کی یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی خاصیت ہے یا یہ حکم عام لوگوں کے لئے ہے۔ فرمایا یہ صرف عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے ہے۔ پھر فرمایا لوگ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کو شدت کی بھوک تھی۔ عبدالرحمٰن بن عوف دو روٹیاں گھی والی لائے اور آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ نے فرمایا یا اللہ تعالیٰ! تیری دنیا کے لئے کافی ہے اور تیری آخرت کا میں ضامن ہوں پھر فرمایا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں ایک سخت سرد رات میں نبی کریم ﷺ کی سواری کا کجاوہ گر پڑا۔ آپ نے فرمایا جو اس کجاوہ کو درست کر دے اس کے لئے جنت ہے۔ حضرت طلحہ نے وہ کجاوہ درست کر دیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا لَكَ الْجَنَّةُ عَلَيَّ يَا طَلْحَةُ اے طلحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تیرے لئے جنت میرے ذمے ہے۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے طلحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! یہ جبرائیل علیہ السلام تمہیں سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں اَنَا مَعَكَ فِيْ اَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتّٰى اُنْجِيَكَ مِنْهَا○

میں قیامت کے دن ہولناک مناظر میں تمہارے ساتھ ہوں گا یہاں

تک کہ میں ان سے تمہیں نجات دوں گا پھر فرمایا لوگ زبیر بن العوام کے بارے میں کیا کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ محوِ خواب ہیں اور حضرت زبیر بیدار ہونے تک آپ کو پنکھا جھلتے رہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کب سے پنکھا جھل رہے ہو عرض کی جب سے آپ ﷺ سوئے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تمہیں سلام کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اَنَا مَعَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی اَذُبَّ عَنْ وَجْھِکَ جَھَنَّمَ ○

میں قیامت کے دن تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تیرے چہرے سے جہنم کو دور کر دوں گا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا اے علی (کرم اللہ وجہہ)! اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو قیامت کے دن جہاں میں داخل ہوں گا تو بھی میرے ساتھ داخل ہو گا پھر فرمایا لوگ سعد بن ابی وقاص کے بارے میں کیا کہتے ہیں میں نے بدر کے دن دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے چودہ مرتبہ تیر کمان میں رکھ کر سعد بن ابی وقاص کو دیا اور فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہو جائیں تیر چلاؤ۔

(کنز العمال، ج ۱۳، ص ۲۴۶) (طبرانی اوسط، ج ۴، ص ۱۲۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ:

(۱) قیامت کے دن حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے ہولناک مناظر دور کر کے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے شرِ جہنم دور کر کے ان کی مشکل کشائی فرمائیں گے اور علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے جواہر البحار میں لکھا ہے کہ اِنَّمَا جِبْرِیْلُ خُلِقَ لِخِدْمَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تخلیق ہمارے نبی کی خدمت کے لئے ہوئی ہے۔

محمدؐ کا اعلیٰ مقام اللہ اللہ
ہے جبریل ان کا غلام اللہ اللہ

جب حضور اکرم ﷺ کا غلام جبرائیل علیہ السلام مشکل کشا ہے تو آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ یقیناً مشکل کشا ہیں۔

(۲) حضور علیہ السلام نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تیرے لئے جنت میرے ذمے ہے پتہ چلا کہ خدا تعالیٰ نے جنت آپ کی ملکیت میں دے دی ہے۔ آپ جس کو چاہیں جنت عطا فرمادیں بلکہ امام ابن سبع نے لکھا ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَقْطَعَہٗ اَرْضَ الْجَنَّۃِ یُعْطِی مِنْھَا مَاشَاءَ لِمَنْ یَّشَاءَ ○

خدا تعالیٰ نے جنت حضور اکرم ﷺ کی جاگیر بنا دی ہے۔ آپ جنتی جنت جس کو چاہیں عطا کر دیں۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہؐ کے جنت رسول اللہؐ کی

(۳) علماء کرام فرماتے ہیں جو آدمی جس نعمت الٰہی کا منکر ہوتا ہے وہ اس نعمت سے محروم کر دیا جاتا ہے مثلاً حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِھَا لَمْ یَکُنْ مِنْ اَھْلِھَا ○

میری شفاعت قیامت کے دن حق ہے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا وہ میری شفاعت کا مستحق نہیں۔ لہٰذا جن کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ دافع البلاء اور مشکل کشا نہیں حضور اکرم ﷺ واقعی ان کے مشکل کشا نہیں۔ حضور اکرم ﷺ صرف ان کے لئے مشکل کشا ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو مشکل کشائی کا وصف عطا کیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی حدیث ہے کہ جب مسلمان کسی مسلمان کا دل خوش

کرتا ہے تو اللہ اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت تمجید اور توحید بیان کرتا ہے جب وہ مسلمان اپنی قبر میں جاتا ہے اس کے پاس آکر کہتا ہے کیا تو مجھے نہیں پہچانتا وہ مسلمان کہتا ہے تو کون ہے یہ فرشتہ کہتا ہے میں وہ خوشی ہوں جو تو نے فلاں مسلمان کے دل میں داخل کی تھی۔

اَنَا الْیَوْمَ اُوْنِسُ وَحْشَتَکَ وَاُلَقِّنُکَ حُجَّتَکَ وَاُثَبِّتُکَ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ اَشْهَدُکَ مُشَاهِدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاُرِیْکَ مَنْزِلَکَ مِنَ الْجَنَّةِ ○

میں تیرا جی بہلا کر تیری وحشت دور کروں گا میں تجھے تیری حجت سکھاؤں گا تجھے محشر کی بارگاہ میں لے جاؤں گا میں تیرے رب کے حضور تیری شفاعت کروں گا میں تجھے جنت میں تیرا مکان دکھاؤں گا۔

(الامن والعلی، ص ۲۵۳)

مقام غور ہے کہ وہ فرشتہ قبر کی تنہائی میں اس مسلمان کی گھبراہٹ دور کرے گا اور قبر میں نکیرین کے سوالات کے وقت اس کی مدد کرے گا تاکہ وہ ان سوالات کے جوابات درست دے سکے۔ پھر قیامت کی فزع اکبر اور ہولناک منظر سے اس کی نجات کا سبب بنے گا یہ سب باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ فرشتہ اس مسلمان کے لئے مشکل کشا ثابت ہوگا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی مشکل کشا ثابت ہوسکتا ہے تو آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو یقیناً مشکل کشا ہیں۔

ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ حضرت ام کلثوم دختر امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا اور ان کو روتے ہوئے پایا سبب پوچھا کیا امیر المومنین یہ یہودی بنی کعب احبار کہتا ہے کہ آپ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا جو خدا چاہے خدا کی قسم! بے شک مجھے امید ہے کہ مجھے میرے رب نے سعید پیدا فرمایا ہے۔

پھر حضرت کعب احبار کو بلا بھیجا انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی مجھ پر جلدی نہ فرمائیں قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ذی الحجہ کا مہینہ گزرنے نہ پائے گا کہ آپ جنت میں تشریف لے جائیں گے فرمایا یہ کیا بات ہوئی کبھی جنت میں کبھی دوزخ میں عرض کی یا امیر المومنین قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ کو کتاب اللہ میں جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر پاتے ہیں کہ آپ لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے ہیں جب آپ کا انتقال ہوگا تو لوگ قیامت تک جہنم میں گریں گے۔ (طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۳۳۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وجود اقدس مسلمانوں کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ تھا کہ لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے تھا گویا ان کے حق میں مشکل کشا تھا دافع البلاء تھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ایک خلیفہ مشکل کشا ہیں تو آپ بطریق اولیٰ اس وصف سے متصف ہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے آپ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تین سو اولیاء کرام ہیں کہ ان کے دل قلب حضرت آدم علیہ السلام پر ہیں اور چالیس کے دل قلب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور سات کے دل قلب حضرت ابراھیم علیہ السلام اور پانچ کے دل قلب حضرت جبرائیل علیہ السلام اور تین کے دل قلب حضرت میکائیل علیہ السلام اور ایک کا دل قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام پر ہے۔ جب وہ ایک مرتا ہے تو تین میں سے اس کا قائم مقام بنا دیا جاتا ہے اور جب ان تین میں سے کوئی مرتا ہے تو پانچ میں سے اس کا بدل کر دیا جاتا ہے اور پانچ کا عوض سات اور سات کا عوض چالیس میں سے اور چالیس کا تین سو میں اور تین سو کا بدل عام مسلمانوں سے کر دیا جاتا ہے۔

فِیْهِمْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَیُمْطِرُ وَیُنْبِتُ وَیَدْفَعُ الْبَلَاءَ ○

ترجمہ: اور ان تین سو چھپن اولیاء سے موت و حیات بارش کا ہونا نباتات کا اگنا اور بلاؤں کا دفع ہونا ہوا کرتا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء۔ابن عساکر۔ج ۲،ص ۲۴۷ الحاوی للفتاویٰ)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ ان تین سو چھپن اولیاء کرام کی برکت اور وسیلے سے لوگوں کو موت اور زندگی عطا ہوتی ہے ان پر بارش نازل ہوتی ہے نباتات گندم وغیرہ اگتی ہے لوگوں کی بلائیں دور ہوتی ہیں ان کی مشکلات دور ہوتی ہیں۔

ہر مشکل دی کنجی یارو اپناں ہتھ مرداں دے آئی
مرد نگاہ کرے اک واری تے مشکل روے نہ کائی

ایک حدیث قدسی میں ہے خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنِّیْ لَاَھُمُّ بِاَھْلِ الْاَرْضِ عَذَابًا فَاِذَا انْظَرْتُ اِلٰی عِمَارِ بُیُوْتِیْ وَالْمُتَحَابِیْنَ فِیَّ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ صُرِفَتْ عَذَابِیْ عَنْھُمْ بِھِمْ ○

(شعب الایمان)

میں اہل زمین پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ کرتا ہوں لیکن جب میں ان لوگوں کو دیکھتا ہوں جو میرے گھر آباد کرتے ہیں اور میرے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں تو ان سے اپنا عذاب پھیر لیتا ہوں ان لوگوں کے وسیلے سے۔

معلوم ہوا کہ مساجد کو آباد کرنے والے خدا کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اور رات کے وقت استغفار کرنے والے وہ بابرکت لوگ ہیں جن کی وجہ سے آنے والا عذاب ٹل جاتا ہے اور لوگوں کو مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا

واقعہ لکھا ہے کہ:

فرمایا ایک بار مجھے ایک مشکل پیش تھی اور حل نہ ہوتی تھی میں نے حطیم میں کھڑے ہو کر کہا تم لوگ تین سو ساٹھ یا کم زیادہ اولیاء اللہ یہاں رہتے ہو اور تم سے کسی غریب کی مشکل حل نہیں ہوتی تو پھر تم کس مرض کی دوا ہو یہ کہہ کر میں نے نماز نفل شروع کر دی میرے نماز شروع کرتے ہی ایک آدمی کالا سا آیا اور وہ بھی پاس ہی نماز میں مصروف ہو گیا اس کے آنے سے میری مشکل حل ہو گئی جب میں نے نماز ختم کی تو وہ بھی سلام پھیر کر چلا گیا۔ (امداد المشتاق، ص ۱۲۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حاجت روا ہیں:

خدا تعالیٰ کی عطا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کے حاجت روا ہیں۔ مثلاً حضرت عثمان بن حنیف سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ عرض کی آپ دعا کریں۔ خدا تعالیٰ مجھے عافیت دے آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے تاخیر کروں اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں دعا کر دوں اس نے عرض کی آپ دعا کر دیں فرمایا جاؤ اچھی طرح وضو کرو پھر دو رکعتیں پڑھ کر یہ دعا مانگو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ ــــ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ (ابن ماجہ، ص ۹۹)

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں جو رحمت کے نبی ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہوں اس حاجت کے

بارے میں کہ یہ میرے لئے پوری کر دی جائے اے اللہ! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ وہ نابینا صحابی حضور اکرم ﷺ کو حاجت روا سمجھ کر اپنی حاجت آپ ﷺ کی بارگاہ میں لایا تھا بلکہ حصن حصین کی ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ لِتَقْضٰی لِیْ صیغہ معروف بھی آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ! میری حاجت دور فرمائیں اس صیغہ سے روایت کا مطلب یہ ہوا کہ اس صحابی نے آپ کو حاجت روا سمجھا اور ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے معلوم ہوا کہ ہمارا عقیدہ وہی ہے جو صحابیء رسول کا عقیدہ ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی ماں سے کہا کہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں جا کر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کروں اور پھر آپ کی خدمت میں اپنی اور تمہاری بخشش کی دعا کی درخواست کروں۔ والدہ نے اجازت دی اور میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مغرب کی نماز آپ کے ساتھ ادا کی پھر نوافل پڑھے اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر چلے تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلا آپ نے میرے قدموں کی آہٹ سن کر فرمایا کیا تو حذیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے؟ میں نے عرض کی ہاں!

قَالَ مَاحَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ ۝

تیری کیا حاجت ہے خدا تجھے اور تیری والدہ کو بخشے۔

(پھر فرمایا) یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا۔

اِسْتَاذَنَ رَبَّهٗ اَنْ يُّسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرُنِيْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ

الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ○

(مشکوٰۃ، ترمذی، ص ۵۷۰)

اس نے اپنے رب سے اجازت لی کہ وہ مجھ پر سلام پیش کرے اور مجھے بشارت دے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام جنتی عورتوں کی سردار ہے اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دل کے پوشیدہ رازوں سے بھی واقف ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آنے کا مقصد ابھی بیان نہیں کیا تھا کہ آپ نے خود ہی بیان فرمادیا کہ خدا تعالیٰ تجھے اور تیری ماں کو بخشے اور یہی ان کے آنے کا مقصد ہے۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا حَاجَتُكَ معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ یہ کوئی حاجت لے کر آیا اور ظاہر ہے کہ حاجت آدمی اس کے پاس لے کر جاتا ہے جسے وہ حاجت روا سمجھتا ہے پتہ چلا حضرت حذیفہ حضور علیہ السلام کو حاجت روا سمجھ کر آپ کی بارگاہ میں آئے تھے۔

(۳) فرشتے نوری مخلوق ہیں فرشتے نے خدا تعالیٰ سے اجازت لی کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرے پتہ چلا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہدیہ سلام پیش کرنا نوریوں کا طریقہ ہے ناریوں کا نہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھتے ہیں خدا فرماتا ہے وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ اور رسولوں پر سلام ہو ثابت ہوا رسولوں پر سلام پڑھنا سنت الہیہ بھی ہے۔

(۴) حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور ان کے شہزادے جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ مومن جب اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو

رب تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے اس کی دعا قبول نہ کرو میں اس کی آواز سننا پسند کرتا ہوں اور جب فاجر دعا کرتا ہے تو خدا حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے:

اِقْضِ حَاجَتَهٗ فَاِنِّیْ لَا اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعُ صَوْتَهٗ ○

(مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۱۵۱)

اس کی حاجت پوری کردے میں اس کی آواز سننا پسند نہیں کرتا۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ:

(۱) حضرت جبرائیل امین علیہ السلام خدا کی عطا سے حاجت رُوا ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اس کی حاجت پوری کردے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی حاجت روا ہوسکتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بطریق اولیٰ حاجت روا ہوسکتے ہیں۔

اب ذرا مخالفین کے گھر کا ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیں جو قبر سے حاجت روائی کے بارے میں ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ:

مولوی معین الدین حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کے سب سے بڑے صاجزادے تھے وہ حضرت مولانا (محمد یعقوب) کی ایک کرامت جو بعد وفات واقع ہوئی بیان فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑہ بخار کی بہت کثرت ہوئی سو جو شخص مولانا کی قبر سے مٹی لے کر باندھ لیتا اسے آرام آجاتا بس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈالی جائے تب ہی ختم۔ کئی مرتبہ ڈال چکا پریشان ہوکر ایک دفعہ مولانا کی قبر پر جاکر کہا آپ کی تو کرامت ہو گئی اور ہماری مصیبت ہوگئی۔ یاد رکھو اب کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے ایسے ہی پڑے رہیو لوگ جوتا پہنے تمہارے اوپر سے گزریں گے بس اسی دن سے

پھر کسی کو آرام نہ ہوا جیسے شہرت آرام کی ہوئی تھی ویسے ہی یہ شہرت ہوگئی کہ اب آرام نہیں ہوتا پھر لوگوں نے مٹی لے جانا بند کر دی۔ (حکایات اولیاء، ص ۳۷۵)

اس واقعہ سے پتہ چلا کہ:

(۱) مولوی یعقوب صاحب کی قبر کی مٹی سے بیماروں کی یہ حاجت روائی ہوتی تھی کہ ان کا بخار اتر جاتا ان کو آرام آ جاتا اگر ایک دیوبندی مولوی کی قبر کی مٹی میں تاثیر ہے تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا تاثیر ہوگی۔

(۲) صاحبزادے نے اپنے باپ کو خطاب کیا معلوم ہوا کہ وہ اپنے باپ کو قبر میں زندہ تصور کرتے تھے پھر نبی کی حیات کا کیا کمال ہوگا۔

(۳) صاحب مزار کا اختیار دیکھئے کہ پہلے اپنی قبر کی مٹی میں تاثیر شفا پیدا کر دی اور جب بیٹے کی ناراضگی دیکھی تو تاثیر شفا سلب کر لی لیکن نبی کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ:

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"

یہ ہے دیوبندیوں کے ہاں عقیدہ۔

(۴) اگر دیوبندی مولوی یعقوب کی قبر سے فیض جاری ہو سکتا ہے تو حضور داتا صاحب۔ بابا فرید۔ خواجہ معین الدین چشتی۔ اور حضور غوث اعظم کے مزارات سے فیض کیوں نہیں مل سکتا۔

دیو بندیوں میں شرم کا کچھ بھی اثر نہیں
ہے اعتراض غیروں پر اپنی خبر نہیں

اسماعیل دہلوی کے پیر و مرشد سید احمد بریلوی کے بھانجے اور خلیفہ سید محمد علی نے سفر حج کے دوران کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ:

اسی اثناء میں آدھی رات کے وقت ہم لوگ وادی سرف میں جہاں ام

المومنین حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار ہے پہنچے۔ اتفاق کی بات کہ اس دن میں بالکل بھوکا تھا اور جب صبح آنکھ کھلی تو بھوک سے بالکل بے دم ہو چکا تھا۔ میرے چہرے کا چاند گہنا چکا تھا صرف ایک روٹی کے حصول کے لئے ہر کسی کے پاس دوڑا مگر کہیں سے مطلوب حاصل نہ ہوا۔ مجبور ہو کر ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے روضہ پر حاضری دی اور آپ کی قبر انور سے رزق کی بھیک مانگی اور کہا اے میری دادی جان! میں آپ کا مہمان ہوں کھانے کے لئے کوئی چیز عنایت فرمائیں پھر میں نے سلام عرض کیا سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب آپ کی روح کو پہنچایا میں نے آپ کی قبر انور پر سر رکھا ناگاہ اللہ تعالیٰ نے تازہ انگوروں کے دو خوشے میرے ہاتھوں پر ڈال دیئے عجب تماشہ یہ کہ ان دنوں موسم سرما تھا اور کسی جگہ تازہ انگور دستیاب نہ تھے انتہائی حیرت ہوئی ان انگوروں میں سے کچھ وہیں کھائے اور کچھ حجرہ مقدسہ سے باہر جا کر تقسیم کیے۔

(مخزن احمدی، ص ۹۹)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ:

قضائے حاجت کے لئے قبر پر جانا اور صاحب قبر سے مطلب برآری کی درخواست کرنا جائز ہے۔ جب کہیں سے کھانا میسر نہ ہوا تو ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر سے ملا نیز قبر پر جا کر فاتحہ پڑھنا ایصال ثواب کرنا صاحب قبر سے خطاب کرنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ صاحب قبر آواز کو سن کر مدد فرما سکتا ہے حاجت روائی کر سکتا ہے یہ سب امور جائز ہیں شرک نہیں۔ یہ ہے ہماری حقانیت کی بین دلیل کہ عقائد ہمارے ہیں اور ثابت ہو رہے ہیں مخالفوں کی کتابوں سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مددگار ہیں:

علامہ محمود آلوسی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام اور ان کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے گھر دور ہیں اور اس مجلس کے سوا ہماری اور کوئی مجلس نہیں ہماری قوم کو جب علم ہوگا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا چکے ہیں تو وہ ہم سے قطع تعلق کرلیں گے ہمارے ساتھ بات چیت اٹھنا بیٹھنا سلسلہ مناکحت وغیرہ تمام تعلقات منقطع کرلیں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ تمہارے مددگار اللہ اور اس کا رسول ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین قیام میں تھے اور کچھ رکوع میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں میں سے ایک سائل کو دیکھا آپ نے اس سے پوچھا تمہیں کسی شخص نے کچھ دیا ہے سائل نے کہا ہاں چاندی کی ایک انگوٹھی۔ فرمایا کس نے دی ہے وہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز پڑھ رہے تھے ان کی طرف اشارہ کرکے کہا انہوں نے دی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کس حالت میں؟ سائل نے کہا حالت رکوع میں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ○

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور ایمان والے تمہارے مددگار ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور حالت رکوع میں صدقہ دیتے ہیں۔

(روح المعانی، ج ۴، ص ۱۶۷)

اس آیت سے پتہ چلا کہ:

(۱) خدا تعالیٰ رسول خدا ﷺ اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مومنوں کے مددگار ہیں اور قیامت تک کے مسلمانوں کے مددگار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مشکل کشا کہا جاتا ہے۔

بانوئے آں تاجدار ھل اتی
مرتضیٰؓ مشکل کشا شیر خدا

جب وفد ہوازن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے اموال و عیال جو مسلمان غنیمت میں لائے تھے حضور اکرم ﷺ سے مانگنے اور طالب احسان ہوئے تو حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا:

اِذَا صَلَّیْتُ الظُّھْرَ فَقُوْمُوْا فَقُوْلُوْا اِنَّا نَسْتَعِیْنُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ نِسَائِنَا وَاَبْنَائِنَا ○ (نسائی شریف، ج ۲، ص ۱۳۶)

جب میں ظہر کی نماز پڑھ لوں تو تم کھڑے ہو جانا اور کہنا ہم رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگتے ہیں۔ مومنین پر اپنی عورتوں اور بچوں کے بارے میں۔

اس حدیث میں غور کرو کہ رسول اللہ ﷺ نے خود ان کو تعلیم فرمائی کہ مجھ سے مدد مانگو اگر آپ مددگار نہ ہوتے تو یہ تعلیم ارشاد نہ فرماتے۔

"رسول اللہ ﷺ علم مَاکَانَ وَمَا یَکُوْنُ کلی طور پر جانتے ہیں۔"

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا اَصْغَرَ مِنْ ذَالِكَ وَلَا اَكْبَرَ اِلَّا فِیْ كِتَابٍ مُّبِیْنٍ ○

کوئی چیز ذرہ سے چھوٹی ہو یا بڑی لوح محفوظ میں مذکور ہے۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتَابٍ مُّبِیْنٍ ○

کوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔

كُلُّ صَغِيرٍ وَ كَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ○

ہر چھوٹی بڑی چیز لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِي اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○

ہم نے ہر شیء کو لوح محفوظ میں محفوظ کر رکھا ہے۔

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ○

زمین و آسمان کا کوئی غیب نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔

معلوم ہوا کہ کل شیء کا علم لوح محفوظ میں موجود ہے اور لوح محفوظ کا علم قرآن میں ہے ارشاد خداوندی ہے:

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْآنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتَابِ لَارَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

یہ قرآن ایسا نہیں کہ اس کو خدا کے سوا کوئی بنا لے وہ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق ہے اور بلاشبہ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے لوح محفوظ کی تفصیل ہے۔

ہر چیز کا علم لوح محفوظ میں اور لوح محفوظ کا علم قرآن اور اب سنئے قرآن کا علم سینہء مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے خدا فرماتا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ رحمان نے اپنے رسول کو قرآن سکھایا۔ قرآن کریم خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ○

اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ کتاب نازل فرمائی جس میں ہر شے کا بیان ہے۔

ایک اور جگہ خدا تعالیٰ کا فرمان ذیشان اس طرح ہے۔

مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ ○

یہ کوئی گھڑی ہوئی بات نہیں بلکہ پہلی کتابوں کی تصدیق اور کل شیء کی تفصیل ہے۔

پتہ چلا کہ ہر چیز کا علم قرآن کریم میں اور قرآن کریم کا علم سینۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خدا نے کل شیء کا علم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول فرما کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھی جس میں ایک شعر یہ بھی تھا:

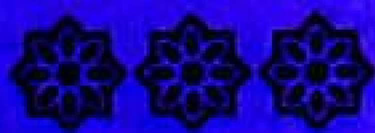
فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهٗ وَاَنَّكَ مَامُوْنٌ عَلٰی غَائِبِ ○

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی پروردگار نہیں اور خدا کے کل غیب پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم امین ہیں۔ یہ شعر سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے خوش ہوئے۔

(دلائل النبوت، ج ۲، ص ۳۱، دلائل النبوت، ج ۱، ص ۳۴،
خصائص کبریٰ، ج ۱، ص ۳۵۵)

معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کل غیب جانتے ہیں ایسا عقیدہ ہے جس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہیں، الحمد للہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے لہذا اللہ کا رسول ہم سے خوش ہے۔

تیری نظر میں رائی رائی علم میں ترے ساری خدائی
تجھ کو خدا نے آپ پڑھایا صلی اللہ علیہ وسلم



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

خلق عظیم

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ ○

ترجمہ: آپ خلق عظیم پر فائز ہیں۔

انسان کے باطنی اوصاف کا نام خلق ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر چالیس سال کی عمر میں قرآن نازل ہونا شروع ہوا اور بقیہ پوری زندگی میں ۲۳ سال تک قرآن نازل ہوتا رہا جو اخلاق اور اوصاف حمیدہ قرآن نے آپ ﷺ کی پیدائش کے چالیس سال بعد بیان کرنے شروع کیے اور ۲۳ سال تک جن احکام کا نزول ہوتا رہا رسول خدا ﷺ اس کے نزول سے بہت عرصہ پہلے ان اوصاف سے متصف تھے۔ قرآن کریم کے بیان کردہ اوصاف جن کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بعثت کے بعد آپ کے سینے پر نازل کیا وہ تمام اوصاف قبل از بعثت آپ کے اندر موجود تھے کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ آپ کا خلق قرآن ہے۔

امام رازی نے آیت تلاوت وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ کے بارے میں فرمایا کہ کمال انسانی علم اور عمل کے اعتبار سے ظاہر ہوتا ہے رسول خدا ﷺ کے کمال علمی کو خدا نے اس طرح بیان فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اور آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے اللہ نے آپ ﷺ کو سکھا دیا اور یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے اور کمال عملی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ آپ کے علم اور عمل دونوں کو خدا نے عظیم قرار دیا ہے اور جس چیز کو اللہ عظیم کہہ دے اس کی عظمتوں کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ امام

رازی فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء میں اجتماعی طور پر جس قدر اخلاق حمیدہ اور اوصاف کریمہ پائے جاتے تھے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام اوصاف کے حامل تھے۔

عام طور پر لوگ اچھا کہلانے میں اچھائی کے تابع ہوتے ہیں لیکن آپ کا معاملہ ایسا نہیں ہے یہاں اچھائی اور نیکی آپ کے عمل کے تابع ہے۔ جس کام کو آپ نے کرلیا وہ اچھا ہو گیا اور جس کام سے روک دیا وہ برا ہو گیا نماز اچھا کام ہے لیکن اگر کوئی ان اوقات میں نماز پڑھے جن میں نماز پڑھنے میں آپ نے روک دیا ہے تو ناجائز اور گناہ ہے اگر کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھی جائے تو قبول نہیں خواہ کتنے ہی خشوع وخضوع سے ادا کی جائے اس نماز میں رکوع اور سجود قیام سب کچھ ہے لیکن اس لئے قبول نہیں کہ نمازی نے اس طرف منہ نہیں کیا جدھر آپ منہ کرتے تھے۔ جب آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اس وقت اگر کوئی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا تو اس کی نماز نہ ہوتی اور پھر آپ کی برکت سے کعبہ قبلہ بن گیا تو اب بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والے کی نماز نامقبول ہے۔ کیونکہ مقصود نہ کعبہ ہے اور نہ بیت المقدس بلکہ مقصود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء ہے۔ اب تفصیل سے آپ کا اخلاق بیان کیا جاتا ہے سماعت فرمائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ میں محاسن اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

ایک حدیث میں فرمایا: اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا ○

(شعب الایمان، ج ۶، ص ۲۳۰)

کامل مومن وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔ ایک حدیث میں یوں آیا کہ

مَامِنْ شَیْءٍ اَثْقَلَ فِی الْمِیْزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ ○

میزان میں سب سے زیادہ بھاری اچھا اخلاق ہے۔

ایک جگہ فرمایا: حُسْنُ الْخُلُقِ يُذِيْبُ الْخَطَايَا كَمَا تُذِيْبُ الشَّمْسُ الْجَلِيْدَ ○ (شعب الایمان، ج۶،ص ۲۴۷)

اچھا اخلاق گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح سورج منجمد چیز کو پگھلا دیتا ہے۔

ایک حدیث ہے کہ حسن خلق خدا کی رحمت کی نکیل ہے جو خلیق کی ناک میں ہے اور نکیل بادشاہ یعنی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ خدا اسے نیکی کی طرف کھینچتا ہے نیکی اسے جنت کی طرف لے جاتی ہے برا اخلاق خدا کے عذاب کی نکیل ہے جو بدخلق کی ناک میں ہے اور نکیل شیطان کے ہاتھ میں ہے۔ شیطان اس کو برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی دوزخ کی طرح لے جاتی ہے۔

(شعب الایمان، ج۶،ص ۲۴۸)

عفو و درگذر:

خدا فرماتا ہے: فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ پس ان کو معاف کر اور درگذر کر بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○

غصہ کو پی جانے والے لوگوں کو معاف کرنے والے اور اللہ نیک کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اب اس موضوع پر چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر 1:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ کَظَمَ غَیْظًا وَھُوَ قَادِرٌ عَلٰی اِنْفَاذِہٖ خَیَّرَہُ اللّٰہُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ○ جو غصہ کو پی گیا حالانکہ غصہ کے نفاذ پر قادر تھا تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اسے حورعین پر اختیار دے گا۔

(طبرانی صغیر، ج۲، ص۱۲۳)(شعب الایمان، ج۶، ص۳۱۳)

حدیث نمبر 2:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا ہاں جب کبھی حرمت اللہ کی بے حرمتی ہوئی تو اللہ کے واسطے اس کا انتقام لیا۔ (بخاری شریف)

حدیث نمبر 3:

جب نبی کریم ﷺ تبلیغ کے لئے طائف تشریف لے گئے وہاں مشرکوں نے آپ پر اتنی سنگ باری کی کہ آپ کی نعلین مبارک خون سے بھر گئی۔ جب آپ وہاں سے واپس ہوئے تو پہاڑوں کا فرشتہ حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اگر آپ چاہیں تو میں پہاڑوں کو ان پر الٹ دوں۔ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ وہ ہلاک ہوں بلکہ مجھے اس بات کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے بندے پیدا کرے گا جو صرف خدا کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ (مشکوٰۃ)

الٰہی فضل کر کہسار طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

جناب رحمۃ للعالمین نے ہنس کے فرمایا
کہ میں اس دہر میں قہر و غضب بن کر نہیں آیا

حدیث نمبر 4:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ غطفان کے ساتھ جنگ کے لئے تشریف لے گئے تو اس سفر میں یہ واقعہ پیش آیا کہ راستہ میں بارش ہو گئی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کپڑے بھیگ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھیگے ہوئے کپڑے ایک درخت پر سوکھنے کے لئے ڈال دیئے اور خود اس درخت کے نیچے لیٹ گئے قبیلہ غطفان کے لوگ جو آپ کی خبر سن کر پہاڑوں میں منتشر ہو گئے تھے ان میں سے ایک آدمی نے آپ کو دیکھ لیا اور اپنے سردار دعثور سے کہا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اس وقت درخت کے نیچے تنہا ہیں اور ان کے اصحاب منتشر ہیں تو جا کر ان کو قتل کر دے۔ دعثور نے ایک تیز تلوار لی اور ننگی تلوار لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! آج تجھ کو میری تلوار سے کون بچائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بچائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا تھا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے دعثور کے سینے پر مکہ مارا اسی وقت تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تلوار کو اٹھا لیا اور فرمایا اب تم بتاؤ تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا اس نے کہا کوئی نہیں اور اسلام لے آیا اور پڑھ لیا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور یہ وعدہ کیا کہ اب میں آپ کے مقابلے کے لئے کوئی لشکر جمع نہیں کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعثور کو اس کی تلوار واپس کر دی۔

(زرقانی، ج۲، ص۱۴)

حدیث نمبر 5:

ثمامہ بن اثال یمامہ کا سردار تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا چاہتا تھا۔آپ نے دعا فرمائی اے خدا اس کو میرے قابو میں کر دے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سواروں کا ایک دستہ یمامہ کی طرف بھیجا۔ وہ ثمامہ بن اثال کو پکڑ کر لے آئے اور اسے مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا ثمامہ کیا کہتے ہو۔ ثمامہ نے کہا یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک خونی کو قتل کریں گے اور اگر احسان کریں گے تو ایک شکر گزار پر احسان کریں گے اور اگر آپ زر فدیہ لینا چاہتے ہیں تو جس قدر مانگیں گے دے دوں گا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر کچھ جواب نہ دیا۔ دوسرے روز بھی یہی گفتگو ہوئی تیسرے روز آپ نے اس کا یہی جواب سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا ثمامہ کو کھول دو۔ یہ عنایت دیکھ کر اس نے مسجد کے قریب ایک درخت کی آڑ میں غسل کیا اور مسجد میں آ کر کلمہ شہادت پڑھا اور کہنے لگا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! خدا کی قسم میرے نزدیک روئے زمین پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ سے بڑھ کر کوئی مبغوض نہ تھا اب وہی چہرہ تمام چہروں سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! میرے نزدیک کوئی دین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے بڑھ کر مبغوض نہ تھا مگر اب وہ دین تمام ادیان سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! میرے نزدیک تمام شہروں سے زیادہ مبغوض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر تھا لیکن اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر تمام شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔

(بخاری کتاب المغازی)

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

حدیث نمبر 6:

فتح مکہ کے موقع پر حضرت عباس ابوسفیان کو لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔آپ نے کلمہ پڑھایا پھر فرمایا اپنے مہمان کو لے جاؤ اور صبح ان کو لے آنا۔ جب صبح کو لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابوسفیان شرف کو پسند کرتا ہے ان کو کسی شرف سے مشرف فرمادیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آج ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے۔ عرض کی میرے گھر میں گنجائش ہی کتنی ہے۔فرمایا جو کعبہ میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے عرض کی کعبہ میں بھی بھلا کتنی گنجائش ہے فرمایا جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے عرض کی اس میں بھی اتنی گنجائش نہیں فرمایا جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے اس کے لئے امان ہے کہا ہاں! یہ ٹھیک ہے۔

(دلائل النبوت، ج۲۴، ص۳۲)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم

حدیث نمبر 1:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن وعظ فرمارہے تھے اچانک اٹھے ایک دیہاتی کو دیکھا اس کے پاس ایک چادر تھی جو سرخ رنگ کے موٹے حاشیے والی تھی اس نے وہ چادر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں ڈال کر بل دیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں نشان پڑ گئے۔اس اعرابی نے کہا میرے یہ دو اونٹ ہیں ان پر خوراک کا بوجھ لاد دو۔آپ کے پاس جو مال ہے نہ

وہ آپ کا ہے نہ آپ کے باپ کا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اللہ سے استغفار کرو یہ تین مرتبہ فرمایا اور فرمایا پہلے مجھے بدلہ دو اس اعرابی نے کہا نہیں بدلہ نہیں دوں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو بلا کر فرمایا ایک اونٹ پر جو اور دوسرے پر کھجوریں لا دو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا چلو چلیں۔

(شعب الایمان بخاری و مسلم، ج ۶، ص ۳۵۰)

حدیث نمبر 2:

حضرت زید بن سعنہ ایک یہودی عالم تھا وہ کہتا ہے کہ میں نے تورات میں نبی آخر الزماں کی جو علامات پڑھی تھیں وہ سب میں نے روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی پہچان لیں صرف دو خصائل ایسے تھے جن کا آزمانا باقی تھا۔ آپ کا حلم آپ کے غضب پر سبقت لے جاتا ہے ایک اور دوسری یہ کہ شدت جہالت آپ کے حلم میں اضافہ کر دیتی ہے ان دونوں کو آزمانے کے لئے میں موقع کا منتظر تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نرمی سے پیش آتا تھا ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے آپ کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے ایک بادیہ نشین سوار آپ کی خدمت میں آیا اور یوں عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قبیلے کے لوگ ایمان لائے ہیں میں ان سے کہا کرتا تھا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں رزق بکثرت ملے گا اب ان کے ہاں بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط سالی ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اندیشہ ہے کہیں وہ طمع کے سبب سے اسلام سے برگشتہ نہ ہو جائیں کیونکہ طمع کے لئے ہی وہ اسلام لائے تھے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے مبارک ہو تو ان کی امداد فرمایئے یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف دیکھا انہوں نے عرض کی اس میں سے تو کچھ باقی نہیں بچا۔ یہ دیکھ کر زید بن سعنہ کہتے ہیں

میں آگے بڑھا اور آپ ﷺ سے کھجوروں کی مقدار میعاد معین پر خرید کی اور اس کی قیمت اسی ۸۰ مثقال سونا پیشتر دے دیا اور آپ ﷺ نے وہ سونا اس سوار کو دے دیا اور فرمایا جلدی جا کر ان میں تقسیم کر دو جب میعاد ختم ہونے میں دو تین دن باقی رہ گئے تو رسول پاک ﷺ ایک انصاری کے جنازے کے ساتھ نکلے۔ آپ کے ہمراہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی تھے جب آپ جنازے سے فارغ ہوئے اور بیٹھنے کے لئے ایک دیوار کے قریب پہنچے تو میں نے آگے بڑھ کر آپ کی قمیض اور چادر کے دامن پکڑ گئے اور تند نگاہ سے آپ کی طرف دیکھ کر یوں کہا اے محمد ﷺ! تو میرا حق ادا نہیں کرتا۔ اے عبدالمطلب کے خاندان والو! قسم خدا کی! تم ادائے حق سے گریز کرنے کے حیلے تلاش کرتے رہتے ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تیز نگاہ سے میری طرف دیکھا اور کہا۔ او دشمن خدا! کیا تو رسول کریم ﷺ سے یہ کہتا ہے جو میں سن رہا ہوں اور آپ کے ساتھ یہ سلوک کر رہا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر مجھے مسلمانوں اور تیری قوم کے درمیان صلح فوت ہو جانے کا ڈر نہ ہوتا تو اپنی تلوار سے تیرا سر اڑا دیتا۔ رسول خدا ﷺ نے آرام اور تبسم کی حالت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ)! مجھے اور اسے بجائے اس سختی کے اس بات کی زیادہ ضرورت تھی کہ مجھے حسن ادائے حق اور اسے حسن تقاضا کا امر کرتا۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! اس کو لے جاؤ اور اس کا حق ادا کر دو اور اسے جو تم نے دھمکایا ہے اس کے عوض بیس صاع کھجوریں اور زیادہ دے دو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور میرا حق ادا کر دیا اور بیس صاع کھجوریں زائد دیں میں نے اس کی وجہ معلوم کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا پھر میں نے کہا عمر

(رضی اللہ عنہ)! تم مجھے پہچانتے ہو۔ جواب دیا نہیں۔ میں نے کہا میں زید بن سعنہ ہوں۔ فرمایا وہی جو یہودیوں کا عالم ہے کہا ہاں پھر پوچھا تو نے رسول کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا۔ کہا اے عمر جس وقت میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا وہ تمام علامات جو میں تورات میں پڑھا کرتا تھا موجود پائیں ان میں سے صرف دو علامات باقی تھیں جو میں نے اب آزمالیں اے عمر! میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں۔

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا میں خدا کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا اور میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میرا آدھا مال امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صدقہ ہے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور زید دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت زید نے بارگاہ رسالت میں اظہار اسلام کیا۔

(طبرانی کبیر، ج ۵، ص ۲۲۲)

تیرے خلق کو حق نے عظیم کیا تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم
تیری عظمتوں کی ہو تعریف مجھ سے
میں لاؤں کہاں سے زبان اللہ اللہ

امت پر شفقت:

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○

البتہ تحقیق تمہاری جانوں میں سے ایک شاندار رسول آیا۔ تمہاری تکلیف اس پر شاق گزرتی ہے۔ اس کو تمہاری اصلاح کی حرص ہے۔ وہ ایمان والوں پر

شفقت رکھنے والا اور مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ میں آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ بیان کیے گئے کہ امت کی تکلیف ان پر ناگوار گزرتی ہے اور ان کو شب و روز یہی خواہش ہے کہ امت راہ راست پر آ جائے۔ آپ ﷺ امت پر کتنے شفیق ہیں اس کے لئے چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر 1:

حضرت عباس بن مرداس فرماتے ہیں کہ عرفہ کی شام حضور اکرم ﷺ نے امت کی مغفرت اور رحمت کے لئے دعا مانگی اور دعا بھی کثرت سے مانگی۔ خدا نے آپ کی طرف وحی کی میں نے ظالم کے علاوہ سب کی مغفرت کی عرض کی یا اللہ تو اس بات پر قادر ہے کہ مظلوم کو بہتر بدلہ دے اور ظالم کو معاف کر دے اس شام اس کی قبولیت نہ ہوئی جب مزدلفہ میں صبح ہوئی تو آپ نے پھر یہی دعا مانگی ۔خدا نے قبول فرمائی۔ حضور اکرم ﷺ مسکرائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وجہ دریافت فرمائی۔ آپ نے فرمایا میں نے امت کی مغفرت کی دعا مانگی خدا نے قبول فرمائی اس پر شیطان نے واویلا کیا اور اپنے سر میں خاک ڈالی۔

(شعب الایمان، ا، ص ۳۰۵)

حدیث نمبر 2:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے منبر بچھائے جائیں گے سب نبی ان پر جلوہ فرما ہوں گے لیکن میں منبر پر نہ بیٹھوں گا میں خدا کی بارگاہ میں کھڑا رہوں گا اس خوف سے کہ کہیں یہ منبر مجھے جنت میں نہ لے جائے اور میری امت روتی رہ جائے میں

کہوں گا امتی امتی خدا فرمائے گا۔ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تو کیا چاہتا ہے۔ میں کہوں گا ان کا حساب شروع کیا جائے وہ حساب کے لئے بلائے جائیں گے ان میں سے بعض خدا کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جائیں گے بعض میری شفاعت سے میں یہاں تک شفاعت کروں گا کہ صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جو دوزخی ہوں گے مالک جہنم کہے گا اے محمد ﷺ! آپ نے تو خدا کے غضب کے لئے اپنی امت میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔

(طبرانی کبیر، ج ۱۰، ص ۳۱۷)

حدیث نمبر 3:

نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تین دن تک نماز تراویح پڑھائی ہے۔ چوتھی رات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کثرت سے مسجد میں جمع ہونا شروع ہوئے اور انتظار کرتے رہے لیکن آپ تشریف نہ لائے صبح کی نماز کے بعد آپ نے فرمایا تمہارا مسجد میں جمع ہونا، مجھ پر پوشیدہ نہ تھا لیکن میں خوفزدہ ہوا کہ کہیں تم پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز آ جاؤ۔ (بخاری شریف)

یہ آپ ﷺ کی شفقت تھی کہ دین و دنیا میں امت کے لئے تخفیف اور آسانی مدنظر رہی۔

حدیث نمبر 4:

جب شب معراج مقام قاب قوسین میں پہنچے تو خدا تعالیٰ نے آپ پر یوں سلام بھیجا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ ○ اے نبی تم پر سلام اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے یہ جواب دیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ○ سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر اس جواب میں نبی کریم نے عِبَادِ الصَّالِحِيْنَ کو الگ ذکر کیا اور گنہگاران امت کو عنایت کرم کی بنا پر سلام میں اپنے ساتھ شامل کر لیا۔

حدیث نمبر 5:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا قول حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت قرآن سے پڑھا فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَإِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَإِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

اور خدا کا قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت قرآن سے پڑھا۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ اور گریہ وزاری فرمائی اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرے محبوب کے پاس جاؤ اور ان سے رونے کا سبب پوچھو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر رونے کا سبب دریافت فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام میرے محبوب کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کر لیں گے اور غمگین نہ ہونے دیں گے۔ (مسلم شریف)

محمدؐ کی مرضی رضائے خدا ہے
رضائے خدا ہے رضائے محمدؐ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد

حدیث نمبر 1:

ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

حاضر ہوئے دیکھا کہ آپ ﷺ ایک چٹائی پر آرام فرما ہیں فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کے بدن پر چٹائی کے نشانات ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کے قریب ایک صاع جو اور ایک کھال دیکھی میں یہ حال دیکھ کر رونے لگا۔ حضور اکرم ﷺ نے وجہ دریافت کی عرض کی شاہان قیصر و کسریٰ کے لئے نہریں ہیں پھل ہیں اور آپ ﷺ خدا کے رسول ہیں آپ ﷺ کا یہ حال ہے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے!

اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ لَنَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَلَھُمُ الدُّنْیَا قَالَ بَلٰی ○

(شعب الایمان، ج۲، ص۱۶۶)

کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ ہمارے لئے آخرت ہے اور ان کے لئے دنیا۔ عرض کی۔ ہاں! میں راضی ہوں۔

حدیث نمبر 2:

حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّلَا اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ○

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی وجہ پوچھی فرمایا: یہ لوگ امیروں سے ۴۰ خریف پہلے جنت میں داخل ہوں گے اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! مسکین کو دروازے سے خالی نہ پھیرا کر چاہے کھجور کا ایک حصہ ہی دے دو۔ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! مساکین سے محبت کر اور ان سے قرب حاصل کر خدا تجھے اپنے قریب کرلے گا۔

(شعب الایمان، ج۲، ص۱۶۷)

حدیث نمبر 3:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مہینہ گزر جاتا گھر میں آگ نہ جلتی تھی پانی اور کھجوروں پر گزارہ ہوتا تھا اور ایک روایت میں ہے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے متواتر تین دن آل محمد نے گندم کی روٹی نہ کھائی۔

حدیث نمبر 4:

ایک انصاری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ پر بھوک کے آثار ملاحظہ کئے گھر گیا کھانے کو کوئی چیز نہ ملی۔ گھر سے نکلا دیکھا کہ ایک یہودی اپنے باغ کو پانی دے رہا ہے۔ اس سے کہا تیرے باغ کو پانی میں دیتا ہوں اس شرط پر کہ ہر ڈول پر ایک اچھی کھجور لوں گا اس نے منظور کر لیا اس طرح انصاری نے دو صاع کھجوریں اکٹھی کر لیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں وہ کھجوریں پیش کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجوریں اپنی ازواج کو دیں اور باقی ایک صاع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ مل کر تناول فرمائیں پھر فرمایا اے انصاری کیا تجھے مجھ سے محبت ہے اس نے عرض کی ہاں فرمایا تو پھر مصیبت کے لئے تیار ہو جاؤ جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس کی طرف مصیبت اس سے بھی زیادہ تیزی سے آتی ہے کہ بارش کا پانی پہاڑ کی چوٹی سے نیچے کی طرف آئے۔ (شعب الایمان، ۲، ص ۱۷۴)

حدیث نمبر 5:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ حضرت

سیدہ نے اپنے گلے سے سونے کی زنجیر اتاری اور حضور اکرم ﷺ کو دکھا کر عرض کی ابا جان! یہ ابوحسن علی المرتضیٰ نے مجھے تحفہ دیا ہے اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے بیٹی! کیا تجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ لوگ کہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ کے ہاتھوں میں جہنم کی زنجیر ہے۔ یہ فرما کر آپ ﷺ تشریف لے گئے اور وہاں نہ بیٹھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسی وقت اس زنجیر کو فروخت کر دیا جو قیمت وصول ہوئی اس سے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا نبی کریم ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰی فَاطِمَةَ مِنَ النَّارِ ۝

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہنم سے آزاد کر دیا۔ (المستدرک، ج ۳، ص ۱۵۴)

باوجودیکہ آپ ﷺ تمام نعمتوں کے خزانوں کے مالک و مختار تھے لیکن آپ نے دنیا کی چیزوں کی طرف رغبت نہیں فرمائی اور فقر و فاقہ کو ترجیح دی اور اپنے غلاموں کو بھی دنیا اور اس کی نعمتوں سے دور رہنے کی تلقین کی۔

مالک دین و دنیا ہو کر سارے جہاں کے داتا ہو کر
فاقے سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کھانا تو دیکھو جو کی روٹی ان چھنا آٹا روٹی موٹی
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے کپڑے خود دھو لینا خاک کے بستر پر سو لینا
سیدھی سادھی نیک طبیعت صلی اللہ علیہ وسلم

زہد کا انجام:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین دن میں خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک لاکھ چالیس ہزار بار کلام فرمایا چونکہ آپ کے کانوں میں کلام الٰہی کی لذت کا احساس تھا اس لئے جب آدمیوں کا کلام سنا تو کچھ بھلا معلوم نہ ہوا۔ اس کلام میں خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام! دنیا میں زہد سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں اور پرہیز گاروں سے بڑھ کر میرا کوئی مقرب نہیں۔ کیونکہ وہ میری حرام کردہ چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں اور میرے خوف سے رونے والوں سے بڑھ کر میرا کوئی عبادت گزار نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے ساری خشکی کے پروردگار! اے قیامت کے دن کے مالک! اے عزت و جلال والے! تو نے ان کے لئے کیا تیار کیا ہے اور ان کی کیا جزا ہے۔ فرمایا جو دنیا میں زہد اختیار کرتے ہیں۔ میں نے ان کے لئے جنت حلال کر دی وہ جہاں چاہیں رہیں اور جہاں تک پرہیز گاروں کا تعلق ہے میں ان کے علاوہ سب سے حساب لوں گا۔ مجھے ان سے شرم آئے گی، انہیں عزت دوں گا اور بغیر حساب ان کو داخل جنت کر دوں گا اور اپنے خوف سے رونے والوں کو وہ بلند مقام دوں گا کہ اس بلندی میں ان کا کوئی شریک نہ ہوگا۔ (طبرانی کبیر، ج ۱۲، ص ۴۴)

عورتوں پر شفقت:

اسلام سے پہلے یہ صنف نازک قعر مذلت میں گری ہوئی تھی اور مردوں کے ظلم و استبداد کا تختہ مشق تھی۔ عرب میں ازواج کی کوئی حد نہ تھی چنانچہ حضرت غیلان ثقفی جب ایمان لائے تو ان کی دس بیویاں تھیں جب کوئی شخص مر جاتا تو

اس کا بڑا بیٹا اپنی سوتیلی ماں کا وارث ہوتا وہ خود اس سے شادی کر لیتا یا اپنے قریبی بھائی کو شادی کے لئے دے دیتا اسی طرح اور خرابیاں بھی تھیں۔

ہندوستان میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی آدمی مر جاتا تو اس کی بیوی زندہ اس کے ساتھ جل مرتی۔ تبت میں یہ رواج تھا کہ ایک عورت سے اگر کوئی شادی کرتا تو وہ عورت اس کے باقی بھائیوں کی بھی بیوی ہوتی۔

کوئی معیار ہی باقی نہ تھا شرم و شرافت کا
کہ رتبہ بھیڑ بکری سے بھی کم تھا ایک عورت کا

جب پیغمبر اسلام اس دنیا میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کا معیار بلند فرمایا اسے اسلامی معاشرے میں ایک باعزت مقام دیا اسلام نے کہا عورت ماں کی حیثیت میں ہو تو اس کے قدموں کے نیچے جنت ہے بیٹی اور بہن ہو تو اس کی پرورش دخول جنت کا ذریعہ ہے بیوی ہو تو اس کے ساتھ گھر میں احسن سلوک کرنے کی تاکید کی گئی۔

ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عورت کے لئے دین میں بھی نقصان ہیں اور دنیا میں بھی نقصان ہیں دین کا نقصان تو یہ ہے کہ مہینے کے بعض ایام میں وہ نماز نہیں پڑھ سکتی اور دنیا کا نقصان یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے ہمارے لئے نقصان ہی نقصان ہے۔ ہمارے کوئی فضائل بھی ہیں؟ فرمایا: ہاں! تمہارے فضائل بھی ہیں۔ عرض کی وہ کیا ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی حاملہ ہو جائے تو اسے جہاد کی تیاری کرنے والے کا ثواب ملتا ہے جب بچے کی ولادت ہوتی ہے تو عورت کو اس ایک شہید کا رتبہ مل جاتا ہے جو اپنے خون میں لوٹے اور دودھ پلانے کے زمانے میں بچہ کے ہر گھونٹ پر ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا

ہے اور بچہ کی پرورش میں راتوں کو جاگنے پر شب بیداری کا ثواب ملتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ عورت خاوند کی فرمانبردار ہو۔ (روح المعانی)

لڑکیوں پر شفقت:

زمانہء جاہلیت میں لوگ اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عاصم بن قیس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی میں نے جاہلیت میں آٹھ لڑکیوں کو زندہ درگور کیا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک کی طرف سے ایک غلام آزاد کر دو عرض کی میں اونٹوں کا مالک ہوں فرمایا ہر ایک کی طرف سے ایک اونٹ ذبح کر دو۔

(طبرانی کبیر، ج ۱۸، ص ۳۳۷)

حضرت صعصعہ بن ناجیہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور عرض کی اگر میں نے زمانہء جاہلیت میں کوئی اچھا کام کیا ہو کیا اس کی مجھے جزا ملے گی؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیا کام ہے عرض کی ایک مرتبہ میری دو اونٹنیاں گم ہو گئیں میں ایک اونٹ پر سوار ہو کر ان کی تلاش میں نکلا میں نے کھلی فضا میں جنگل میں دو مکان دیکھے میں ان میں گیا تو میں نے دیکھا ایک بوڑھا آدمی ہے میں نے اس سے اپنی دو اونٹنیوں کے بارے میں سوال کیا اس نے کہا تمہاری دونوں اونٹنیاں ہمارے پاس موجود ہیں۔ اسی گفتگو کے دوران ایک عورت کی آواز آئی کہ بچہ پیدا ہوا ہے بوڑھے نے کہا اگر لڑکا ہے تو ہماری قوم میں اضافہ ہو گا اگر لڑکی ہے تو زمین میں دفن کر دیں گے۔ اس نے کہا لڑکی ہے میں نے اس بوڑھے سے کہا میں لڑکی کو تم سے خریدنا چاہتا ہوں اس نے کہا ہم قبیلہ مضر کے لوگ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے ہیں میں نے دوبارہ خریدنے کو کہا اس نے کہا کیا قیمت دو گے میں نے کہا میری دو اونٹنیاں تمہارے پاس ہیں وہ

دونوں بچوں سمیت اس کی قیمت ہے۔ اس بوڑھے نے کہا جس اونٹ پر سوار ہو یہ بھی دے دو میں نے کہا مجھے منظور ہے میرے ساتھ کسی کو بھیج دو میں گھر پہنچ کر اونٹ اسے دے دوں گا اس نے میرے ساتھ ایک آدمی کر دیا میں نے گھر پہنچ کر اونٹ اس کو دے دیا اور اسی قیمت پر میں نے ۳۶۰ لڑکیوں کو زندہ درگور ہونے سے بچایا ہے کیا میرے لئے کوئی اجر ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب کہ اللہ نے تجھ پر اسلام کے ساتھ احسان فرمایا ہے تو تجھے اجر وثواب بھی ہوگا۔

(طبرانی کبیر، ج۸، ص۷۶)

گڑھا اک کھود کر دختر کو زندہ گاڑ دیتے تھے
کوئی بچھو تھا دامن میں کہ دامن جھاڑ دیتے تھے
وہ اپنی بیٹیوں کو سانپ سے بدتر سمجھتے تھے
وہ ان کے قتل کو عزت کا اک جوہر سمجھتے تھے

اسلام نے اس رسم بد کا خاتمہ کر دیا اور نوزائیدہ بچی کی عظمت اس طرح بیان فرمائی کہ جب کسی آدمی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ کچھ فرشتے بھیجتا ہے جو آ کر اہل خانہ کو سلام کرتے ہیں اور اس کی ولادت پر وہ فرشتے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اور اپنے ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں ایک ضعیفہ دوسری ضعیفہ سے پیدا ہوئی ہے جو اس کی پرورش کرے گا قیامت تک اس کی مدد کی جائے گی۔ (طبرانی صغیر، ج۱، ص۳۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں میرے پاس ایک مسکین عورت آئی اس کے ہمراہ اس کی دو لڑکیاں تھیں میں نے ان کو تین کھجوریں دیں اس عورت نے ایک ایک کھجور لڑکیوں کو دے دی اور ایک خود لے لی۔ لڑکیوں نے اپنی کھجوریں کھا کر ماں والی کھجور بھی مانگی۔ اس عورت نے اس کے دو ٹکڑے کر

کے ایک ایک ٹکڑا دونوں کو دے دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات اچھی لگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان سے یہ ساری بات بیان کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ نے اس عورت پر جنت واجب کر دی اور اسے جہنم سے آزاد کر دیا۔ (ریاض الصالحین، ج ۱، ص ۲۰۵)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر موجود تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیمہ بنت زینب کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور وہ بچی آپ کے کندھے پر بھی۔ جب رکوع کرتے اسے زمین پر بٹھا دیتے پھر کندھے پر لے لیتے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم کی۔

(شعب الایمان، ج ۷، ص ۴۶۶)

بچوں پر شفقت:

حدیث نمبر 1:

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے امامین کریمین سرخ لباس میں ملبوس افتاں وخیزاں تشریف لا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر منبر سے نیچے اترے اور ان دونوں کو اٹھا لیا اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ایک کو ایک طرف اور دوسرے کو دوسری جانب بٹھا لیا اور فرمایا خدا نے سچ فرمایا ہے:

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۝

تمہارے مال اور اولاد آزمائش ہیں۔ میں نے جب ان کو دیکھا کہ یہ افتاں وخیزاں چلے آ رہے ہیں تو مجھ سے رہا نہ گیا اور میں خطبہ موقوف کر کے منبر سے اترا اور ان کو لے لیا۔ (مشکوۃ، ج ۳، ص ۲۷۶)

حدیث نمبر 2:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا ایک آدمی نے کہا نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ لڑکے تم کیسی اچھی سواری پر سوار ہو۔ فرمایا وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ سوار بھی کتنا اچھا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنے دونوں کندھوں پر بٹھا کر مدینہ کے بازاروں کی سیر کراتے۔

(مشکوٰۃ، ج ۳، ص ۲۷۷)

جندا صلی علی حسنینؓ کاندھے پر سوار
مرحبا دوش نبی پر ہے دو شالہ نور کا

حدیث نمبر 3:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں لے لیتے یا اپنے پاس بٹھاتے اور فرماتے اے خدا! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور ایک روایت میں ہے کہ اسامہ کو ایک ران پر اور امام حسن رضی اللہ عنہ کو دوسری ران پر بٹھاتے اور فرماتے اے خدا! ان دونوں پر رحم فرما اس لئے کہ میں ان پر مہربانی کرتا ہوں (مشکوٰۃ، ج ۳، ص ۲۷۲)۔

حدیث نمبر 4:

حضرت انس بن مالک نے دس سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے فرماتے ہیں اس عرصے میں اگر مجھ سے کوئی کام خراب ہو جاتا تو بعض ازواج کہتیں یہ کام تمہیں یوں کرنا چاہیے تھا یا یہ کام تم نے یوں کیوں کیا۔ لیکن حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یہ کام خدا کے ارادے کے مطابق ہوا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا۔ (طبرانی صغیر، ج ۲، ص ۱۱۸)

حدیث نمبر 5:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہے اس کے لئے دعا فرما دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار دعائیں مانگیں۔

اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَاَطِلْ عُمُرَہٗ وَاغْفِرْلَہٗ ○

اے اللہ اس کے مال و اولاد میں کثرت کر، اس کی عمر لمبی کر اور اس کی مغفرت فرما دے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل لاتا آپ کی اولاد در اولاد کی تعداد اسی تک پہنچی ہے اور آپ کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی ہے۔ آخری وقت گھر کے ایک کمرے میں تھے خیال آیا خدا نے اپنے محبوب کی تین دعائیں قبول فرما لی ہیں چوتھی مغفرت کی دعا تھی نہ جانے خدا نے وہ قبول کی ہے یا نہیں۔ ایک کونے سے آواز آئی ہم نے چوتھی دعا بھی قبول کر لی اور تمہاری مغفرت فرما دی۔ (عمدۃ القاری)

حدیث نمبر 6:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو چومتے اور پیار کرتے تھے ایک دن آپ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو چوم رہے تھے۔ اقرع بن حابس آپ کے پاس بیٹھے تھے دیکھ کر کہنے لگے کہ میرے دس لڑکے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو کبھی نہیں چوما۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ایک بدو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس آکر کہنے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو چومتے ہیں ہم نہیں چومتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تمہارے دل سے رحمت نکال دے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

(بخاری شریف)

حدیث نمبر7:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی پھل پک جاتا تو لوگ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاتے آپ اس پر دعا پڑھا کرتے خدا ہمیں اپنے مدینے میں، اپنے پھل میں، اپنے صاع اور اپنے مد میں برکت دے۔ اس کے بعد جو بچے حاضر خدمت ہوا کرتے ان میں سے سب سے چھوٹے کو وہ پھل عنایت فرمادیتے۔ (مسلم شریف)

یتیموں پر شفقت:

حدیث نمبر1:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے شکایت کی میرا دل بڑا سخت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اپنے دل میں نرمی پیدا کرنا چاہتا ہے تو یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کر اور اسے کھانا کھلایا کر۔

(شعب الایمان، ج ۷، ص ۴۷۳)

حدیث نمبر2:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو ہر بال جو اس کے ہاتھ کو لگا اس کے عوض ایک نیکی ہے اور جس نے کسی یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (شعب الایمان، ج ۷، ص ۴۷۳)

حدیث نمبر 3:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ ہم رسول خدا کی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ ایک لڑکا آیا اور کہا میں ایک یتیم لڑکا ہوں میری ایک ہمشیرہ ہے اور ایک بیوہ ماں ہے مجھے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق سے کھلایئے خدا آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ حضور نے اسے اکیس کھجوریں عطا کیں فرمایا سات تیری سات تیری ہمشیرہ کی اور سات تیری والدہ کی۔ حضرت معاذ بن جبل اس یتیم کی طرف کھڑے ہوئے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا خدا تعالیٰ تجھے اپنے باپ کا بہترین جانشین بنائے وہ لڑکا مہاجرین کی اولاد سے تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ جو سلوک تو نے اس لڑکے کے ساتھ کیا ہے اس کے بارے میں جانتے ہو۔ عرض کی مجھے اس پر رحم آ گیا فرمایا جو یتیم سے ملے اور اس سے احسن سلوک کرے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرے تو خدا تعالیٰ اس کے سر کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی دے گا اور ایک گناہ ختم کر دے گا اور ایک درجہ جنت میں بلند فرما دے گا۔ (شعب الایمان، ج ۷، ص ۴۷۴)

حدیث نمبر 4:

حضرت بشر کے والد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں شہید ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بشر کے قریب سے گزرے وہ رو رہے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاموش ہو جاؤ۔

اَمَا تَرْضٰی اَنْ اَکُوْنَ اَنَا اَبُوْکَ وَ عَائِشَۃُ اُمُّکَ قَالَ بَلٰی بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں تیرا باپ اور عائشہ رضی اللہ عنہا تیری ماں

ہو جائے اس نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس پر راضی ہوں۔ (شعب الایمان، ج ۷، ص ۴۷۵)

حدیث نمبر 5:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضرت جعفر اور ان کے ساتھی شہید ہو گئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے۔ میں آٹا گوند چکی تھی اور بچوں کو غسل کرا کے ان کو تیل لگا کر صاف ستھرا کر چکی تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جعفر کے بیٹوں کو لاؤ میں نے اپنے بیٹے حاضر خدمت کیے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سونگھا اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں کیا جعفر اور ان کے ساتھیوں کی کوئی خبر آئی ہے فرمایا ہاں! وہ آج شہید ہو گئے ہیں فرماتی ہیں میں رونے لگی اور عورتیں اکٹھی ہو گئیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور جاتے ہوئے فرما گئے کہ آل جعفر کے لئے کھانا تیار کرنے میں غفلت سے کام نہ لینا وہ جعفر کی شہادت کی بنا پر مشغول کر دیئے گئے ہیں۔ (طبرانی کبیر، ج ۲۴، ص ۲۴۲)

غلاموں پر شفقت:

حدیث نمبر 1:

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا نے ایک کپڑے کی دکان سے چار درہم میں ایک قمیص خریدی اس کو پہن کر آپ باہر تشریف لائے ایک انصاری نے عرض کی یہ مجھے پہنا دیں خدا آپ کو جنتی لباس عطا فرمائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قمیص اس کو دے دی خود پھر چار درہم میں ایک اور قمیص خریدی آپ کے پاس دو درہم بچ گئے۔ آپ نے دیکھا ایک کنیز رو رہی

ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وجہ پوچھی عرض کی گھر والوں نے آٹا خرید نے کے لئے دو درہم دیئے تھے وہ گم ہو گئے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دو درہم دے دیئے واپسی پر دیکھا پھر رو رہی ہے پھر پوچھا مجھے خوف ہے گھر والے کہیں ماریں نہ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ اس کے گھر تک تشریف لے گئے گھر والوں کو تین مرتبہ سلام کیا انہوں نے پہچاننے کے باوجود تیسری مرتبہ جواب دیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی عرض کی ہماری خواہش تھی کہ آپ کی زبان سے ہمارے لئے سلامتی میں اضافہ ہو۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے آنا ہوا؟ فرمایا اس کنیز کو نہ مارنا اس پر شفقت کرنا اس کے مالک نے کہا میں نے آپ کی آمد کی برکت سے اس کنیز کو رضائے الٰہی کے لئے آزاد کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خیر اور جنت کی بشارت دی پھر فرمایا خدا نے دس درہموں میں برکت دی اپنے نبی کو قمیض پہنایا انصاری کو قمیض پہنایا باقی دو سے کنیز آزاد ہوئی میں خدا کی حمد بیان کرتا ہوں جس نے اپنی قدرت سے یہ سب کچھ عطا فرمایا۔

(طبرانی کبیر، ج ۱۲، ص ۳۳۷)

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

حدیث نمبر 2:

حضرت ابو مسعود انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے یہ آواز سنی اے ابو مسعود جان لو کہ تم کو جس قدر اس غلام پر اختیار ہے اس سے زیادہ خدا کو تم پر اختیار ہے میں نے جو مڑ کر دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس کو رضائے الٰہی کے

لئے آزاد کر دیا آپ نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے تو دوزخ کی آگ تمہیں جلاتی۔(ص مشکوٰۃ)

نہ کر سختیاں زیر دستوں کے ساتھ
کہ تیرے بھی ہے ہاتھ پر کوئی ہاتھ

حدیث نمبر3:

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے غلام کے منہ پر تھپڑ مارے اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔ حضرت سوید بن مقرن بیان کرتے ہیں کہ ہم سات بھائی تھے ہمارے ہاں صرف ایک خادمہ تھی ہم میں سے ایک نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا اسے آزاد کر دو انہوں نے کہا ہمارے ہاں صرف یہی ایک خادمہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ خدمت کرتی رہے جب تم اس کی خدمت سے بے نیاز ہو جاؤ تو اسے آزاد کرنا۔(مشکوٰۃ)

حدیث نمبر4:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے ایک عجمی غلام کو برا بھلا کہا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کر دی آپ نے فرمایا ابوذر (رضی اللہ عنہ)! تم میں جاہلیت ہے وہ تمہارے بھائی ہیں۔ خدا نے تم کو ان پر فضیلت دی ہے ان میں سے جو تمہارے موافق نہ ہو اسے فروخت کر دو اور خلق خدا کو عذاب نہ دو۔(ابوداؤد)

حدیث نمبر5:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اِعْتَقَ رَقَبَةً مُّسْلِمَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنَ

النَّارِ○ (مسلم)

جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو اس غلام کے ہر عضو کے بدلے اس آزاد کرنے والے کا ہر عضو دوزخ سے آزاد ہو جاتا ہے۔

چوپاؤں پر شفقت:

حدیث نمبر 1:

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے دیکھا کہ وہاں ایک اونٹ ہے جب اس اونٹ نے آپ کو دیکھا تو رونے لگا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے آپ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کے پس گوش پر اپنا ہاتھ پھیرا وہ چپ ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نے عرض کی کہ یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس چوپائے کے بارے میں جس کا اللہ نے تجھے مالک بنایا ہے خدا سے نہیں ڈرتا۔ اس نے میرے پاس شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور کثرت سے تکلیف دیتا ہے۔ (تیسیر الاصول)

حدیث نمبر 2:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص راستے میں چل رہا تھا اسے سخت پیاس لگی ایک کنواں نظر آیا تو اس میں اتر کر اس نے پانی پیا پھر نکل آیا ناگاہ اس نے ایک کتا دیکھا جو پیاس کے مارے زبان نکالے ہوئے تھا اور مٹی کھا رہا تھا اس شخص نے سوچا اس کتے کو بھی ویسی ہی تکلیف ہے جیسی مجھے تھی اس لئے وہ کنویں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا پھر اسے اپنے منہ میں پکڑا۔ یہاں تک کہ اوپر چڑھ آیا اور کتے کو پانی پلایا خدا نے

اس کی قدر دانی کی اور اسے بخش دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا چوپایوں میں ہمارے واسطے کوئی اجر ہے۔ آپ نے فرمایا ہر ذی روح میں اجر ہے۔ (بخاری)

حدیث نمبر 3:

حضرت تمیم داری سے روایت ہے کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک اونٹ دوڑتا آیا اور آپ کے سر کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اونٹ! ٹھہر! اگر تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لئے ہے اگر تو جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر ہے۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی بے شک برحق ہے جو ہماری پناہ میں آیا۔ اللہ نے اس کے لئے پناہ رکھی ہے جو ہمارے حضور التجا لائے وہ نامرادی سے بری ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ اونٹ کیا عرض کرتا ہے فرمایا اس کے مالک نے اسے ذبح کر کے کھا لینا چاہا یہ اس کے پاس سے بھاگ آیا اور تمہارے نبی کے حضور فریاد لایا۔ ہم یوں ہی بیٹھے تھے کہ اس کا مالک بھی آ گیا اونٹ نے جب اسے دیکھا پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور کے پاس آیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ پکڑی۔ مالک نے کہا ہمارا یہ اونٹ تین دن سے دوڑا ہوا ہے آج آپ کے پاس ملا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو اس نے میرے حضور کیا فریاد کی ہے اور وہ بہت بری فریاد ہے وہ بولا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا کہتا ہے فرمایا یہ کہتا ہے یہ برسوں تمہاری امان میں پلا، تم گرمی میں اس پر سامان لاد کر سبزہ ملنے کی جگہ تک جاتے اور جاڑے میں گرم سیر مقام تک کوچ کرتے، جب وہ بڑا ہوا تم نے اسے سانڈ بنا لیا اللہ تعالیٰ نے اس کی نسل سے بہت سے اونٹ پیدا کیے جو

چرتے پھرتے ہیں اب جب یہ شاداب برس آیا تم نے ذبح کر کے کھا لینا چاہا وہ بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم یہی بات ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک مخلوق کا بدلہ اس کے مالک کی طرف سے یہ نہیں وہ بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ اسے فروخت کروں گا اور نہ ہی اسے ذبح کروں گا۔ فرمایا تم غلط کہتے ہو اس نے تم سے فریاد کی تم اس کی فریاد کو نہ پہنچے اور میں تم سے زیادہ مستحق ہوں کہ فریادی پر رحم کروں۔ اللہ نے منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی ہے اور ایمان والوں کے دلوں میں رکھی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اونٹ اس سے سو روپے میں خرید لیا اور فرمایا اے اونٹ تو آزاد ہے یہ سن کر اونٹ نے آواز نکالی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی اس نے پھر آواز نکالی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر آمین کہی پھر آواز نکالی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر آمین کہی اس نے چوتھی بار آواز نکالی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گریہ فرمایا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا کہتا ہے فرمایا یہ کہتا ہے خدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام اور قرآن کی طرف سے بہتر جزا دے۔ میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا خدا قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا خوف دور کرے۔ میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا خدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا خون ان کے دشمنوں کے ہاتھوں محفوظ رکھے۔ میں نے کہا آمین۔ پھر کہا خدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں خونریزی نہ کرے یعنی آپس میں جنگ نہ کریں۔ اس پر میں نے گریہ فرمایا یہ سب مرادیں میں اپنے رب سے مانگ چکا اور اس نے مجھے عطا کر دیں مگر آخری سے منع کر دیا گیا اور مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی کہ میری امت کی فنا تلوار سے ہوگی۔ (الترغیب والترہیب)

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد یہیں سے چاہتی ہے ہرنی فریاد

اسی در پہ شتران ناشاد گلہء رنج و عنا کرتے ہیں

تواضع

رسول اللہ ﷺ عجز و انکساری اور تواضع کا پیکر اتم تھے آپ ﷺ نے ساری زندگی عاجزی کو اپنایا اور اس کا درس بھی دیا اس سلسلے کی چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدیث نمبر 1:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور علیہ السلام حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ کوہ صفا پر موجود تھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے شام کو آل محمد ﷺ کے پاس ایک مٹھی بھر آٹا اور ہتھیلی بھر جو بھی نہیں ہوتے اس پر آسمان سے سخت آواز آئی حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ آواز کیسی ہے؟ عرض کی اسرافیل علیہ السلام کو آپ کے پاس حاضر ہونے کا حکم ہوا ہے وہ حاضر ہوئے عرض کی آپ ﷺ کے کلام کو خدا نے سنا ہے مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے کر بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ وہ چابیاں آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دوں۔ تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد یاقوت اور سونے چاندی کا بنا دوں اگر آپ چاہیں تو میں یہ کام ابھی کر دوں آپ کو اختیار ہے چاہے نبی بادشاہ بنیں یا نبی بندے۔ فَاَشَارَ جِبْرِیْلَ اِلَیْهِ اَنْ تَوَاضَعَ فَقَالَ نَبِیًّا عَبْدًا ثَلَاثًا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تواضع کا اشارہ کیا آپ نے تین مرتبہ فرمایا میں نبی بندہ بننا چاہتا ہوں۔ (طبرانی کبیر، ص   )(زرقانی، ص ۳۲۲)

عجز تو دیکھو اللہ اکبر تکیے کے بدلے اینٹ یا پتھر
اور سر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث نمبر 2:

غزوہ بدر میں تین تین مجاہدوں کے لئے ایک ایک اونٹ تھا چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ اور ابولبابہ انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عدیل تھے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اترنے کی باری آتی تو دونوں عرض کرتے کہ آپ نہ اتریں ہم آپ کے بدلے پیدل چلتے ہیں مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں اور میں تمہاری نسبت اجر وثواب سے زیادہ بے نیاز نہیں۔ (طبقات ابن سعد ص)

حدیث نمبر 3:

عدی بن حاتم طائی پہلے عیسائی تھے جو اپنی قوم کے سردار تھے اور غنیمت میں سے حسب قاعدۂ جاہلیت چوتھا حصہ لیا کرتے تھے جب ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر پہنچی تو وہ بھاگ کر ملک شام چلے گئے ان کی بہن پیچھے رہ گئی اور گرفتار ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی آپ مجھ پر احسان کریں۔ خدا تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کرے گا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خوراک، پوشاک دے کر ایک قافلے کے ساتھ جو کہ اس کی قوم سے تعلق رکھتا تھا روانہ کر دیا وہ شام میں اپنے بھائی کے پاس پہنچ گئی۔ عدی کو شک تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہیں یا بادشاہ ہیں۔ بہن نے مشورہ دیا کہ تم خود حاضر خدمت ہو کر دیکھ آؤ چنانچہ عدی بیان کرتے ہیں کہ جب میں مدینہ پہنچا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے میں نے سلام عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کون ہو میں نے عرض کیا میں عدی بن حاتم طائی ہوں یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور مجھے اپنے گھر لے چلے ناگاہ ایک بڑھیا کسی حاجت کے لئے حاضر خدمت ہوئی وہ کہنے لگی ٹھہریئے چنانچہ آپ ٹھہر گئے اور وہ دیر تک کچھ عرض کرتی رہی یہ دیکھ کر میں

نے اپنے دل میں کہا یہ بادشاہ نہیں پھر آپ مجھے اپنے گھر لے گئے۔آپ نے ایک تکیہ جو کھجور کی چھال کا بھرا ہوا تھا میری طرف پھینک دیا اور فرمایا کہ اس پر بیٹھ جاؤ میں نے کہا نہیں آپ اس پر تشریف رکھئے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہی اس پر بیٹھو چنانچہ حسب الارشاد میں اس پر بیٹھ گیا اور آپ ﷺ زمین پر بیٹھ گئے یہ دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا یہ بادشاہ نہیں۔آپ نے فرمایا کیا تم غنیمت کا چوتھا حصہ نہیں لیتے میں نے عرض کیا ہاں۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے دین میں جائز نہیں میں اس سے پہچان گیا کہ آپ ﷺ خدا کے رسول ہیں اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا عدی شاید تم اس لئے دین اسلام میں داخل نہیں ہوتے کہ مسلمان غریب ہیں اور تعداد میں تھوڑے ہیں اور ان کے دشمن بہت اور صاحب ملک وسلطنت ہیں مگر عنقریب مسلمانوں میں مال کی وہ کثرت ہوگی کہ کوئی صدقہ لینے والا نہ ہوگا اور تم عنقریب سن لو گے کہ ایک عورت اونٹ پر سوار ہو کر قادسیہ سے چل کر مکہ میں پہنچ کر بیت اللہ کا حج کرے گی اور اسے کسی کا ڈر نہ ہوگا اور تم عنقریب بابل میں سفید محلات پر مسلمانوں کے قبضے کی خبر سن لو گے یہ سن کر میں اسلام لے آیا حضرت عدی فرمایا کرتے تھے ان تین پیشگوئیوں میں دوسری اور تیسری پوری ہو چکی اور پہلی پوری ہو کر رہے گی۔ (سیرت ابن ہشام)

حدیث نمبر 4:

ایک سفر میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کھانے کے لئے ایک بکری درست کر لو ایک نے کہا اس کی کھال اتارنا میرے ذمے ہے۔ایک بولا پکانا میرے ذمے۔آپ ﷺ نے فرمایا لکڑیاں اکٹھی کرنا میرے ذمے ہے۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یہ کام ہم خود کر

لیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم کر سکتے ہو لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں اپنے آپ کو تم سے ممتاز کر دوں۔ خدا تعالیٰ اس آدمی کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ساتھیوں سے ممتاز بن جاتا ہے اس کے بعد آپ لکڑیاں اکٹھی کر کے لائے۔ (ابن ماجہ)

حدیث نمبر 5:

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے غریب خانے پر تشریف لائے۔ میرے والد نے آپ کی خاطر تواضع کی کھانا تناول فرمانے کے بعد جب آپ واپس آنے لگے تو میرے والد نے آپ کے لئے ایک دراز گوش تیار کیا جس پر کمبل کا پالان تھا۔ آپ اس پر سوار ہو گئے جب چلنے لگے تو میرے والد نے فرمایا اے قیس تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا میں آپ کے ساتھ ہو لیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میرے ساتھ سوار ہو جا میں نے بپاس ادب انکار کر دیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سوار ہو جا یا لوٹ جا اس لئے میں واپس ہو گیا۔ (ص مشکوٰۃ)

مزاح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار پاکیزہ مزاح بھی فرما لیا کرتے تھے مگر اس میں جھوٹ کی آمیزش نہ ہوتی۔

حدیث نمبر 1:

ایک روز ایک آدمی نے درخواست کی کہ مجھے سواری عنایت کیجئے تا کہ میں اس پر سوار ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا وہ بولا میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اونٹنیاں ہی اونٹ جنتی ہیں یعنی ہر اونٹ اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔

حدیث نمبر 2:

ایک مرتبہ ایک عورت جو قرآن پڑھا کرتی تھی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی آپ دعا کریں میں بہشت میں داخل ہو جاؤں آپ نے فرمایا کوئی بوڑھی عورت جنت میں داخل نہ ہو گی۔ اس نے اس کا سبب پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو قرآن نہیں پڑھتی اس میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر پیدا کیا اور ان کو کنواریاں بنایا۔

حدیث نمبر 3:

حضور اکرم ﷺ کا ایک بدوی صحابی تھا جو شکل کا اتنا خوبصورت نہ تھا نام اس کا زاہر تھا جنگل کے پھل اور سبزیاں نبی کریم ﷺ کے لئے بطور ہدیہ لایا کرتا تھا جب وہ آپ ﷺ سے رخصت ہوتا تو آپ اس کو شہر کی چیزیں کپڑے وغیرہ دے دیا کرتے تھے۔ آپ کو اس سے محبت تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ زاہر ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں۔ ایک روز آپ بازار کی طرف نکلے تو دیکھا کہ زاہر اپنا سامان بیچ رہا ہے آپ نے پیٹھ کی طرف سے جا کر اس کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا اور اسے گود میں لے لیا وہ بولا کون ہے مجھے چھوڑ دے پھر انہوں نے مڑ کر دیکھا تو وہ رسول کریم ﷺ تھے پھر اپنی پیٹھ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ لپٹانے لگ گئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! ہے کوئی! جو ایسے غلام کو خریدے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ بیچنا چاہتے ہیں تو میری تو

قیمت نہایت کم ہو گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو خدا کے نزدیک گراں قیمت ہے یعنی جو ہمارا ہو جاتا ہے وہ انمول ہو جاتا ہے اس لئے کہ:

خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں ہیں محو لقائے محمدؐ

سخاوت و ایثار:

حدیث نمبر 1:

تمام انسانوں میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے ہمارے نبی کریم علیہ السلام تھے۔ حدیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سائل کو لایعنی نہیں سے جواب نہیں دیا اگر پاس نہ ہوتا تو قرض لے کر عطا فرما دیتے یا پھر وعدۂ عطا فرماتے۔ ایک دفعہ ایک سائل آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ تو مجھ پر قرض کرے جب ہمارے پاس کچھ آ جائے گا ہم اسے ادا کر دیں گے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے آپ کو اس چیز کی تکلیف نہیں دی جو آپ کی قدرت میں نہیں ان کی یہ بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آئی انصار میں سے ایک شخص بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عطا کیجئے اور عرش کے مالک سے قلت کا خوف نہ کیجئے یہ سن کر آپ نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرے پر تازگی آ گئی فرمایا اسی کا امر کیا گیا ہے۔ (شمائل ترمذی)

حدیث نمبر 2:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال آیا اور یہ زیادہ سے زیادہ مال تھا جو آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو مسجد میں ڈال دو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اس مال

کے پاس بیٹھ گئے اور تقسیم فرمانے لگے۔ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس مال میں سے دیجئے کہ غزوہ بدر کے دن میں نے اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا تھا آپ نے فرمایا لے لو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کپڑے میں ڈال لیا۔ پھر اٹھانے لگے تو نہ اٹھا سکے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کسی سے کہہ دیں کہ اٹھا کر میرے اوپر رکھ دیں۔ آپ نے فرمایا میں نہیں کہتا۔ عرض کی آپ اٹھوا دیں۔ فرمایا یہ بھی نہیں کرتا۔ انہوں نے تھوڑا سا مال نکال دیا پھر اٹھانا چاہا نہ اٹھا سکے عرض کی کسی سے کہہ دیں وہ اٹھا کر میرے اوپر رکھ دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں کہتا۔ عرض کی آپ اٹھوا دیں فرمایا میں یہ بھی نہیں کرتا۔ پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ اور کم کر دیا پھر اسے کندھے پر اٹھا لیا اور روانہ ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہو گئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طمع پر تعجب فرماتے تھے جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اٹھے تو ایک درہم بھی باقی نہ تھا۔ (بخاری)

اٹھا . جب بھی دستِ عطائے محمد
غنی بن گئے ہیں گدائے محمد

حدیث نمبر 3:

آپ کی سخاوت زیادہ تر مؤلفۃ القلوب کے لئے ہوتی تھی چنانچہ صفوان بن امیہ نے ایک مرتبہ بکریوں کا سوال کیا جن سے دو پہاڑوں کے درمیان پوری وادی بھری ہوئی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تمام بکریاں اسے دے دیں اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم اسلام لے آؤ اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسی سخاوت کرتے

ہیں کہ فقر سے نہیں ڈرتے۔ (مشکوٰۃ)

یہ بیٹھا ہے سکہ تمہاری عطا کا
کبھی ہاتھ اٹھنے نہ پایا گدا کا

حدیث نمبر 4:

ایک روز نمازِ عصر کا سلام پھیرا اور جلدی سے دولت خانہ میں تشریف لے گئے پھر جلدی نکل آئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تعجب ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے نماز میں خیال آیا کہ صدقہ کا کچھ سونا گھر میں پڑا ہے مجھے پسند نہ آیا کہ رات ہو جائے اور وہ گھر میں پڑا رہے اس لئے جا کر اسے تقسیم کرنے کے لئے کہہ آیا ہوں۔ (بخاری)

زمانے کی دولت نہیں پاس پھر بھی
زمانے میں بٹتی ہے دولت کسی کی

حدیث نمبر 5:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ مؤذن رسول پاک ﷺ کے خزانچی تھے ایک دن عبداللہ ہوازنی نے ان سے رسول خدا ﷺ کے خزانے کا حال پوچھا انہوں نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ کے پاس کچھ نہ رہتا تھا۔ بعثت سے وفات تک یہ کام میری تحویل میں رہا جب کوئی ننگا بھوکا مسلمان آپ کے پاس آتا آپ مجھے حکم دیتے میں کسی سے قرض لیتا اور چادر خرید کر اسے اڑھاتا اور کھانا کھلاتا ایک روز ایک مشرک مجھ سے ملا کہنے لگا بلال میرے ہاں گنجائش ہے میرے سوا کسی اور سے قرض نہ لیا کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا ایک روز میں وضو کر کے اذان دینے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مشرک تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ آ رہا ہے اس نے مجھے

دیکھ کر کہا او حبشی میں نے کہا لبیک پھر اس نے ترش رو ہو کر میرے متعلق کچھ کہا اور بولا کچھ معلوم ہے وعدے میں کتنے دن باقی ہیں میں نے کہا وقت وعدہ قریب آ گیا ہے اس نے کہا صرف چار دن باقی ہیں اگر اس مدت میں تو نے قرض ادا نہ کیا تو تجھے غلام بنا کر بکریاں چرواؤں گا جیسا کہ تو پہلے چرایا کرتا تھا۔ یہ سن کر مجھے فکر دامن گیر ہوا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء پڑھ کر گھر تشریف لے گئے میں حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ مشرک جس سے میں قرض لیا کرتا تھا اس نے مجھ سے ایسا کہا ہے اور آپ کے پاس ادائے قرض کے لئے کچھ موجود نہیں اور نہ میرے پاس ہے وہ مجھ کو رسوا کرے گا اگر آپ اجازت دیں تو میں بھاگ کر مسلمانوں کے کسی قبیلے میں جا رہوں جب ادائے قرض کے لئے خدا کچھ سامان کر دے گا تو واپس آ جاؤں گا غرض میں اپنے گھر گیا اور تلوار جوتا تھیلا اور ڈھال اپنے سرہانے رکھ لئے صبح کاذب ہوتے ہی میں چلنے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص دوڑتا آ رہا ہے اور کہتا ہے بلال (رضی اللہ عنہ)! رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے یاد فرمایا ہے وہاں پہنچا تو دیکھا کہ چار اونٹ لدے ہوئے بٹھائے ہوئے ہیں میں اجازت لے کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے ادائے قرض کا سامان کر دیا تم نے چار اونٹ بیٹھے دیکھے ہوں گے۔ میں نے عرض کی۔ ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اونٹ حاکم فدک نے بھیجے ہیں۔ غلہ اور کپڑے جو ان پر ہیں وہ سب تمہاری تحویل میں ہیں ان کو بیچ کر قرض ادا کر دو میں نے تعمیل ارشاد کی پھر میں مسجد میں آیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادائے قرضہ کا حال پوچھا میں نے عرض کی قرض سارا ادا ہو گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کچھ باقی بچا میں نے عرض کی کچھ بچ رہا ہے فرمایا مجھے اس سے سبکدوش کر دو جب تک یہ کسی

ٹھکانے نہ لگے گا میں گھر نہ جاؤں گا۔ آپ ﷺ نماز عشاء سے فارغ ہوئے مجھے بلا کر اس بقیہ کا حال پوچھا میں نے عرض کی وہ میرے پاس ہے کوئی سائل نہیں ملا رسول خدا ﷺ رات کو مسجد میں رہے دوسرے روز نماز عشاء کے بعد مجھ سے پوچھا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! خدا نے آپ کو سبکدوش کر دیا ہے یہ سن کر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور خدا کا شکر ادا کیا کیونکہ آپ کو ڈر تھا کہ ایسا نہ ہو کہ موت آ جائے اور وہ مال میرے پاس ہو پھر آپ ﷺ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ (ابوداؤد، ج ا، ص ۳۶۳)

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

صداقت:

رسول خدا ﷺ ہمیشہ سچ بولتے اپنے تو درکنار بیگانے بھی آپ کی صداقت کے قائل تھے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے لوگ کام کاج چھوڑ کر آپ ﷺ کو دیکھنے کے لئے آ رہے تھے۔ میں بھی آیا جب میں نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھا۔ میں نے پہچان لیا کہ یہ چہرہ جھوٹوں کا چہرہ نہیں آپ اس وقت فرما رہے تھے۔

أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَصِلُوا الْأَرْحَامَ وَالطَّعَامَ أَطْعِمُوا وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ ○

اے لوگو! سلامتی پھیلاؤ، اپنوں سے محبت کرو، بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، رات کو جبکہ لوگ سو رہے ہوں اللہ کی عبادت کرو اور سلامتی سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

یہ کلام سن کر میں نے کہا أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ حَقًّا وَّأَنَّكَ جِئْتَ

بِالْحَقِّ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے رسول ہیں اور حق لے کر آئے ہیں۔
(سنن کبریٰ، ص ۵۰۲، مسند امام احمد، ج ۵، ص ۴۵۱)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ابوجہل نے رسول اللہ ﷺ سے کہا ہم تمہیں جھوٹا نہیں کہتے لیکن جو کتاب و شریعت تم لائے ہو اس سے ہم انکار کرتے ہیں اس پر ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ○

وہ تجھ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن ظالم خدا کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

جب نبی کریم ﷺ نے اعلانِ نبوت فرمایا تو آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر قریش کو پکارا وہ جمع ہو گئے۔ آپ نے ان سے پوچھا بتاؤ اگر میں یہ کہہ دوں کو وادیء مکہ سے ایک لشکر تم پر تاخت و تاراج کرنا چاہتا ہے تو یقین کر لو گے؟ وہ بولے ہاں! کیونکہ ہم نے آپ کو سچ بولتے ہی دیکھا ہے۔ (بخاری)

ایک روز مشرکوں نے عتبہ بن ربیعہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے بھیجا اس نے حضور اکرم ﷺ پر چند امور پیش کئے کہ ان میں سے جو چاہیں قبول کر لیں اور نئے مذہب سے باز آئیں اس کے جواب میں آپ نے سورہ حم السجدہ کی تلاوت کی جب آپ ﷺ فَاِنْ اَعْرَضُوْا پر پہنچے تو عتبہ نے آپ ﷺ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور قرابت کی قسم دے کر کہا آپ ﷺ آگے نہ پڑھیں اس کے بعد عتبہ نے واپس جا کر مشرکین مکہ پر یہ ماجرا بیان کیا اور کہا کہ اس نے مجھے قرآن سنایا جب وہ اس آیت پر پہنچا فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ○

اگر وہ منہ پھیریں تو کہہ دیں کہ میں نے تمہیں ایک کڑاکے سے ڈرایا

جیسا کہ عاد وثمود پر آیا۔

تو میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور قرابت قریبہ کی قسم دے کر کہا کہ بس آگے نہ پڑھیے تمہیں معلوم ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جب کچھ کہہ دیتا ہے تو جھوٹ نہیں بولتا اس لئے میں ڈر گیا کہ کہیں تم پر وہ عذاب نازل ہو جائے جس سے اس نے ڈرایا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

عدل وانصاف:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ پر ایک یہودی کا چار درہم قرض تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ رسول اکرم غزوۂ خیبر کا ارادہ فرما رہے تھے اس نے مجھ سے تقاضا کیا میں نے مہلت مانگی تو وہ نہ مانا اور مجھے پکڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو دفعہ فرمایا کہ اس کا قرض ادا کر دو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ خیبر کی مہم کا ارادہ فرما رہے ہیں شاید وہاں سے کچھ غنیمت ہاتھ لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ اس کا حق ادا کر دو۔ یہ قاعدہ تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات کے لئے تین مرتبہ فرما دیتے تو پھر کوئی عذر نہ کیا جاتا میرے پاس ایک تہ بند اور ایک عمامہ تھا میں نے اس یہودی سے کہا اس تہ بند کو مجھ سے خرید لو چنانچہ اس نے چار درہم میں مجھ سے خرید لیا میں نے عمامہ سر سے اتار کر کمر سے لپیٹ لیا ایک عورت میرے پاس سے گزری اس نے اپنی چادر مجھے اڑھا دی۔ (ص طبرانی صغیر)

سرق ایک صحابی رضی اللہ عنہ تھے ان سے اس نام کی وجہ تسمیہ پوچھی گئی تو کہنے لگا ایک بدوی دو اونٹ لے کر آیا میں نے خرید لئے اور قیمت لانے کے بہانے اپنے گھر میں داخل ہوا اور عقب خانے سے نکل گیا اور ان اونٹوں کو بیچ کر اپنی

حاجت پوری کی۔ میں نے خیال کیا بدوی چلا گیا ہو گا میں واپس آیا تو وہ کھڑا تھا وہ مجھے پکڑ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے گیا اور واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اونٹوں کو بیچ کر اپنی حاجت پوری کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدوی کو قیمت ادا کر دو میں نے عرض کی میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سرق ہے پھر بدوی سے فرمایا اس کو فروخت کر کے اپنی قیمت پوری کر لو چنانچہ لوگ اس سے میری قیمت پوچھنے لگے وہ ان سے کہتا تم کیا چاہتے ہو وہ کہتے کہ ہم خرید کر آزاد کرنا چاہتے ہیں یہ سن کر بدوی نے کہا میں تمہاری نسبت ثواب کا زیادہ حقدار ہوں پھر اس نے کہا جاؤ میں نے تم کو آزاد کر دیا۔ (المستدرک)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین مکہ امین کے لقب سے پکارتے تھے جب قریش مکہ نے کعبہ کو از سر نو بنانا چاہا اور حجر اسود کی جگہ تیار ہو گئی تو قبائل میں جھگڑا ہوا۔ ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو نصب کرنا ہمارے حصے میں آئے۔ آخر یہ قرار پایا کہ جو شخص کل صبح باب بنی شیبہ سے حرم میں داخل ہو وہ ثالث بنے اتفاقاً اس دروازے سے جو پہلے داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی سب پکار اٹھے یہ امین ہے ہم راضی ہیں۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب انہوں نے آپ سے معاملہ ذکر کیا تو آپ نے ایک چادر بچھا کر حجر اسود کو اس میں رکھا اور فرمایا ہر طرف والے ایک سردار کا انتخاب کر لیں اور وہ چاروں سردار چادر کے چاروں کونے تھام لیں اور اوپر کو اٹھائیں اس طرح جب وہ چادر مقام نصب تک پہنچ گئی تو آپ نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو اس کے مقام پر نصب کر دیا اور وہ سب خوش ہو گئے۔

غزوۂ بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صف آرائی فرما رہے تھے حضرت سواد صف

سے آگے نکلے ہوئے تھے آپ نے ان کے سینے پر چھڑی ماری اور فرمایا سواد سیدھے ہو کر صف میں کھڑے ہو جاؤ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی چھڑی سے مجھے اذیت ہوئی ہے مجھے بدلہ دیں۔ خدا نے آپ ﷺ کو عدل و انصاف کا پیکر بنا کر بھیجا ہے۔ آپ نے اپنے سینے سے کپڑا اٹھا کر فرمایا سواد! لو! بدلہ لے لو انہوں نے دوڑ کر آپ ﷺ کے سینے کو چوم لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سواد یہ تم نے کیا کیا ہے عرض کی میرا آخری وقت قریب ہے میں نے چاہا کہ وفات سے پہلے آپ ﷺ کے جسد اقدس کا مساس حاصل ہو جائے۔

ایک دفعہ خاندان بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی۔ قریش نے چاہا کہ وہ حد سے بچ جائے۔ انہوں نے رسول کریم ﷺ کے محبوب اسامہ بن زید سے درخواست کی کہ آپ رسول کریم ﷺ سے سفارش کر دیں۔ چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے سفارش کی آپ ﷺ نے فرمایا تم حد میں سفارش کرتے ہو۔ تم سے پہلے لوگ (بنی اسرائیل) اسی سبب سے تباہ ہوئے کہ وہ غریبوں پر حد جاری کرتے تھے اور امیروں کو چھوڑ دیتے تھے۔ خدا کی قسم! اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ بھی ایسا کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ (ابو داؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نضر کی بیٹی ربیع نے ایک لڑکی کے دانت توڑ دیئے ربیع کے گھر والوں نے اس لڑکی سے درگذر کی درخواست کی لیکن اس کے گھر والوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا انہوں نے معاوضہ دے کر صلح کرنی چاہی لیکن یہ کوشش بھی ناکام رہی۔ بارگاہ رسالت ﷺ میں آ کر انہوں نے فریاد کی اور عرض کی ہم تو ربیع سے اپنی بچی کا قصاص ہی لیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے ربیع، اس کے باپ، اس کے خاندان کی وجاہت اور وقار کو نظر انداز کرتے ہوئے فیصلہ فرمایا کہ ربیع سے قصاص لیا جائے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا ربیع جیسی شریف زادی کے دانت توڑے جائیں گے۔

فرمایا قصاص لینا اللہ کا حکم ہے اس میں ہیر پھر نہیں ہو سکتا لیکن اس عورت کے خاندان نے یہ عدل وانصاف دیکھا تو معاف کر دیا۔

عہد فاروقی میں عمرو بن عاص نے مصر فتح کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو وہاں کا گورنر مقرر کیا ان کے لڑکے کو گھوڑ دوڑ کا بہت شوق تھا ایک مصری نے ان کے ساتھ گھوڑا دوڑایا اور جیت گیا۔ مصر کے فاتح اور گورنر کے بیٹے کو بڑا غصہ آیا اور اسے کئی بید رسید کئے اور کہا اور بید کھاؤ میں دو کریموں کا بیٹا ہوں۔ مصری مار کھانے کے بعد مدینہ منورہ آیا اور عدالت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس کی فریاد سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا قاصد مصر روانہ کیا۔ چند روز کے بعد قاصد باپ بیٹے کو لے کر مدینہ حاضر ہوا اور عدالت فاروقی میں پیش کیا۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے مقدمہ سماعت فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا مصری کہاں ہے۔ وہ حاضر ہوا آپ نے اس کے ہاتھ میں درہ دیا اور فرمایا مارو! دولئیموں کے بیٹے کو۔ جس طرح اس نے تمہیں مارا تھا۔ وہ کوڑے لگا رہا ہے اور عمرو بن عاص اپنے بیٹے کو پٹتا ہوا دیکھ رہے ہیں لیکن کسی کو مجال دم زدن نہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے جاتے ہیں مارو! اے مصری! اور مارو! جب مصری اپنے دل کی بھڑاس نکال چکا تو آپ نے فرمایا اب ذرا فاتح مصر کی بھی خبر لو ان کے بیٹے نے تجھے مارنے کی جرات اس لئے کی کہ وہ اپنے باپ کو مصر کا فاتح اور گورنر سمجھتا تھا۔ مصری اس نرالے عدل وانصاف کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا عرض کرنے لگا یا امیر المومنین (رضی اللہ عنہ)! جس نے مجھے مارا اس سے میں نے بدلہ لے لیا۔ اس میں عمرو بن عاص کا کوئی قصور نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غصہ سے حضرت عمرو بن عاص کی طرف دیکھا اور اپنی زبان سے ایک ایسا جملہ نکالا جس میں اسلامی فتوحات کا فلسفہ اور روح سمٹ کر آ گئی ہے فرمایا:

اے عمرو! جن لوگوں کو ان ماؤں نے آزاد جنا ان کو تم نے کب سے اپنا

غلام سمجھ رکھا ہے۔(مقالات)

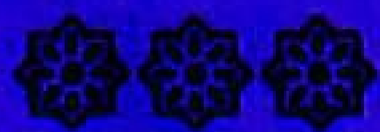
اسی طرح کا ایک اور واقعہ عہد فاروقی میں وقوع پذیر ہوا اور وہ یہ کہ غسان کا آخری بادشاہ جبلہ بن ایہم مسلمان ہو گیا اور فریضہء حج ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ حاضر ہوا۔ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اس کی قیمتی چادر پر ایک بدو نے اپنا پاؤں رکھ دیا۔ جبلہ نے مڑ کر دیکھا غصہ سے بے قابو ہو گیا اور اس بدو کو زور سے طمانچہ رسید کیا جس سے اس کی ناک زخمی ہو گئی اور اس کے اگلے دو دانت ٹوٹ گئے اس بدو نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر فریاد کی آپ نے جبلہ کو بلایا اور اسے کہا کہ یا تو اس بدو سے معافی مانگو اور اسے راضی کر لو ورنہ قصاص کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جبلہ یہ سن کر حیران ہو گیا اور فرط حیرت سے پوچھنے لگا ایک معمولی بدو کے لئے مجھ جیسے بادشاہ سے بدلہ اور قصاص لیا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسلام قبول کر لینے کے بعد اب تم دونوں برابر ہو۔ اب برتری کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ جبلہ کہنے لگا میں نے تو اسلام اس لئے قبول کیا تھا کہ مجھے پہلے سے زیادہ عزت حاصل ہو گی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جبلہ یہ نادانوں کی سی باتیں چھوڑو اس نے جب دیکھا کہ امیر المومنین قصاص پر مصر ہیں تو اس نے عرض کی مجھے ایک رات سوچنے کی مہلت دی جائے رات کو اپنے ساتھیوں سمیت قسطنطنیہ چلا گیا اور عیسائی ہو گیا۔(مقالات)

یہ تھا عدل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد رشید کا کہ ایک بادشاہ کا مرتد ہونا قبول کر لیا لیکن قرآن کی تعلیمات پر حرف نہیں آنے دیا اور ثابت کر دیا کہ جس قرآن کی روشنی سے میرا عرصہ حیات منور ہے وہاں شاہ و گدا میں کوئی فرق نہیں کسی بادشاہ کی عظمت عدل و انصاف کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتی۔

اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ایک سلطان کا عدل و انصاف ملاحظہ فرمائیں۔

ایک دن سلطان محمود غزنوی اپنے دیوان میں بیٹھا تھا اس کی رعایا کا ایک غریب آدمی اس کے تخت کے سامنے آ کر ادب سے کھڑا ہو گیا اور شکایت کی کہ ایک ترکی سپاہی نے اس کو گھر سے نکال دیا ہے اور اس کی بیوی پر قبضہ کر لیا ہے محمود نے اس کی شکایت سن کر کہا اب صبر سے کام لو اور رونا چلانا چھوڑ دو جب وہ دوبارہ آئے تو مجھے اطلاع دو میں خود وہاں پہنچ کر تمہاری دادرسی کروں گا تین روز کے بعد مجرم دوبارہ اس کے گھر میں داخل ہوا وہ بھاگا ہوا سلطان محمود کے پاس حاضر ہوا۔ سلطان چند سپاہیوں کو ساتھ لے کر اس کے ہمراہ اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا وہاں پہنچ کر سلطان نے مکان کے چاروں طرف پہریدار متعین کر دیئے تمام روشنیاں بجھا دی گئیں اور اعلان کر دیا کہ یہ نابکار گردن زدنی ہے کیونکہ یہ موقع پر بدکاری کرتا ہوا پکڑا گیا ہے جب اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا تو پھر چراغ روشن کر دیئے گئے۔ مقتول کو دیکھ کر محمود نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ سجدے سے سر اٹھانے کے بعد اس نے کہا اگر گھر میں کچھ کھانے کو ہے تو پیش کرو۔ اس غریب نے روکھی سوکھی روٹی لا کر سامنے رکھ دی جس کو سلطان نے بڑی رغبت سے کھایا پھر محمود سے اس حیرت انگیز طریق کار کے بارے میں پوچھا گیا تو سلطان نے کہا میرے دل میں خیال گزرا مبادا میرے کسی لڑکے نے ایسی جرات کی ہو میں نے چراغ گل کرنے کا حکم دیا تا کہ اگر اس حرامکاری کا مرتکب میرا کوئی بیٹا ہو تو شفقت پدری قیام عدل میں رکاوٹ نہ بنے میرے انصاف کو نابینا اور بے رحم ہونا چاہئے جب سے اس غریب نے اپنی داستان غم سنائی تھی مجھے اتنا دکھ ہوا کہ میں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا۔ (مقالات)

سبق پڑھ پھر صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا



شمشیرِ بے نیام قادر الکلام مفکرِ اسلام خطیبِ پاکستان

علامہ مولانا محمد صدیق ملتانی صاحب

کی دیگر بہترین کتب

باطل اپنے آئینے میں

اس کتاب کا دوسرا نام ایٹم بم ہے یہ وہ کتاب ہے جس نے باطل کے ایوانوں میں زلزلہ بپا کر دیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر کئی بد مذہب راہ راست پر آگئے ہیں اس کتاب میں گستاخانِ رسول و گستاخانِ صحابہ و گستاخانِ اہلِ بیت پر کاری ضرب لگائی ہے ان پر ایسے سوالات کئے گئے ہیں جنکا جواب آج تک نہیں دیا گیا یہ باطل فرقوں کے رد میں لاجواب کتاب ہے

بدر الکبریٰ

اس کتاب میں غزوۂ بدر بیان کیا گیا ہے نئی نسل کے ذہنوں میں جہاد کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے یہ کتاب ایک عظیم سرمایہ ہے مسلمانوں کے اسلاف کے مجاہدانہ کارناموں سے واقف کرانے کے لئے ایک عجیب کوشش ہے جہاد کی فضیلت اور ضرورت کو ذہن نشین کرانے کی سعی بلیغ ہے۔

خدا کی ہستی کے دلائل

یہ کتاب بین الاقوامی حالات کو پیشِ نظر رکھ کر لکھی گئی دنیا میں بہت سے لوگ ہیں جو سرے سے خدا کی ہستی کے منکر ہیں اور اس جہان کی نمود و نمائش کو زمانے کی پیداوار سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے یہ کتاب مشعل راہ بلکہ روشنی کا مینار ہے اس کتاب میں توحید باری تعالیٰ کے عقلی دلائل پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی کے آفاقی، نفسی اور عقلی دلائل قابلِ ستائش ہیں

کتاب التنویر

خدا تعالےٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین فضائل اور خصائل عطا کئے ان کے ... ہیں آپ کے خصائص کو آٹھ اقسام پر منقسم کر کے اُن پر بحث کی گی ہے مختلف ابحاث میں ... کے جوابات دیئے گئے جن سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے اس کتاب کے پڑھنے سے ... کے سینے میں الفت رسول کا دریا موجزن ہوتا ہے

دینِ فطرت

یہ کتاب اصلاح۔معاشرہ کی غرض سے لکھی گئی ہے اس کتاب میں ... پر بڑا زور دیا گیا ہے کیونکہ بے پردگی اور عریانی دعوت گناہ کا سبب ہے اس کتاب میں معاشرے کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کیا گیا ہے معاشرہ میں جو برائیاں پیدا ہو چکی ہیں ان کو دور کرنے کے طریقوں پر بحث کی گئی ہے

مقام سجدہ

... سے اہم رکن سجدہ ہے اکثر نمازی سجدہ خلاف سنت کرتے ہیں اس کتاب میں ... ہے سجدے کے فوائد اور حکمتوں پر حسین تبصرہ ہے حضور ... تھے اس میں کیا راز تھا مکمل بحث کی گئی ہے سجدہ ... ایسا رکن نماز ہے جو بندہ کو خدا کے قریب کر دیتا ہے پاکستان میں ...

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد